کیا آپ کو معلوم ہے

بے شمار عام ہو جانے والی خطاؤں اور غلطیوں کی نشاندہی کرنیوالی ایک

بینظیر تالیف

مفتی محمد اکمل عطا قادری عطاری

مکتبہ اعلیٰ حضرت

مختلف گناہوں کی معرفت اور غلط فہمیوں کے ازالے میں

معاون منفرد اندازِ تحریر پر مبنی فقہی مسائل کا اچھوتا مجموعہ

کیا آپ کو معلوم ہے؟

مؤلف

علامہ مفتی محمد اکمل عطا

مد ظلہ العالی

ناشر

مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور

042-7247301-0300-8842540

مکتبہ اعلی حضرت لاہور پاکستان

Marfat.com

786

92

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

نام کتاب.................... کیا آپ کو معلوم ہے؟

مؤلف.................... مفتی محمد اکمل قادری عطاری مدظلہ العالی

صفحات.................... 224

قیمت....................

رابطے کے لئے

مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور

042-7247301-0300-8842540

Marfat.com

۷۸۶
۹۲
الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

مجلس برائے تفتیش کتب

تاریخ ۳ ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ　　　　　　　　　　حوالہ ۰۵۱

تصدیق نامہ

الحمدللہ عزوجل تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب

''کیا آپ کو معلوم ہے؟''

پر **المدینۃ العلمیۃ** کے ماتحت، مجلسِ تفتیش کتب ورسائل کی جانب سے حتی الامکان احتیاط وتوجہ کے ساتھ نظرِ ثانی کی گئی ہے۔ مجلس نے اس کتاب کو عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے۔

Marfat.com

صفحہ نمبر	فہرست	نمبر شمار
14	انتساب	☆☆
15	پیش لفظ	☆☆
17	دستِ غیب اور محبت بڑھانے کا طریقہ	1
19	جاہل شخص	2
20	کلمہ اور مغفرت	3
21	خود اپنی ہی چیز خریدنے کا حکم	4
22	بوقت موت دو شیطانوں کی آمد	5
23	میت والے گھر میں روٹی پکانے کا حکم	6
24	میت کے بدن سے بال و ناخن کاٹنے کا حکم	7
24	شوہر کے مرحومہ بیوی کو دیکھنے کا حکم	8
25	دودھ پیتے بچے کے پیشاب کا حکم	9
25	انبیاء علیھم السلام کے فضلاتِ بدن کا حکم	10
25	مباہلہ کی حقیقت	11
26	دنیا کی عمر اور مسلمان کی مدتِ رہائش جہنم	12
27	سید الانبیاء کی اذان	13
27	فاسق کی اذان کا حکم	14

Marfat.com

15	مسجد میں اذان کا حکم	29
16	کھانے سے پہلے تربوز کھانا	32
17	وکالت کے رائج شدہ پیشے کا حکم	33
18	ہمزاد کو قابو کرنے کی حقیقت	33
19	آسیب، بھوت، چڑیل کا وجود اور شہید کی سواری آنے کا حکم	36
20	سب سے پہلی نمازِ جنازہ	37
21	حوضِ کوثر افضل یا زم زم؟	39
22	شیطان کا خواب میں نبی پاک (ﷺ) کی صورت اختیار کرنا	43
23	نبی کریم (ﷺ) کا خواب میں خلافِ شرع کام کا حکم دینا..	44
24	نامۂ اعمال کی باعتبارِ گناہ تین اقسام	45
25	خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ کا حکم	46
26	پاسپورٹ کے لئے تصویر بنوانے کے احکام	47
27	مالی جرمانے کا حکم	52
28	تنبیہ کی غرض سے نافذ کئے جانے والے مالی جرمانے کا حکم	53
29	مالی جرمانے کی جوازی صورتیں	54
30	خفیہ واعلانیہ گناہ کی توبہ کا شرعی طریقہ اور اس میں پوشیدہ حکمتیں	55
31	اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ "میاں" کے استعمال کا حکم	61

Marfat.com

32	جزیرۂ عرب میں کافروں کی رہائش کا حکم	61
33	مدینہ منورہ کو "یثرب" کہنے کی شرعی حیثیت	63
34	مسلمانوں کا کفار کی محافل اور میلوں میں شرکت کرنے کا حکم	65
35	نومسلم کے اقرارِ اسلام کا اعتبار کرنے کا حکم	66
36	عمل کے مقبول ومردود ہونے کا مطلب	66
37	گناہِ کبیرہ کے ارتکاب پر حکمِ کفر؟	68
38	دینی کام میں کافروں سے طلبِ امداد کی شرعی حکم	68
39	عقائدِ اسلام کو فاسد کردینے والے دنیاوی علوم سیکھنا کیسا؟..	68
40	اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرنا کیسا؟	69
41	یزید کے کفر کے بارے میں علماء اسلام کا نظریہ	69
42	حیاتُ الانبیاء علیھم السلام کا شرعی تصور	70
43	انبیاء علیھم السلام کے لئے احتلام کا حکم	71
44	بالغ اولاد کی شادی میں بلا عذرِ شرعی تاخیر کرنے کا انجام.....	71
45	گناہ مٹانے کا شرعی نسخہ	72
46	حضرت مجنون رحمہ اللہ اور ولایت	73
47	عقائد میں تقلید کا حکم	73
48	آیتِ قرآنی وغیرھا استنجاء خانے میں لے جانے کا حکم	75

Marfat.com

49	جنوں کی خوراک..........	77
50	عبادت کی اقسام..........	78
51	تبلیغ دین کے لئے سفر کا خرچ طلب کرنے کا حکم..........	80
52	انسان اور فرشتوں میں سے افضل کون؟..........	81
53	محشر اور دنیا کے ترازو میں فرق..........	81
54	ذکرِ سرکار (ﷺ) پر انگوٹھے چومنے کا حکم..........	82
55	پیر کے قابلِ بیعت ہونے کی شرائط..........	82
56	بیعت کے لئے اجازت لینے کا حکم..........	84
57	استنجاء کے لئے ٹشو پیپر کے استعمال کا حکم..........	84
58	فجر کا وقت تنگ ہونے کی صورت میں غسل کے احکام..........	85
59	نجومی کو ہاتھ دکھانے کی شرعی حیثیت..........	87
60	زوال کا وقت جاننے کا طریقہ..........	88
61	آلِ رسول (ﷺ) سے بروزِ قیامت مؤاخذے کا حکم..........	88
62	ہجرت کے وجوب کی صورتیں..........	89
63	خلیفہ و سلطان کسے کہتے ہیں؟..........	91
64	موزوں پر مسح کے احکام..........	95
65	اونی یا سوتی موزوں پر مسح کا حکم..........	96
66	زپ لگے ہوئے موزوں پر مسح کا حکم..........	98

Marfat.com

67	مؤذن کی موجودگی میں دوسرے کے تکبیر کہنے کا حکم	98
68	اہل کتاب سے نکاح اور ان کے ذبیحہ کی شرعی حیثیت	99
69	مقتدیوں کے لئے جمعہ کی اذان ثانی کے جواب کا شرعی حکم ..	106
70	خلیفہ افضل ہے یا سلطان؟	107
71	حقیرانہ الفاظ کے ساتھ سرکار (ﷺ) کے ذکر کا حکم شرعی ...	111
72	حرام فعل کے تماشائی بننے کا حکم	113
73	حرام کام میں چندہ دینے کا حکم	114
74	مہاتما کا مطلب اور کسی کافر و مشرک کو مہاتما کہنے کا حکم	114
75	جمعہ کی اذان ثانی کی ابتداء	115
76	ماں باپ کی اطاعت کن کاموں میں واجب ہے؟	119
77	ماں باپ کو گناہ سے روکنے کے لئے سختی کرنے کا حکم	120
78	اذان سے پہلے یا بعد میں صلوۃ وسلام پڑھنے کا شرعی حکم	120
79	خواب کی اقسام	121
80	اذان دینے کے دوران، اذان پہلے ہو چکنے کی اطلاع ملنا	122
81	کفار کے میلوں میں شرکت کا حکم	123
82	حالت حیض میں عورت سے نفع اٹھانے کا حکم	126
83	حائضہ کے ہاتھ کی پکی روٹی کھانے کا حکم	127
84	کسی کو منحوس سمجھنے کی شرعی حیثیت	128

Marfat.com

85	قرآن پاک کے تیس پاروں کا مرتب کون؟	129
86	نامحرم عورت کے لئے اپنے پیر کا تبرک پینے کا شرعی حکم	130
87	دھوپ سے گرم شدہ پانی سے وضو کا حکم	130
88	دلہن کے پاؤں کے دھوون کی برکت	131
89	اڑ کر بیماری لگنے کی شرعی حیثیت	132
90	خدا کے واسطے کی پرواہ نہ کرنے کا حکم	135
91	مال حرام سے صدقے کا حکم	135
92	اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ "عاشق" کے استعمال کی شرعی حیثیت	137
93	نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت	138
94	منافق وبدمذہب کو "مولانا" کہنے کا حکم	139
95	وسوسوں کی اقسام	140
96	کفار کی اقسام	141
97	غیر ملکی صابن کے استعمال کا حکم	143
98	منافق وبدمذہب سے میل جول کا حکم	144
99	موت سے کچھ دیر قبل مسلمان ہونے کی شرعی حیثیت	146
100	مخصوص القابات نبی (ﷺ) کو کسی امتی کیلئے استعمال کا حکم	146
101	حضرت مریم (رضی اللہ عنہا) کا اخروی مرتبہ	146

Marfat.com

102	شوہر کی وفات یا طلاق کے بعد عورت کی دوسری شادی کو معیوب سمجھنے کا حکم	147
103	دورانِ نفاس، نماز و روزہ کا مسئلہ	147
104	ہاتھی دانت کے استعمال کی شرعی حیثیت	148
105	جنبی کے پسینے کا حکم	149
106	پانی میں چھپکلی گر جانے کا حکم	149
107	گوبر سے لیپی ہوئی چھت سے ٹپکتے پانی کا حکم	150
108	عیسائیوں کی کھانے پینے کی اشیاء کے استعمال کا حکم	151
109	نصِ قطعی موجود نہ ہونے کی صورت میں ضروریاتِ دین کے انکار کی شرعی حیثیت	154
110	کلمہ کفر کہنے والا مرتد ہوگا یا نہیں؟	155
111	ضروریاتِ دین کے انکار کا حکم	157
112	اظہارِ کفر کی صورت میں شوہر و زوجہ کے تعلق کا حکم	158
113	بچے کے اسلام و کفر کے اعتبار کا شرعی حکم	159
114	فوت ہونے والے بچے کا کفر و اسلام کی شرعی حیثیت	160
115	مجبوراً کلمۂ کفر کہنے کی شرعی حیثیت	161
116	اپنی ذات کے لئے ثبوتِ کفر پر راضی ہونے کا حکم	163
117	کلماتِ کفر کے سلسلے میں زبان بہکنے کی شرعی حیثیت	164

Marfat.com

118	کلمہ کفر سن کر ہنس دینے کا شرعی حکم	165
119	اپنے مسلمان ہونے کا انکار کرنے یا خود کو کافر کہنے کا حکم	166
120	ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو کافر کہنے کا حکم	167
121	کلمہ کفر صادر ہونے پر نکاح کا حکم	168
122	اللہ تعالٰی کے لئے جگہ و مکان اور جہت ثابت کرنے کا حکم ...	169
123	اللہ تعالٰی کی جانب کسی برے وصف کی نسبت کرنا کیسا؟	171
124	صفاتِ الٰہیہ مخلوق کے لئے استعمال کرنے کا حکم	171
125	اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں بے ادبی کے الفاظ کہنے کا حکم	172
126	گستاخیٔ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر مبنی وعظ و تقریر سننے کا حکم	172
127	من جانب سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) حاصل شدہ نعمتوں کا انکار کا حکم ..	174
128	سیدتنا عائشہ (رضی اللہ عنہا) پر تہمت لگانے کا شرعی حکم	174
129	سیدنا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی صحابیت کے انکار کی شرعی حیثیت	174
130	گستاخیٔ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر مبنی تحریر کا ترجمہ کرنے کا حکم	175
131	انبیاء علیہم السلام کے پیشوں کا توہین کے ساتھ ذکر کرنے کا حکم	181
132	غیر نبی کو انبیاء علیہم السلام سے افضل ماننے کا حکم	182
133	نبی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ کا حکم	183
134	قرآن کریم میں غیر اللہ کا تصرف ماننے کی شرعی حیثیت	184
135	قرآن کریم کی بے ادبی کا حکم	186

Marfat.com

136	تفضیلی اور رافضی کا فرق	186
137	حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی بکنے والے کا حکم	187
138	سادات کرام یا علمائے کرام کی توہین کا حکم	188
139	فرشتوں کی جانب غلطی کی نسبت کرنے کا حکم	190
140	شریعت کے لئے توہین آمیز الفاظ کہنے کا حکم	191
141	نماز کی تحقیر کرنے اور عذاب الٰہی کو ہلکا جاننے کا حکم	192
142	اذان کا مذاق اڑانے کا حکم	193
143	داڑھی شریف کا مذاق اڑانے کا شرعی حکم	193
144	خلاف شرع فیصلے کئے جانے کے مقام کو عدالت کہنا کیسا؟..	194
145	گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر حکم کفر	195
146	حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرانے کا حکم	196
147	حرام کی گئی چیزوں کو حلال جاننے کا حکم	199
148	حدیث متواتر کے انکار اور مطلقاً حدیث کی تحقیر کرنے کا حکم..	199
149	کتب فقہ کی توہین کا حکم	201
150	اجماع کے انکار کا شرعی حکم	201
151	انبیاء علیہم السلام کے معجزات کے انکار کی شرعی حیثیت	204
152	حصول شفاء کی غرض سے غیر خدا کو سجدہ کرنے کا حکم	205
153	سجدۂ تعظیمی اور سجدۂ عبادت کا حکم	205

Marfat.com

154	کل امت محمدیہ (ﷺ) کو گمراہ کہنا کیسا؟	208
155	کافر کے کفر میں شک کرنے کا حکم	208
156	کافر کی تعظیم کرنے کا حکم	209
157	کفر کسے کہتے ہیں اور اس کی علامات	210
158	ہندوؤں کی ہولی اور دیوالی میں شرکت کی شرعی حیثیت	211
159	کفار کا دینی شعار اختیار کرنا کیسا؟	212
160	گھر، گھوڑے اور عورت کو منحوس جاننے کا حکم	214
161	بدعت عقیدہ کا حکم	215
162	تعزیہ نکالنے کا حکم	215
163	آسمانی ستاروں کے اثرات کا شرعی تصور	218
164	حرام کام پر خوش ہونے کا حکم	220
165	محرم میں سبیل، گھوڑا نکالنے، بزرگوں کی نقل بنانے کا حکم	220
166	گورنمنٹ کی طرف سے دینی مدارس کی امداد کا حکم	221
167	نسبتِ سرکار (ﷺ) کی حامل شے کی تعظیم کا حکم	222
168	شریعت، طریقت اور معرفت میں فرق؟	224

Marfat.com

انتساب

راقم، کتابِ ھذا کو اپنے مشفق و مربی استاذِ محترم، مفتی اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والتفسیر، استاذالاساتذہ، جامع المعقول والمنقول، جناب حضرت علامہ مولانا،

"محمد عبدالقیوم ہزاروی (رحمہ اللہ تعالیٰ)"

کی بارگاہ میں پیش کرنے میں قلبی سکون محسوس کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی تربتِ اطہر پر اپنی رحمت و کرم کی لگاتار موسلا دھار بارش نازل فرمائے۔ نیز اس نذرانے کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور اور آپ کے فیوض و برکات سے جمیع عالم کو تا قیامت مستفیض فرمائے۔

امین بجاہ النبی الامین (صلی اللہ علیہ وسلم)

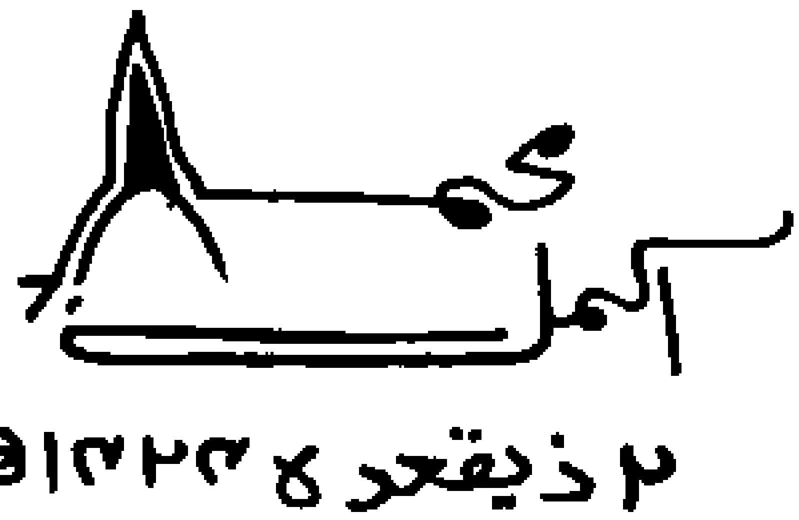

۲ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ

Marfat.com

پیش لفظ

اصلاح معاشرہ کے سلسلے میں دیگر بہت سی کتب، منظر عام پر لانے کے بعد ایک مزید کوشش آپ کے سامنے ہے۔ اس منفرد کتاب میں معاشرے میں ہونے والے بے شمار ایسے گناہوں اور عام ہو جانے والی غلط فہمیوں کی نشاندہی کی گئی ہے کہ جن کے بارے میں مکمل معرفت نہ ہونے کی بناء پر عوام وخواص کی اکثریت گناہوں کے ارتکاب، جھوٹ روایت کرنے، مبتلائے بے ادبی اور راہِ گمراہی کی جانب مائل ہوتی یا کرتی نظر آتی ہے۔

ان شاء اللہ عزوجل اس کتاب کا مطالعہ قارئین کرام کو قدم قدم پر حیرت میں مبتلاء کر دے گا اور دوران مطالعہ دلچسپی کم نہیں، بلکہ بڑھتی ہوئی محسوس ہوگی۔ نیز بعد مطالعہ اپنی معلومات میں بے پناہ اضافہ محسوس کیا جائے گا۔

حصول معلوماتِ کثیرہ کے ساتھ ساتھ امید ہے کہ بے شمار گناہوں کے ارتکاب سے حفاظت میں آسانی بھی میسر آئے گی۔

اس کتاب میں علامہ اکمل قادری عطاری مدظلہ العالی کی فتاویٰ رضویہ کو عام فہم شکل میں پیش کرنے کی خواہش کی تکمیل کا رنگ، کم وبیش ہر مقام پر نظر آئے گا۔ یوں فیض اعلیٰ حضرت (رحمہ اللہ تعالیٰ) سے فیضیاب ہونے کی سعادت بھی حاصل ہوتی رہے گی۔

اگر آپ اس کتاب کو واقعی نافع مسلمین پائیں، تو کم از کم ایک مسلمان بھائی یا بہن کی خدمت میں اس کے مطالعے کے لئے ضرور ضرور درخواست پیش کریں۔ آپ کی درخواست کی مقبولیت ان شاء اللہ عزوجل آپ کے لئے ثواب جاریہ کا دروازہ کھول دے گی۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عوام وخواص دونوں کے لئے نافع بنائے اور اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین (صلی اللہ علیہ وسلم)

خادم مکتبہ اعلیٰ حضرت

محمد اجمل قادری عطاری

25 دسمبر 2003 بمطابق ۲ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علم، اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ ترین نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔اس کی اہمیت وعظمت کا اندازہ فقط اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اسے انبیاء (علیہم السلام) کی وراثت قرار دیا گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اچھی اور بری بات کی معرفت، حق وناحق کی شناخت، دوست ودشمن کی تمیز، گناہ وثواب کی پہچان، دنیوی واخروی لحاظ سے فوائد کا حصول، خود کو خطرات وآفات سے محفوظ رکھنے کے طریقے اور بے شمار دیگر امور میں تعاون، اسی کا مرہون منت نظر آتا ہے۔

لیکن ان امور کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ یہ معلومات کسی مستند ومعتمد ذریعے سے حاصل کی جائیں، ورنہ معاملہ برعکس بھی ہوسکتا ہے۔کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ غیر مستند ذرائع سے حاصل شدہ علم، اپنے نقص کی بناء پر ہلاکت وگمراہی کے ایسے گہرے سمندر میں دھکیل دیتا ہے کہ جس سے باہر آنا ہر ایک کے لئے ممکن نہیں ہوتا اور ایمان انسانی، مسلسل غوطے کھاتے کھاتے آخرِ کار ہمیشہ کے لئے تحتِ آبِ عذاب ہو جاتا ہے۔

کسی بھی علم سے مکمل طور پر فیضیاب ہونے کے لئے یہ امر بے حد ضروری ہے کہ انسان، عاجزی وانکساری کا دامن تھامے رہے کہ تکبر عموماً مثلِ شیطان، محرومی میں ابتلاء کا سبب بن جاتا ہے۔

آیئے معتمد ذرائع سے حاصل شدہ علم کی برکت سے، اپنے قلوب کو وصفِ عاجزی سے مزین کرتے ہوئے، گناہوں، غلط فہمیوں، جہالت، ابتلائے کفر اور بے

Marfat.com

شمار دنیاوی و دینی نقصانات سے دور رہنے کی سعی احسن کریں۔ چنانچہ

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''دستِ غیب اور مصلے کے نیچے سے اشرفی وغیرہ کا نکلنا درست وحقیقت پر مبنی ہے۔ نیز حصول دستِ غیب اور محبت بڑھانے کا آسان و واضح طریقہ خود قرآن نے بیان فرمایا ہے۔''

اعلیٰ حضرت (رحمہ اللہ تعالیٰ) سے پوچھا گیا کہ

''دستِ غیب اور مصلے کے نیچے سے اشرفی وغیرہ کا نکلنا صحیح ہے یا نہیں؟...

آپ نے جواباً فرمایا،

''ہاں صحیح ہے، مگر اس دورِ حاضر میں کمیاب، بلکہ نایاب ہے۔ دستِ غیب کے اعلیٰ درجے کے حصول کا نتیجہ بھی اب فقط ظاہراً مفت کی آمدنی اور وسعتِ رزق کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

پھر اگر دستِ غیب اس طرح ہو کہ ''جن'' کو تابع کر کے اس کے ذریعے سے لوگوں کے مال معصوم منگوائے جائیں، تو سخت اشد حرام گناہِ کبیرہ ہے..اور..اگر خبیث ارواح سے مدد لیتے ہوئے کسی منتر یا عمل کے ذریعے ہو، تو کفر کے قریب قریب ہے..اور..اگر فرشتوں اور روحانی عملیات کے ذریعے ہو، تو خود یہ شخص مارا جائے گا، یا، کم از کم پاگل ہو جائے گا، یا، سخت ترین امراض و بلایا میں گرفتار ہو گا۔

روحانی عملیات کو حرام کا ذریعہ بنانا، ہمیشہ ایسے ہی نتیجے لاتا ہے، نیز اس کے حرام قطعی ہونے میں کیا شبہ ہے؟....اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،

Marfat.com

''وَلَا تَاْکُلُوْا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ۔ اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔'' (پ ۲۔ البقرۃ۔ ۱۸۸)

اور اگر کسی دوسرے مسلمان کا مال معصوم نہ منگوایا جاتا ہو، بلکہ اسے خزانۂ غیب سے کچھ پہنچایا جائے..یا..مال مباح غیر معصوم مثلاً کسی حربی کافر کا مال منگوایا جائے اور جس ''جن'' کو مسخر کیا مسلمان ہو، شیطان نہ ہو اور روحانی عملیات کے ذریعے ہو، نہ کہ سفلیہ سے اور اس مال کو منگوا کر نیک ومحمود یا مباح کاموں میں صرف کیا جائے، نہ کہ معاذ اللہ حرام واسراف میں اڑایا جائے، تو اب ان مذکورہ شرائط کے ساتھ یہ عمل جائز ہے اور جو اس طریقے سے ملے، اس کا استعمال کرنا بھی جائز کہ جس طرح کسبِ حلال کے اور طریقے ہیں، اسی طرح ایک طریقہ یہ بھی ہے۔

دستِ غیب کا سب سے اعلیٰ، قطعی اور یقینی عمل جس میں ناکامی ممکن نہیں اور سب اعمال سے آسان ترین، خود قرآن عظیم میں موجود ہے۔ لوگ اسے چھوڑ کر دشوار ظنیات، بلکہ وہمیات کے پیچھے پڑتے ہیں اور اس سہل وآسان قطعی ویقینی کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

''وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ☆ وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔ یعنی جو اللہ سے ڈرے، تقویٰ وپرہیزگاری کرے، اللہ عزوجل ہر مشکل سے اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا، جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو۔'' (پ ۲۸۔ الطلاق۔ ۲)

اور دستِ غیب کسے کہتے ہیں؟.......

Marfat.com

اسی طرح لوگ، محبت بڑھانے والے اعمال کے پیچھے خستہ خوار پھرتے ہیں، لیکن انہیں حاصل نہیں ہوتا، حالانکہ محبت کا سہل ویقینی قطعی عمل، قرآن عظیم میں مذکور ہے، اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

''اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے قریب ہے کہ رحمان ان کے لئے محبت کر دے گا (یعنی انہیں اپنا محبوب بنائے گا اور لوگوں کے قلوب میں ان کی محبت ڈال دے گا)۔'' (پ۱۶۔طہ۔۹۶)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''جو اپنے بیٹوں میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے، وہ جاہل ہے۔''

حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا،

''مَنْ وُلِدَ لَهٗ ثَلٰثَةُ اَوْلَادٍ فَلَمْ یُسَمِّ اَحَدَهُمْ مُحَمَّدًا فَقَدْ جَهِلَ۔ یعنی جس کے تین بیٹے ہوں اور ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے، تو وہ ضرور جاہل ہے۔'' (کتاب الموضوعات۔ باب التسمیۃ بمحمد)

یہ حدیث پاک گو کہ موضاعات پر مشتمل کتب میں درج کی گئی ہے، لیکن موضوع نہیں۔ چنانچہ علامہ مناوی ارشاد فرماتے ہیں،

''فی اسنادہ جهالة لکنه اعتضد فصار حسنا۔ اس کی اسناد میں

Marfat.com

جہالت ہے، لیکن یہ (حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی حدیث سے) تائید پا کر حسن ہوگئی ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ بحوالہ تیسیر جامع صغیر۔ جلد ۵۔ ۳۷۴)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''جو ستر ہزار (70000) بار کلمہ طیبہ پڑھ لے، اس کی اور جس کے لئے پڑھے، اس کی بھی مغفرت کر دی جاتی ہے۔''

حضرت محی الدین ابن عربی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتے ہیں کہ

''**انہ بلغنی عن النبی ﷺ انہ من قال لا الہ الا اللہ سبعین الفا غفر اللہ تعالی لہ و من قیل لہ غفر لہ ایضا**۔ یعنی رسول اللہ (ﷺ) سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص ستر ہزار بار لا الہ الا اللہ پڑھے، اس کی مغفرت کر دی جائے گی اور جس کے لئے پڑھا جائے، اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی۔''

میں نے اتنی مقدار میں یہ کلمہ مبارکہ پڑھا ہوا تھا، لیکن اس میں کسی کے لئے خاص نیت نہ کی تھی۔ ایک مرتبہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ ایک دعوت میں گیا۔ اس دعوت کے شرکاء میں سے ایک نوجوان کے کشف کا بڑا شہرہ تھا۔ کھانا کھاتے کھاتے وہ نوجوان رونے لگا۔ میں نے سبب پوچھا۔ اس نے کہا، ''میں اپنی والدہ کو عذاب میں مبتلاء دیکھتا ہوں۔'' میں نے دل ہی دل میں کلمہ کا ثواب اس کی ماں کو بخش دیا۔ وہ نوجوان فوراً ہی مسکرانے لگا اور کہا، ''اب میں اپنی ماں کو بہترین جگہ دیکھتا ہوں۔''

آپ فرمایا کرتے تھے کہ

Marfat.com

''فعرفت صحة الحديث بصحة كشفه وصحة كشفه بصحة الحديث۔ یعنی پس میں نے حدیث کی صحت کو اس نوجوان کے کشف کے ذریعے اور اس نوجوان کے کشف کی صحت کو حدیث کے ذریعے پہچانا۔''

(مرقاۃ شرح مشکوۃ۔ الفصل الثانی۔ باب ماعلی العوم من المتابعۃ)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''اگر کسی نے دوسرے کو کچھ پیسے دیئے کہ کتابیں خرید کر طلباء میں تقسیم کردے، تو وکیل (یعنی اس دوسرے شخص) کے لئے جائز نہیں کہ اپنے پاس موجود کتابیں بچوں میں تقسیم کرکے، وہ پیسے خود رکھ لے۔''

امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالی علیہ) سے سوال ہوا کہ

بعض شخصوں نے کچھ روپے زید کو دئے کہ ان کی کتابیں دینیہ لے کر طالب علموں کو دے دو۔ زید کے پاس خود وہ کتابیں دینیہ موجود تھیں۔ اس نے اپنے پاس سے حسبِ نرخ بازار کتابیں لے کر طالبعلموں کو تقسیم کر دیں اور وہ روپے اپنی کتابوں کی قیمت میں آپ رکھ لئے اور یہ سمجھا کہ میں نے یہ بیچنا اصل ہونے کے طور پر اور خریدنا وکیل کے لحاظ سے کیا ہے۔ اور بظاہر قطعاً یہی معلوم ہوتا ہے کہ مالکوں کو اس سے کچھ غرض نہ تھی کہ کتابیں بازار ہی سے خریدی جائیں، اسی وجہ سے انہوں نے اس معاملہ میں اس کا بات کا ذکر نہیں کیا۔ ان کا اصل مقصد تقسیم کتب تھا، وہ زید نے بخوبی کردیا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ تقسیم مالکوں کی جانب سے ہوئی یا نہیں؟... اگر نہیں ہوئی تو اب کیا کیا جائے؟... کتابیں واپس نہیں ہوسکتیں۔ بالکل یاد نہ رہا کہ وہ طالب علم

Marfat.com

کون کون سے تھے۔ کافی زمانہ گزر چکا ہے، اب مسئلے میں شبہ پڑا، روپے بھی باقی نہیں رہے۔''

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا،

''صورتِ مستفسرہ میں زید کو اصلاً یہ اختیار نہ تھا، نہ وہ خرید وفروخت ان پیسہ دینے والوں کی جانب سے ہوئی، کیونکہ خرید وفروخت جیسے عوض والے معاملات (مثلاً اجارہ وغیرہ) میں ایک ہی شخص دونوں جانب سے ولی نہیں ہوسکتا، بخلاف نکاح کے کہ اس میں ہوسکتا ہے۔ چنانچہ وہ کتابیں خود اس کی جانب سے گئیں، مالکوں کو ان کا پیسہ واپس کرے گا۔

ردالمحتار (کتاب الوکالۃ۔ باب الوکالۃ بالبیع والشراء) میں ہے،

''الاان یبیعہ من نفسہ فلایجوز قطعاوان صرح بہ الموکل۔ یعنی مگر اس (وکیل) کا خود اپنے لئے خرید وفروخت کرنا، تو یہ قطعاً جائز نہیں، اگرچہ موکل (یعنی وکیل بنانے والے) نے اس کو واضح طور پر اجازت بھی دے دی ہو۔''

(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد۱۹۔ صفحہ۹۳)

✡ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''بوقتِ موت 'دو شیطان انسان کا ایمان برباد کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔''

امام ابن الحاج (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتے ہیں کہ

''جب انسان کی موت کا وقت آتا ہے، تو دو شیطان اس کے دائیں بائیں

Marfat.com

آ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ان میں سے ایک اس کے باپ، جب کہ دوسرا ماں کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ان میں سے ایک کہتا ہے کہ ''فلاں شخص یہودی ہو کر مرا ہے، تو بھی یہودی ہو جا کہ یہود وہاں بڑے چین سے ہیں۔'' دوسرا کہتا ہے کہ ''فلاں شخص نصرانی ہو کر مرا ہے، تو بھی نصرانی ہو جا کہ نصاریٰ وہاں بڑے آرام سے ہیں۔''

(المدخل۔باب فتنۃ المحتضر)

یہی وجہ ہے کہ بوقتِ موت مردے کو تلقین کا حکم دیا گیا ہے۔فتح القدیر میں ہے،

''المقصود منه التذکیر فی وقت تعرض الشیطان۔یعنی تلقین سے مقصود مداخلتِ شیطان کے وقت ایمان یاد دلانا ہے۔'' (باب الجنائز)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''میت والے گھر میں روٹی پکانے کو ممنوع سمجھنا جہالت ہے۔''

اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے پوچھا گیا،

''میت والے کے یہاں کیا روٹی پکانا منع ہے؟''....آپ نے فرمایا، ''میت کی پریشانی کی وجہ سے وہ لوگ نہیں پکاتے، لیکن پکانا شرعاً منع بھی نہیں۔یہ سنت ہے کہ پہلے دن صرف گھر والوں کے لئے کھانا بھیجا جائے اور انہیں باصرار کھلایا جائے۔دوسرے دن نہ بھیجا جائے اور نہ گھر سے زیادہ آدمیوں کے لئے بھیجیں۔''

(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔جلد۹۔صفحہ۹۰)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

Marfat.com

''میت کے بدن کے بال یا ناخن کاٹنا مکروہِ تحریمی یعنی حرام کے قریب قریب ہے، کنگھا کرنا بھی ممنوع ہے۔''

درمختار میں ہے،

''لایسرح شعرہ ای یکرہ تحریما ولایقص ظفرہ الاالمکسور ولاشعرہ ولایختن ۔یعنی میت کے بالوں میں کنگھا نہ کیا جائے یعنی یہ مکروہِ تحریمی ہے اور اس کے ناخن نہ تراشے جائیں، مگر وہ جو ٹوٹا ہوا ہے، نہ ہی بال تراشے جائیں، نہ ختنہ کیا جائے۔'' (باب صلوۃ الجنائز)

ردالمحتار میں ہے،

''التزیین بعد موتھا والامتشاط وقطع الشعر لایجوز ۔یعنی میت کے مرنے کے بعد اس کی زینت کا سامان کرنا، کنگھا کرنا اور بال کاٹنا، جائز نہیں۔'' (باب صلوۃ الجنائز)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''شوہر اپنی مرحومہ زوجہ کو دیکھ سکتا ہے، صرف (بلاحائل) چھونے اور غسل دینے کی ممانعت ہے۔''

درمختار میں ہے،

''یمنع زوجھا من غسلھا ومسھا لامن النظر الیھا علی الاصح ۔یعنی شوہر کو اس کی زوجہ کے غسل دینے اور چھونے سے منع کیا جائے گا، نہ کہ اس کی طرف نظر کرنے سے۔'' (باب صلوۃ الجنائز)

Marfat.com

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"دودھ پیتے بچے کا پیشاب ناپاک ہے، چاہے وہ ایک دن کا ہی کیوں نہ ہو۔"

بہار شریعت میں ہے، "یہ جو اکثر عوام میں مشہور ہے کہ شیر خوار بچے کا پیشاب پاک ہے، محض غلط ہے۔" (جلد ا۔ حصہ دوم۔ نجاستوں کے متعلق احکام)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"انبیاء (علیہم السلام) کی تخلیق پاک نطفوں سے ہوئی، نیز خود ان کے نطفے اور فضلاتِ بدن، امت کے حق میں پاک ہیں۔"

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) مادہ منویہ کے پاک یا ناپاک ہونے کے بارے میں دریافت شدہ مسئلے کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں،

"منی مطلق ناپاک ہی ہے۔ سوائے ان نطفوں کے جن سے تخلیق حضراتِ انبیاء (علیہم السلام) ہوئی اور خود انبیاء (علیہم السلام) کے نطفے کہ ان کا پیشاب بھی پاک ہے، یونہی تمام فضلات۔" (فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد۴۔ صفحہ ۵۷)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"مُبَاهَلَه، مدمقابل کے سامنے اپنا دعویٰ بیان کرنے اور جھوٹے کے لئے لعنت کی دعا کرنے کا نام ہے۔"

اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اس کی تعریف اور درست وجہ بیان کرتے

Marfat.com

ہوئے لکھتے ہیں،

''مباہلہ یہ ہے کہ دو فریق جمع ہو کر اپنا اپنا دعویٰ بیان کریں اور ہر فریق دعا کرے کہ ان دونوں میں جو جھوٹا ہو، اس پر لعنتِ الٰہی ہو، یہ جائز ہے اور اب تک مشروع ہے۔

مباہلہ ہر اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ اپنے قول کی حقانیت پر یقین قطعی ہو۔ مشکوک یا مظنون بات پر مباہلہ سخت جرأت ہے، مثلاً ہم کسی شافعی المذہب سے اس مسئلے پر مباہلہ نہیں کر سکتے کہ امام کے پیچھے قرأت کرنا ناجائز ہے، نہ شافعی ہم سے اس کے واجب ہونے پر مباہلہ کر سکتا ہے۔ ہاں ہم اور وہ، دونوں غیر مقلدوں سے اس مسئلے پر مباہلہ کر سکتے ہیں۔ (پہلی صورت میں مباہلہ کرنے کی ممانعت اس وجہ سے ہے) کہ امام اعظم اور امام شافعی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) ائمہ دین ہیں اور ان کی تقلید جائز ہے۔

(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۲۱۔ صفحہ ۱۸۹)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے اور جہنم میں جانے والا کوئی بھی مسلمان، اس مدت سے زیادہ دوزخ میں نہ رہے گا۔''

اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں،

''عذرِ شرعی کے بغیر نماز میں اتنی تاخیر کرنا کہ وقت چلا جائے اور قضا کرنی پڑے، بے شک حرام، فسق اور گناہِ کبیرہ ہے۔ اس کو عذاب دینا۔۔ یا۔۔ بخش دینا، اللہ عزوجل کی مشیت کے سپرد ہے۔ اور کوئی مسلمان، دوزخ میں دنیا کی عمر یعنی سات

Marfat.com

ہزار سال سے زیادہ نہ رہے گا۔" (فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۵۔ صفحہ ۱۱۵)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"سید الانبیاء (ﷺ) نے دوران سفر بذاتِ خود ایک بار اذان دی ہے۔"

درمختار میں ہے،

"انہ علیہ الصلوۃ والسلام اذن فی سفر بنفسہ واقام وصلی الظھر۔ یعنی رسول اللہ (ﷺ) نے سفر میں بذاتِ خود اذان دی، اقامت کہی اور ظہر کی نماز پڑھائی۔" (باب الجمعۃ)

یاد رہے کہ اس اذان میں رحمتِ عالم (ﷺ) نے کلماتِ شہادت یوں ادا فرمائے تھے، "اَشْھَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔"

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"فاسق کی اذان درست ہے، لیکن اس کی اذان پر نماز وروزہ وغیرہ کے سلسلے میں اعتماد جائز نہیں، لھذا اگر دے، تو کسی متقی عادل مسلمان کا دوبارہ دینا مستحب ہے۔"

درمختار میں ہے،

"جزم المصنف بعدم الصحۃ اذان مجنون ومعتوہ وصبی

Marfat.com

لا یعقل قلت و کافر و فاسق لعدم قبول قولہ فی الدیانات۔ یعنی مصنف (یعنی صاحب تنویر الابصار) نے دیوانے، ناقص العقل اور ناسمجھ بچے کی اذان کے بارے میں عدم صحت کا قول کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کافر و فاسق کا بھی یہی حکم ہے، کیونکہ امورِ دینیہ میں ان کا قول قابل قبول نہیں۔'' (باب الاذان)

ردالمحتار میں ہے،

''المقصود الاصلی من الاذان فی الشرع الاعلام بدخول اوقات الصلوۃ ثم صار من شعار الاسلام فی کل بلدۃ او ناحیۃ من البلاد الواسعۃ فمن حیث الاعلام بدخول الوقت وقبول قولہ لابد من الاسلام والعقل والبلوغ والعدالۃ فاذا اتصف المؤذن بھذہ الصفات یصح اذانہ والا فلا یصح من حیث الاعتماد علیہ وامامن حیث اقامۃ الشعار النافیۃ للاثم عن اھل البلدۃ فیصح اذان الکل سوی الصبی الذی لا یعقل فیعاد اذان الکل ندبا علی الاصح کما قدمناہ۔ یعنی شرع میں اذان سے مقصودِ اصلی اوقاتِ نماز کے دخول کی اطلاع دینا ہے۔ پھر یہ تمام ممالک اور بڑے شہروں کے اطراف میں شعارِ اسلام کا درجہ پا چکی ہے، تو دخول وقت کی اطلاع اور اس کے قول کی مقبولیت کے لئے ضروری ہے کہ اس کا قائل مسلمان، عاقل، بالغ اور عادل ہو۔ اگر مؤذن ان صفات کے ساتھ متصف ہوا، تو اس کی اذان درست ہے اور اگر ان صفات سے متصف نہ ہو، تو (نماز وروزہ وغیرہ کے سلسلے میں) اعتماد کرنے کے اعتبار سے یہ اذان درست نہیں۔ البتہ اس لحاظ سے کہ یہ ان شعار میں سے ہے، جو تمام شہر والوں کو گناہ سے بچاتی ہے، ناسمجھ بچے کے علاوہ ہر کسی

Marfat.com

کی صحیح ہوگی۔ لھذا اصح یہ ہے کہ ان تمام کی اذان کا لوٹانا مستحب ہے، جیسا کہ ہم نے ماقبل میں ذکر کیا۔" (باب الاذان)

✡ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"مسجد میں اذان دینا ناجائز و بے ادبی ہے۔"

امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) مسجد میں اذان کے عدم جواز کے دلائل ارشاد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں،

"(i) مسجد میں اذان دینے کو "بدعتِ حسنہ" قرار دینا محض باطل و بے اصل ہے۔ کیونکہ بدعتِ حسنہ، سنت کو نہیں بدلا کرتی، جب کہ اس نے سنت کو بدل دیا۔

(ii) مسجد میں اذان دینی مسجد و دربارِ الٰہی کی گستاخی و بے ادبی ہے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ادب کے معاملے میں اس طریقے کا اعتبار ہوتا ہے، جو مشاہدہ کرنے والوں میں معروف ہو۔ فتح القدیر میں ہے،

"**یحال علی المعھود من وضعھا حال قصد التعظیم فی القیام والمعھود فی الشاھد منہ تحت السرۃ** ۔یعنی قیام تعظیمی میں بادشاہوں وغیرھم کے سامنے ہاتھ زیرِ ناف باندھ کر کھڑے ہونے کا دستور ہے، اسی دستور کا نماز میں لحاظ رکھ کر زیرِ ناف باندھیں گے۔"

اب دیکھ لیجئے کہ درباریوں کی حاضری پکارنے کا کیا دستور ہے، کیا عین دربار میں کھڑے ہو کر چوبدار چلاتا ہے کہ "درباریو! چلو"... ہرگز نہیں۔ بلکہ اگر ایسا کرے، تو بے ادب و گستاخ ہے۔ جس نے شاہی دربار نہ دیکھے ہوں، وہ یہی

Marfat.com

کچہریاں (یعنی عدالتیں) دیکھ لے، مُدَّعِی، مُدَّعٰی عَلَیْہ گواہوں کو حاضر کرنے کے لئے کمرۂ عدالت کے اندر سے ہی پکارا جاتا ہے.. یا.. باہر سے؟...اگر چوکیدار کمرے میں ہی کھڑا ہو کر حاضری کے لئے پکارے، چلائے، تو بے ادب وگستاخ قرار دے کر نہ نکالا جائے گا؟...افسوس! جو بات ایک منصف یا جج کی عدالت میں نہیں کر سکتے، احکم الحاکمین جل جلالہ کے دربار میں جائز رکھتے ہیں۔

(iii) مسجد میں چلانے سے خود حدیث میں ممانعت ہے اور فقہائے کرام (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) نے یہ ممانعت ذکر الٰہی کو بھی عام رکھی، جب تک کہ شارع علیہ السلام سے اس کا ثبوت نہ ہو۔ درمختار میں ہے،

”یحرم فیہ ای المسجد السوال ویکرہ الاعطاء ورفع صوت بذکر الا للمتفقھۃ۔ مسجد میں سوال کرنا حرام اور سائل کو دینا مکروہ ہے۔ مسائل فقہیہ سیکھنے سکھانے کے علاوہ وہاں ذکر سے آواز کا بلند کرنا بھی مکروہ ہے۔“

(آخر باب مایفسد الصلوۃ)

جب ذکر کی ممانعت فرمائی گئی، تو اذان بدرجہ اولیٰ منع ہوگی کہ یہ تو خالص ذکر بھی نہیں۔

(iv) بلکہ شرع مطہر نے مسجد کو ہر ایسی آواز سے بچانے کا حکم ارشاد فرمایا کہ جس کے لئے مسجد کی تعمیر نہ کی گئی ہو۔ چنانچہ مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا، ”من سمع رجلا ینشد ضالۃ فی المسجد فلیقل لاردھا اللہ علیک فان

Marfat.com

المساجد لم تبن لھذا۔ یعنی جو شخص گمی ہوئی چیز کو مسجد میں تلاش کرے، تو چاہیئے کہ اس سے کہو کہ "اللہ عزوجل تیری گمی ہوئی چیز تجھے نہ ملائے، کیونکہ مسجدیں اس لئے نہیں بنیں۔" (کتاب المساجد۔ باب النھی عن نشد الضالۃ)

مذکورہ حدیث میں حکم عام ہے اور فقہ نے بھی عام رکھا۔ درمختار میں ہے،

"کرہ انشاد الضالۃ۔ یعنی مسجد میں گمشدہ چیز کی تلاش مکروہ ہے۔" (آخر باب مایفسد الصلوۃ.....)۔

چنانچہ اگر کسی کا قرآن پاک گم ہوگیا اور وہ تلاوت کے لئے ڈھونڈتا اور مسجد میں پوچھتا ہے، تو اسے بھی یہی جواب دیا جائے گا کہ مسجدیں اس لئے نہیں بنیں۔

پس اگر مسجد، اذان دینے کے لئے بھی بنی ہوتی، تو رسول اللہ (ﷺ) ضرور مسجد کے اندر ہی اذان دلواتے۔۔یا۔۔کبھی کبھی تو اس کا حکم فرماتے۔ مسجد جس کام کے لئے بنی ہو، زمانہ اقدس میں اسی کام کا مسجد میں نہ ہونا کبھی ثابت نہ ہو، عقل اس کو کیسے تسلیم کرسکتی ہے؟.... وجہ وہی ہے کہ اذان، دربارِ الٰہی میں حاضری کی اطلاع کے لئے ہے اور دربار، حاضری کے لئے آواز لگانے کے لئے نہیں بنایا جاتا۔

(۷) رسول اللہ (ﷺ) کی عادتِ کریمہ تھی کہ کبھی کبھی سنت کو ترک فرماتے، تا کہ اس کا وجوب نہ ثابت ہو اور ترک کا جواز بھی معلوم ہو جائے۔ اسی لئے علماء نے سنت کی تعریف میں "مَعَ التَّرکِ اَحیَاناً" کو معتبر مانا یعنی ہمیشہ کیا، لیکن کبھی کبھی ترک بھی فرمایا۔ اور یہاں اصلاً ایک بار بھی ثابت نہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے مسجد کے اندر اذان دلوائی ہو، جو اس کا دعویٰ کرے، ثبوت دے۔

Marfat.com

(vi) فقہائے کرام نے مسجد میں اذان دینے کو مکروہ فرمایا، عبارتیں اصل فتویٰ میں گزریں۔ اور احناف کے یہاں مطلق کراہت سے اکثر کراہتِ تحریم مراد ہوتی ہے، جب تک اس کے خلاف پر دلیل قائم نہ ہو۔ اور زیرِ بحث مسئلے میں مکروہِ تحریمی کے خلاف پر دلیل درکنار، اس کے موافق دلیل موجود ہے کہ ''یہ دربارِ الٰہی کی گستاخی ہے۔''

ان تمام وجوہ پر نظرِ انصاف سے کم از کم اتنا ضرور ثابت ہوگا کہ مسجد کے اندر اذان دینا، بدعتِ سیئہ ہے، حسنہ ہرگز نہیں۔'' (فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد۵۔ صفحہ۴۱۱)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''کھانے سے قبل تربوز کھانا پیٹ کو صاف اور بیماری کو دور کرنے کا سبب ہے۔''

رحمتِ عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں،

''اَلْبِطِّیْخُ قَبْلَ الطَّعَامِ یَغْسِلُ الْبَطْنَ غَسْلاً وَیَذْھَبُ بِالدَّاءِ اَصْلاً۔ یعنی کھانے سے پہلے تربوز کھانا، پیٹ کو خوب دھو دیتا ہے اور بیماری کو جڑ سے مٹا دیتا ہے۔'' (موضوعات ملا علی قاری۔ حدیث بطیخ قبل الطعام)

یہ حدیث گو کہ موضوعاتِ ملا علی قاری میں نقل کی گئی ہے، لیکن موضوع (یعنی اپنی جانب سے بنائی ہوئی) نہیں، کیونکہ آپ، اس حدیث کے متعلق ابن عساکر کا قول ''شاذ لایصح۔ یعنی یہ شاذ ہے، صحیح نہیں۔'' نقل کر کے فرماتے ہیں،

''ھو یفیدانہ غیر موضوع کما لایخفی۔ یعنی ابن عساکر کا قول بتا

Marfat.com

ہا ہے کہ حدیث موضوع نہیں، جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔''

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''رائج شدہ وکالت کا پیشہ قطعی حرام ہے۔''

اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں،

''وکالت جس طرح رائج ہے کہ حق کو ناحق، ناحق کو حق کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر سچ بولنا چاہے، تو کہتے ہیں،''اگر سچ کہو گے، تمہارا مقدمہ سرسبز نہ ہوگا۔'' جھوٹی گواہیاں دلواتے ہیں، جھوٹے حلف اٹھواتے ہیں، قطعی حرام ہے۔

اور آج کل ایسی ہی وکالت فروغ پا سکتی ہے۔ وہ جو کامل تحقیقات کے بعد جسے حق پر جان لے، صرف اسی کی وکالت کرے، محض بطورِ حق کرے، جھوٹ بولنے یا بلوانے سے پرہیز کرے، اس کی وکالت اس زمانے میں اصلاً نہیں چل سکتی۔''

(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۱۹۔ صفحہ ۹۵)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''ہمزاد، شیاطین کی اقسام میں سے ہے، اسے قابو میں کرنا کبھی حرام قطعی اور اکثر صورتوں میں کفر ہے۔''

اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ،

''ہمزاد از قسم شیاطین ہے۔ وہ شیطان کہ ہر وقت انسان کے ساتھ رہتا ہے، مطلقاً کافر ملعون ابدی ہے۔ سوا اس کے جو رسول اللہ (ﷺ) کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا کہ صحبتِ برکتِ اقدس سے مسلمان ہو گیا تھا۔ رسول اللہ (ﷺ) فرماتے ہیں،

Marfat.com

''مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهٖ قَرِيْنُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِيْنُهٗ مِنَ الْمَلَائِكَةِ قَالُوْا وَاِيَّاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاِيَّايَ اِلَّا اَنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ فَلَا يَاْمُرُنِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ۔ یعنی تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ جس کے ساتھ ایک ہمزاد جن اور ایک ہمزاد فرشتہ نہ ہو۔'' لوگوں نے عرض کی، ''کیا آپ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے؟'' ...فرمایا ''ہاں میرے ساتھ بھی ہے، لیکن اللہ عزوجل نے میری مدد فرمائی، چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا ہے اور سوائے بھلائی کے مجھے کوئی مشورہ نہیں دیتا۔''

(مسلم۔ کتاب الصفۃ المنافقین)

اسی طرح بزار نے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ

''فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ بِخَصْلَتَيْنِ كَانَ شَيْطَانِيْ كَافِرًا فَاَعَانَنِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ حَتّٰى اَسْلَمَ۔ یعنی مجھے دوسرے انبیاء کرام (علیہم السلام) پر دو خصلتوں میں فضیلت سے نوازا گیا ایک یہ کہ میرا شیطان کافر تھا، پس اللہ عزوجل نے اس کے خلاف میری امداد فرمائی، یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گیا۔''

(کشف الاستار عن زوائد البزار۔ حدیث ۲۴۳۸)

اگر اس کو خبیث ارواح سے مدد لیتے ہوئے کسی منتر یا عمل سے قابو کرنا مقصود ہو، تو حرام قطعی ہے، بلکہ اکثر صورتوں میں کفر ہے کہ ان کی خوشامد، تعریفوں اور ان کے پسند کے کاموں کے ارتکاب کے بغیر کامیابی ممکن نہیں۔

اور اگر فرشتوں اور روحانی عملیات کے ذریعے تسخیر مطلوب ہو، تو یہ اگرچہ شان وشوکت ورعب ودبدبے کے ساتھ ہوتی ہے، لیکن جو رعب ودبدبہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کو اس دعا یعنی،

Marfat.com

''وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ۔ یعنی مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو۔'' (پ ۲۳۔ ص۔ ۳۵)

کی اجابت کی صورت میں حاصل تھا اور جسے ان الفاظ میں ارشاد فرمایا گیا،

''وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ۔ اور ان (جنوں) میں، جو ہمارے حکم سے پھرے (اور سلیمان علیہ السلام کی فرمانبرداری نہ کرے) ہم اسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔'' (پ ۲۲۔ سبا۔ ۱۲)

تو یہ ہر ایک کو کہاں نصیب ہوسکتا ہے؟..... نیز کافر شیطان سے ہم مجلس رہنا کم از کم احوال صادقہ میں تغیر اور غفلت و ظلمت میں اضافے کا سبب تو ضرور بنتا ہے۔ حضرت سیدنا شیخ محی الدین ابن عربی (رحمہ اللہ تعالی) فرماتے ہیں کہ

''کم از کم وہ ضرر کہ صحبتِ جن سے حاصل ہوتا ہے، یہ ہے کہ انسان متکبر ہو جاتا ہے۔''...

چنانچہ راہِ سلامت یہی ہے کہ اس سے دوری و اجنبیت اختیار کی جائے۔

مقام توجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اس دعا کا حکم فرمائے کہ

''وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ ☆ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ۔ یعنی اور تم عرض کرو کہ اے میرے رب! تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے اور اے میرے رب! تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔'' (پ ۱۸۔ المؤمنون۔ ۹۸)

Marfat.com

اور یہاں حاضر ہو جا، حاضر ہو جا کی رٹ لگائی جائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۲۱۔ صفحہ ۲۱۸)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''آسیب، بھوت اور چڑیل کا وجود ہے، جبکہ سر پر شہید کی سواری آنے کی کچھ حقیقت نہیں، بلکہ یہ جنوں اور ناپاک روحوں کا کارنامہ ہے۔''

اعلیٰ حضرت (رحمہ اللہ تعالیٰ) سے سوال ہوا کہ

''آسیب، بھوت، چڑیل و شہید وغیرہ جو مشہور ہیں، صحیح ہیں یا غلط؟...

آپ نے جواباً فرمایا،

''ہاں جن اور ناپاک روحیں مرد و عورت، احادیث سے ثابت ہیں اور وہ اکثر ناپاک موقعوں پر ہوتی ہیں۔ انہیں سے پناہ کے لئے استنجاء خانے جانے سے پہلے یہ دعا پڑھنا وارد ہوا،

''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ یعنی میں گندی اور ناپاک چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔'' (مسند امام احمد بن حنبل۔ عن انس رضی اللہ عنہ)

یہ سخت جھوٹے کذاب ہوتے ہیں، اپنا نام کبھی شہید بتاتے ہیں اور کبھی کچھ۔ اس وجہ سے بے عقل جاہلوں میں ''شہیدوں کا سر پر آنا'' مشہور ہو گیا، ورنہ شہداء کرام ایسی خبیث حرکات سے پاک و صاف ہوتے ہیں۔''

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۲۱۔ صفحہ ۲۱۸)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

Marfat.com

''سب سے پہلے حضرت آدم (علیہ السلام) کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی تھی، لیکن اسلام میں حکمِ نمازِ جنازہ، ہجرت کے بعد نازل ہوا تھا۔''

امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں،

''نمازِ جنازہ کی ابتداء حضرت آدم (علیہ السلام) کے دور سے ہے۔ حاکم نے مستدرک اور طبرانی اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کیا کہ

''اخر ماکبر النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) علی الجنازۃ اربع تکبیرات وکبر عمر علی ابی بکر اربعا وکبر ابن عمر علی عمر اربعا وکبر الحسین بن علی علی الحسن بن علی اربعا وکبرت الملائکۃ علی ادم اربعا۔ یعنی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جنازہ پر جو آخری عمر مبارک میں تکبیرات کہیں، وہ چار تھیں۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے، حضرت ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے، حضرت حسین بن علی نے حضرتِ حسن بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اور فرشتوں نے حضرت آدم (علیہ السلام) کے جنازے پر چار تکبیرات کہیں۔'' (التکبیر علی الجنائز اربع)

اور اسلام میں وجوبِ نمازِ جنازہ کا حکم، مدینہ منورہ میں نازل ہوا۔ امام واقدی نے حضرت ام المؤمنین سیدہ خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے بارے میں حضرت حکیم بن حزام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کیا کہ

Marfat.com

''انها توفيت سنة عشر من البعثة بعد خروج بنی هاشم من الشعب ودفنت بالحجون ونزل النبی (ﷺ) فی حفرتها ولم تكن شرعة الصلاة علی الجنائز۔ یعنی سیدہ خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا وصال، بعثت (یعنی اعلان نبوت) کے دسویں سال، شعبِ ابی طالب سے خروج کے بعد ہوا اور آپ کو حجون کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور نبی اکرم (ﷺ) خود ان کی لحد میں اترے اور اس وقت میت پر جنازے کا حکم نہ تھا۔''

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ۔ ترجمۃ خدیجہ بنت خویلد)

اور امام ابن حجر عسقلانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اصابہ میں حضرت اسعد بن زرارہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے احوال میں واقدی کے حوالے سے لکھا ہے کہ

''انه مات علی راس تسعة اشهر من الهجرة رواه الحاكم فی المستدرک وقال الواقدی كان ذلک فی شوال قال البغوی بلغنی انه اول من مات من الصحابة بعد الهجرة وانه اول ميت صلی علی النبی (ﷺ)۔ یعنی حضرت اسعد بن زرارہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا وصال ہجرت کے بعد، نویں مہینے کے آخر میں ہوا۔ اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور واقدی نے کہا کہ یہ شوال کا مہینہ تھا۔ بغوی نے کہا کہ ہجرت کے بعد سب سے پہلے اسی صحابی کا وصال ہوا اور یہ پہلے صحابی کی میت تھی، جس پر رسول اللہ (ﷺ) نے نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔''

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ۔ ترجمۃ اسعد بن زرارہ)

Marfat.com

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''جو پانی رحمتِ کونین (ﷺ) کے دستِ پر انوار کی انگلیوں سے بطورِ معجزہ جاری ہوا، دنیا وآخرت کے سب پانیوں سے بالاتفاق افضل واعلیٰ ہے۔لیکن آبِ زم زم اور آبِ کوثر کی باہم افضلیت میں اختلاف ہے۔''

چنانچہ،

شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی شافعی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا فرمان ہے کہ

''زم زم افضل ہے، کیونکہ شبِ معراج کی رات فرشتوں نے رسول اللہ (ﷺ) کے قلبِ پرنور کو اسی پانی سے دھویا تھا، حالانکہ وہ آبِ کوثر لاسکتے تھے۔اور یہ مسلمہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے موقع پر اپنے محبوب (ﷺ) کے لئے افضل امور کو ہی اختیار فرمایا۔لھذا زم زم، آبِ کوثر سے افضل ہے۔

اس پر اعتراض وارد ہوا کہ زم زم تو سیدنا اسمٰعیل (علیہ السلام) کو عطا ہوا، جب کہ آبِ کوثر ہمارے پیارے آقا (ﷺ) کو، تو لازم ہے کہ کوثر ہی افضل ہو۔علامہ ابن حجر مکی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اس کا یہ جواب دیا کہ ''ہماری گفتگو دنیا کے بارے میں ہے، آخرت میں بے شک کوثر ہی افضل ہے۔''

اس بارے میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں،

''اس وقت، اس مسئلے کے بارے میں ہمارے علمائے احناف (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) کی جانب سے کوئی کلام، نظر فقیر میں نہیں اور جو کچھ مجھ پر ظاہر ہوا، وہ آبِ کوثر کا افضل ہونا ہے۔

Marfat.com

اس کی دلیل یہ ہے کہ افضل کے دو معنی ہیں۔

(1) پہلا معنی ،ثواب حاصل ہونے ..یا..اس پر ثواب مرتب ہونے کے اعتبار سے۔ان میں سے پہلا جزء مسلمان عاقل و بالغ کے لئے ثابت ہوسکتا ہے، کیونکہ انسان ثواب کے حصول کے اعتبار سے ایک دوسرے سے افضل ہوتے ہیں۔اور دوسرا جزء، اعمال کے لئے ثابت ہوگا، کیونکہ ثواب مرتب ہونے کے اعتبار سے اعمال ایک دوسرے سے افضل ہوتے ہیں۔

غور کیا جائے ،تو معنی افضل کی یہ دونوں صورتیں زم زم و کوثر میں نہیں پائی جاسکتیں۔

اور بالفرض اگر لین دین کے اعتبار سے افضل والا متعین کیا جائے ،تو پھر کوثر میں یہ معنی نہیں ہوسکتا، کیونکہ وہ ہماری قدرت سے باہر ہے، چنانچہ زم زم و کوثر میں افضلیت کا تقابل نہیں پایا جاسکتا۔

اور نہ سید الانبیاء (ﷺ) کو ملنے والے ثواب کے اعتبار سے زم زم کے لئے افضلیت کا معنی متعین کیا جاسکتا ہے۔یعنی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان دونوں میں سے ایک سے قلبِ مبارک کو دھونے میں رحمتِ عالم (ﷺ) کے لئے زیادہ ثواب ہے۔

اور... (2) دوسرا معنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظمتِ شان اور رفعتِ مقام کے اعتبار سے۔اس معنی کے لحاظ سے امام بلقینی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی بات یعنی

''زم زم افضل ہے ،کیونکہ شبِ معراج کی رات فرشتوں نے رسول اللہ (ﷺ) کے قلبِ پرنور کو اسی پانی سے دھویا تھا، حالانکہ وہ آبِ کوثر لاسکتے تھے۔

اور یہ مسلمہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے موقع پر اپنے محبوب

Marfat.com

(ﷺ) کے لئے افضل امور کو ہی اختیار فرمایا۔لھذا زم زم، آبِ کوثر سے افضل ہے۔"

تب ہی صحیح ہوسکتی ہے کہ ہم سید الکونین (ﷺ) کے قلبِ مبارک کو آب زم زم سے دھونے کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کو پیش نظر رکھیں اور یہ معلوم کرلیں کہ ان کے حصول میں دونوں پانی یعنی زم زم اور کوثر برابر ہیں، اس کے باجود اللہ عزوجل نے زم زم کو پسند فرمایا، چنانچہ زم زم افضل ہوا۔

اگر بالفرض ایسا ہو بھی جائے، تو اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا کہ زم زم، کوثر سے ہر لحاظ سے افضل واعلیٰ ہے۔

دوسرے یہ کہ رحمتِ عالم (ﷺ) کو کسی دوسری شے سے شرف حاصل نہیں ہوا، بلکہ دوسروں نے آپ سے عزت وبزرگی پائی ہے۔اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا ہے، سیدِ عالم (ﷺ) کی رحمت سے نوازتا ہے، تاکہ اس کو فضیلت عطا فرمائے۔جیسا کہ آپ کی ولادتِ پاک کے لئے رمضان کی بجائے ربیع الاول کو، جمعہ کے بجائے، پیر کو اور کعبۃ اللہ کے بجائے، آپ کی جائے ولادت کو شرف بخشا۔

اور علامہ ابن حجر مکی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے زم زم کی فضیلت کے بارے میں جو فرمایا کہ "(زم زم، کوثر سے افضل ہے، کیونکہ) ہماری گفتگو دنیا کے بارے میں ہے، آخرت میں بے شک کوثر ہی افضل ہے۔" درست نہیں۔

وجہ یہ ہے کہ یہاں فضیلت سے قدر وفخر کی عظمت وسربلندی مراد ہے۔اور فضیلت کا یہ معنی دنیا وآخرت کے لحاظ سے تبدیل نہیں ہوتا، چنانچہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا میں تو ایک چیز، دوسری کے مقابلے میں زیادہ قدر

Marfat.com

ومنزلت والی ہواور جب آخرت برپا ہو، تو معاملہ الٹا ہو جائے۔ بلکہ آخرت میں بارگاہِ الٰہی میں وہی چیز قدرو منزلت والی ظاہر ہوگی، جو دنیا میں بھی ایسی ہوگی۔

اور جو چیز آخرت میں افضل ہوگی، وہ ذاتی طور پر افضل ہوگی اور جو ذاتی طور پر افضل ہوگی، وہ ہر جگہ افضل ہوگی۔ اور جب علامہ ابن حجر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے آخرت میں کوثر کے افضل ہونے کا اعتراف کرلیا، تو ضروری ہے کہ وہ دنیا وآخرت دونوں میں افضل ہو۔

اور کیوں نہ ہو کہ زم زم دنیا کا پانی ہے اور کوثر آخرت کا..اور..آخرت کا درجہ بڑا ہے۔

نیز کوثر کا پانی جنت سے نکلتا ہے۔ حضرت ثوبان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا،

''یَغُتُّ فِیْهِ مِیْزَابَانِ یَمُدَّانِهٖ مِنَ الْجَنَّةِ اَحَدُهُمَامِنْ ذَهَبٍ وَالآخَرُمِنْ فِضَّةٍ۔ یعنی کوثر میں دو میزاب (یعنی پرنالے) گرتے ہیں، دونوں جنت سے آتے ہیں۔ ان میں سے ایک سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہے۔''

(مسلم۔ کتاب الفضائل)

اور مزید ارشاد فرمایا،

''اَلاَاِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ اَلاَاِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ۔ یعنی غور سے سنو! اللہ عزوجل کا سامان گراں قیمت والا ہے۔ غور سے سنو کہ اللہ تعالیٰ کا سامان، جنت ہے۔'' (ترمذی۔ باب من ابواب القیمۃ)

Marfat.com

پھر کوثر، امتِ سرکار (ﷺ) کے لئے وہاں زیادہ نفع بخش ہے، کیونکہ جو بھی اسے پئے گا، کبھی پیاسا نہ ہوگا اور نہ ہی اس کا چہرہ کبھی سیاہ پڑے گا۔

اور بے شک، اللہ تعالیٰ نے افضل الانبیاء (ﷺ) پر حوض کوثر کی عطا کا بطورِ احسان ذکر فرمایا ہے، لھذا کوثر ہی سب سے افضل ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ (جدید) بتصرف ما۔ جلد ۳۔ صفحہ ۲۴۵)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''شیطان خواب میں ہمارے نبی پاک (ﷺ) کی شکل وصورت اختیار نہیں کرسکتا۔''

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا،

''مَنْ رَّآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ۔ یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت اختیار کر کے نہیں آسکتا۔'' (ترمذی۔ باب ماجاء فی قول النبی (ﷺ) ...)

اور حضرت قتادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا،

''مَنْ رَّآنِیْ فَقَدْ رَایَ الْحَقَّ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَکَوَّنُنِیْ۔ یعنی جس نے مجھے (خواب میں دیکھا) اس نے حق دیکھا کہ شیطان میری وضع اختیار نہیں کرسکتا۔'' (بخاری۔ باب من رای النبی (ﷺ) فی المنام ....)

Marfat.com

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''اگر کسی نے خواب میں نبی پاک (ﷺ) کو کوئی خلافِ شرع حکم دیتے
سنا، تو یہ اس کی سمجھ کا قصور ہے، اس پر ہرگز عمل نہ کرے۔''

چونکہ حالتِ خواب میں انسان کے ہوش وحواس، حالتِ بیداری کی مثل نہیں
ہوتے، لھذا خواب میں سنی گئی بات، حالتِ بیدار میں سنی گئی بات کی طرح یقین کا
فائدہ نہیں دیتی۔

چنانچہ اس کا ضابطہ یہ ہے کہ
''خواب میں رحمتِ کونین (ﷺ) کی جانب سے جو کچھ سنیں، اسے ان
ارشادات کی روشنی میں پرکھیں کہ جو بیداری میں، سید الانبیاء (ﷺ) سے ثابت
ہو چکے۔

اگر ان کے مخالف نہیں، تو اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ
خواب والا ارشاد، بیداری والے ارشادات سے سو فیصد مطابقت رکھتا ہو، بلکہ اگر مفہوم
ومقصود کے اعتبار سے ایک ہی محسوس ہوں، چاہے الفاظ میں ردوبدل نظر آئے، تب
بھی کافی ہے۔

اور اگر حکمِ خواب، ارشاداتِ بیداری کے مخالف ثابت ہو، تو یقینی طور پر یہی
کہا جائے گا کہ صاحبِ خواب کے سننے میں فرق ہوا ہے۔ یعنی حبیبِ کبریا
(ﷺ) نے حق فرمایا، لیکن حواس کے اثرِ خواب کی بناء پر مکدر ہونے کی وجہ سے سننے
میں غلطی واقع ہوئی۔ جیسے ایک شخص نے خواب دیکھا کہ رحمتِ کونین (ﷺ) (معا

Marfat.com

اللہ) اسے شراب نوشی کا حکم دے رہے ہیں۔ امام جعفر صادق (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں معاملہ پیش کیا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا،

''رسول اللہ (ﷺ) نے تجھے شراب پینے سے روکا ہے، تیرے سننے میں الٹا آیا۔''

اور یہ بھی یاد رکھا جائے کہ اس معاملے میں فاسق و متقی برابر ہیں۔ چنانچہ نہ تو متقی کا خواب میں کسی حکم کا سننا، اس حکم کے صحیح ہونے کی دلیل ہے اور نہ ہی فاسق کا بیان یقینی طور پر جھوٹا، بلکہ ضابطہ یہی ہے، جو مذکور ہوا۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۵۔ صفحہ ۱۰۰)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''باعتبارِ گناہ' نامہ اعمال تین قسم کے ہیں۔ ایک کی بخشش نہیں، دوسرے کی اللہ عزوجل کو پرواہ نہیں اور تیسرے میں سے اللہ عزوجل کچھ نہ چھوڑے گا۔''

اس کی تفصیل اس حدیث پاک میں ہے، جسے سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے روایت کیا کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا،

''اَلدَّوَاوِیْنُ ثَلٰثَۃٌ فَدِیْوَانٌ لَا یَغْفِرُ اللّٰہُ مِنْہُ شَیْئًا وَدِیْوَانٌ لَا یَعْبَؤُ اللّٰہُ بِہٖ شَیْئًا وَدِیْوَانٌ لَا یَتْرُکُ اللّٰہُ مِنْہُ شَیْئًا فَاَمَّا الدِّیْوَانُ الَّذِیْ لَا یَغْفِرُ اللّٰہُ مِنْہُ شَیْئًا فَالْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَاَمَّا الدِّیْوَانُ الَّذِیْ لَا یَعْبَؤُ اللّٰہُ بِہٖ شَیْئًا فَظُلْمُ الْعَبْدِ نَفْسَہٗ فِیْمَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ رَبِّہٖ مِنْ صَوْمٍ

Marfat.com

يَوْمٍ تَرَكَهُ اَوْصَلاَةٍ تَرَكَهَافَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالىٰ يَغْفِرُ ذٰلِكَ وَاِنْ شَاءَ يَتَجَاوَزُ وَاَمَّاالدِّيْوَانُ اَلَّذِىْ لاَيَتْرُكُ اللّٰهُ مِنْهُ شَيْئًافَمَظَالِمُ الْعِبَادِ بَيْنَهُمُ الْقِصَاصُ لاَمَحَالَةَ ۔ یعنی رجسٹر تین قسم کے ہیں۔ایک میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ بخشے گا اور ایک کی اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں اور ایک میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا۔وہ رجسٹر جس میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ بخشے گا، رجسٹر کفر ہے یعنی جس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کا گناہ درج ہو..اور..وہ جس کی اللہ عزوجل کو کوئی پرواہ نہیں، وہ بندے کا کسی ایسے معاملے میں اپنی جان پر ظلم کرنا ہے، جو اس کے اور اس کے رب کے درمیان ہو، جیسے اس نے کسی دن کا روزہ ترک کیا یا نماز چھوڑ دی کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادے گا اور چاہے تو اس سے درگزر فرمائے گا..اور..وہ جس میں سے کچھ نہ چھوڑے گا، وہ حقوق العباد ہیں، ان میں لازمی طور پر بدلہ ہوگا۔''

(مسند امام احمد بن حنبل۔باقی مسند الانصار)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''خودکشی کرنا اگرچہ حرام ہے، لیکن اس سے مسلمان، کافر نہیں ہوتا، لھذا ایسے شخص کو غسل دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔''

درمختار میں ہے،

''من قتل نفسه ولو عمدايغسل ويصلى عليه به يفتى ۔ یعنی جو اپنے آپ کو قتل کرے، خواہ جان بوجھ کر، اس کو غسل دیا جائے گا اور اس کی نماز پڑھی جائے گی، اسی پر فتویٰ ہے۔'' (باب صلوٰۃ الجنازۃ)

Marfat.com

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''تجارت، تبلیغ دین اور گھر والوں سے ملنے وغیرھا کی غرض سے، ملک سے باہر جانے کے لئے، پاسپورٹ بنوانے کے لئے تصویر کھنچوانا، بعض صورتوں میں قابل گرفت اور بعض میں نا قابل گرفت ہے۔''

اس میں تفصیل یہ ہے کہ

''اس امر میں کوئی شک نہیں کہ ذی روح کی تصویر کھینچنی بالاتفاق حرام ہے۔ اگر چہ فقط اوپر والے نصف دھڑ کی، بلکہ صرف چہرے کی ہی کیوں نہ ہو۔ اگر چہ انکے پاس رکھنے میں اختلاف ہے۔ لیکن صحیح اور اعتماد شدہ یہ ہے کہ ان کا پاس رکھنا بھی اسی طرح حرام ہے، جیسا پوری تصویر رکھنا۔

لیکن مقاماتِ ضرورت، حکم حرمت سے خارج ہوتے ہیں۔ کیونکہ ضابطہ ہے کہ

''الضرورات تبیح المحظورات۔ یعنی ضرورتیں، ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔'' (الاشباہ والنظائر۔ الفن الاول۔ القاعدۃ الخامسۃ)

نیز شریعت، واضح حرج، ضرورت اور مشقتِ شدیدہ کا بھی لحاظ فرماتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،

''وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ۔ یعنی اور تم پر دین میں کوئی تنگی نہ رکھی۔'' (پ ۱۷۔ الحج۔ ۷۸)

اور ارشاد فرمایا

Marfat.com

''یُرِیۡدُ اللّٰہُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَلَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ ۔ اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔'' (پ۲۔البقرۃ۔۱۸۵)

ہاں اگر ضرورت متحقق نہ ہو، تو فقط منفعت حاصل کرنے کے لئے کوئی ممنوع مباح نہیں ہوسکتا۔ مثلاً جائز نوکری تیس روپے ماہوار کی ملتی ہو اور ناجائز ڈیڑھ سو روپے مہینہ کی، تو اس ایک سو بیس روپے ماہانہ نفع کے لئے ناجائز کا اختیار کرنا حرام ہے۔ فتاویٰ قاضی خان میں ہے،

''رجل اجر نفسه من النصاری لضرب الناقوس كل يوم بخمسة دراهم ويعطى فی عمل اخر كل يوم درهم عليه ان يطلب من موضع اخر ۔ یعنی ایک شخص نے عیسائیوں کے ہاں اجرت پر بگل بجانے کی ملازمت اختیار کی، اس شرط پر کہ اسے یومیہ پانچ درھم ملیں گے اور کسی دوسرے (جائز) کام پر ہر روز ایک درھم دیا جائے گا، تو اس پر لازم ہے کہ کسی دوسری جگہ سے ہی رزق حاصل کرے۔'' (کتاب الحظر والاباحۃ)

تصویر کھنچوانے میں گناہ، تصویر کھینچنے والے کے گناہ میں مددگار بننے کی بناء پر متحقق ہوتا ہے۔ پھر اگر بخوشی کھنچوائی، تو بلاشبہ خود کھینچنے کی ہی مثل ہے۔ یونہی اگر کھنچوانا مقصود نہیں، بلکہ کوئی دوسرا مقصدِ مباح پیش نظر ہے، مثلاً کوئی جائز سفر، لیکن اس کے لئے قانوناً تصویر دینی ہوگی، تو اگر وہ مقصد، ضرورت و حاجتِ صحیحہ و ضرر و مشقتِ شدیدہ تک نہ پہنچا، جب بھی ناجائز کہ منفعت کے لئے ناجائز، جائز نہیں ہوسکتا۔

Marfat.com

اور اگر واقعی کسی حاجت ِ شدیدہ میں مبتلاء ہے اور نہ جانے میں حرج شدید نظر آتا ہے، تو ایسی صورت میں تصویر کھنچوانے والے فعل کی حرمت، فقط کھینچنے والے تک ہی منحصر رہے گی یعنی فقط وہی گناہ گار ہوگا، کھنچوانا والا اس حرمتِ فعل سے بری اور اپنے اوپر سے دفع حرج وضرر کا قصد کرنے والا ہونے کی بناء پر ''**وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی** ۔یعنی کوئی بوجھ اٹھانے والی جان، دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔'' (پ ۸۔الاعراف۔۱۶۴)...... کے تحت داخل ہوگا۔

اور....

''**اِنَّمَاالاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَالِکُلِّ امْرِئٍ مَّانَوٰی** ۔یعنی محض اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کے لئے وہی کچھ ہے، جس کا اس نے ارادہ کیا۔'' (بخاری۔باب کیف کان بدء الوحی.....الخ)

کافائدہ حاصل کرتا ہے۔فتح القدیر میں ہے،

''**ماذکرانه لایتوصل الی الحج الابارشائهم فتکون الطاعة سبب المعصیة فیه نظربل الا ثم فی مثله علی الأخذلاالمعطی علی ماعرف من تقسیم الرشوة فی کتاب القضاء** ۔جو کچھ ذکر کیا گیا یہ ہے کہ ادائیگی حج کا، سوائے رشوت دینے کے اور کوئی ذریعہ نہیں، تو پھر (اس صورت میں) طاعت، گناہ کا سبب ہوجائے گی۔اس پر اعتراض واشکال ہے اور وہ یہ کہ اس نوع کے مسائل میں رشوت کا گناہ لینے والے پر ہوگا، نہ کہ دینے والے پر۔جیسا کہ کتاب القضاء میں ''تقسیم رشوت'' کے عنوان سے معلوم ہوا۔'' (کتاب الحج۔مقدمۃ یکرہ الخروج الی الحج)

Marfat.com

اہل وعیال کے پاس جانے ..یا..انہیں لانے کی ضرورت بے شک ضرورت وحاجتِ صحیحہ میں داخل ہے۔ رحمتِ کونین (ﷺ) کی شریعتِ مبارکہ ہرگز اس چیز کا حکم نہ کرے گی کہ

''تصویر منع ہے، تم یہیں رہو اور انہیں سمندر پار پڑا رہنے دو کہ نہ تم ان کی موت وحیات میں شریک ہوسکو اور نہ وہ تمہاری۔''

تجارت اگر پہلے سے وہاں تھی اور اب اسے ختم کرکے مال یہاں لانے کے لئے فقط ایک بار جانا ہوگا کہ اگر نہ جائے، تو مال ضائع ہوجائے گا، تو یہ بھی صورتِ اجازت ہے کہ شرع میں مال، نفس کا ایک حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،

''اَمْوَالَکُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰہُ لَکُمْ قِیٰماً۔ تمہارے وہ مال کہ جن کو اللہ نے تمہاری بسر اوقات کیا ہے۔'' (پ ۴۔ النساء۔ ۵)

اور اگر تجارت قائم کرنا مقصود ہے، مگر جانا صرف ایک ہی بار ہوگا، اس طرح کہ وہیں مستقل رہائش رکھنے کا ارادہ ہے.. یا.. بار بار جانا پڑے گا، لیکن تصویر فقط پہلی ہی بار لی جائے گی، تو یہ بھی جوازی صورت ہے کہ ایک بار جانے سے چارہ نہیں۔

اور اگر ہر بار تصویر دینی ہوگی، تو دو صورتیں ہیں۔

(۱) اس کے پاس ذریعہ رزق فقط وہی تجارت ہے اور وہ تجارت صرف وہیں چلتی ہے، اگر مال یہاں اٹھا لائے، ضائع جائے.. یا.. نقصان شدید اٹھائے، تو یہ بھی حرج وضرر کی صورت میں آگیا اور حرج، آسانی عطا کرنے کے ذریعے، من جانب اللہ دور کیا گیا ہے۔

Marfat.com

(۲) تجارت ختم کرنے میں کوئی قابل ذکر نقصان نہ ہوگا..یا..وہ تجارت یہاں بھی چلے گی، اگرچہ نفع وہاں کے مقابلے میں کچھ کم ملے گا، تو کاروبار سمیٹنے کی غرض سے صرف ایک بار جانے کی اجازت ہوگی، دوبارہ کی نہیں، کہ فقط منفعت کے لئے کسی ممنوع شرعی کو جائز قرار دینے کا ارتکاب، ممنوع ہے، جیسا کہ ماقبل ذکر کیا گیا۔

اگر تبلیغ دین کی غرض سے جانے کا قصد ہو، تو اس سلسلے میں تین صورتیں

ہوں گی۔

(۱) اگر کچھ کافروں نے وہاں سے لکھا کہ ''ہم تمہارے ہی ہاتھ پر مسلمان ہوں گے، ہمیں آکر مسلمان کرلو''..تو لازم ہے کہ جائے کہ اس کے لئے فرض نماز کی نیت توڑ دینا بھی جائز ہو جاتا ہے۔ حدیقہ ندیہ میں ہے،

''لو قال ذمی للمسلم اعرض علیّ الاسلام یقطع و ان کان فی الفرض۔ اگر کسی ذمی کافر نے مسلمان سے کہا کہ مجھ پر اسلام پیش کرو، تو (اس مسلمان کو چاہئے کہ) نیت توڑ دے، اگرچہ فرض نماز میں ہو۔'' (الصنف الخامس۔ بحث آفات الید)

(۲) وہاں کچھ کفار اسلام کی جانب مائل ہیں، کوئی ہدایت کرنے والا ہو، تو ظن غالب ہے کہ مسلمان ہو جائیں گے، تو اس صورت میں بھی اجازت ہوگی۔ کیونکہ ظن غالب، یقین کے ساتھ لاحق ہوتا ہے۔ بلکہ اس مقام پر جانے کا حکم وجوبی ہونا چاہیئے، کیونکہ ایسے مواقع پر تاخیر جائز نہیں، کیا معلوم دیر کرنے میں شیطان اپنا کام کر جائے اور ان کا یہ ارادہ جاتا رہے۔

اور یہاں اس خیال کی کوئی حیثیت نہیں کہ ''اس کام کے لئے کچھ میں ہی تو

Marfat.com

متعین نہیں۔" کیونکہ اگر ہر ایک یہی خیال کرے، تو کوئی نہ جائے گا۔

(۳) ان میں سے کچھ بھی نہیں، بلکہ عام کفار کی سی حالت ہے، تو اب یہ صرف منفعت کے درجے میں آگیا، چنانچہ اس کے لئے بھی اجازت نہ چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوتِ اسلام زمین کے چپے چپے پر پہنچ چکی ہے، یہی وجہ ہے کہ اب کفار سے جہاد کی صورت میں مقابلے سے قبل اسلام کی دعوت دینا فقط مستحب ہے (جب کہ ابتداء میں واجب تھی)۔ ہدایہ میں ہے،

"یستحب ان یدعو من بلغته الدعوة مبالغة فی الانذار و لایجب ذلک۔ جس شخص کو دعوتِ اسلام پہنچ گئی ہو، تو اسے ڈر سنانے میں مبالغہ کرتے ہوئے اسلام کی دعوت دینا مستحب ہے، واجب نہیں۔" (کتاب السیر۔ باب کیفیۃ القتال)

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۲۱۔ صفحہ ۱۹۶)

✵ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"ہمارے مذہبِ اسلام میں مالی جرمانہ منسوخ ہو چکا ہے اور منسوخ پر عمل حرام ہوتا ہے، چنانچہ ڈیوٹی پر دیر سے آنے.. یا.. اسکول وکالج میں چھٹی کر لینے.. یا.. نماز وغیرہ قضا کر دینے پر مالی جرمانہ (Fine) وصول کرنا حرام ہے۔"

درمختار میں ہے،

"لاباخذ المال فی المذھب۔ یعنی مذہب کی رو سے مالی جرمانہ لینا جائز نہیں۔" (باب التعزیر)

Marfat.com

اسی میں ہے،

''وفی المجتبی انه کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ۔ یعنی اور مجتبی میں ہے کہ وہ (یعنی مالی جرمانہ وصول کرنا) ابتدائے اسلام میں تھا، پھر منسوخ کر دیا گیا۔'' (ایضاً)

امامِ اہلِ سنت، اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں،

''مالی جرمانہ منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل کرنا حرام ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۵۔ صفحہ ۱۱۵)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''مالی جرمانہ، نافذ کرنا حرام ہے، لیکن اگر صرف تنبیہ کی غرض سے پیسہ وصول کیا جائے اور بعد میں واپس کر دیں، تو حرج نہیں۔''

ردالمحتار میں ہے،

''وافادفی البزازیة ان معنی التعزیر باخذالمال علی القول به امساک شیء من ماله عند مدة لینزجر ثم یعیده الحاکم الیه لاان یاخذه الحاکم لنفسه اولبیت المال کمایتوهمه الظلمة اذ لایجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی۔ اور بزازیہ میں افادہ کیا ہے کہ مالی تعزیر کا قول اگر اختیار بھی کیا جائے، تو اس کا صرف اتنا ہی مطلب ہے کہ اس کا مال کچھ مدت کے لئے روک لینا، تا کہ وہ باز آجائے، اس کے بعد حاکم اس کا مال لوٹا دے، نہ یہ کہ حاکم اپنے یا بیت المال کے لئے لے لے، جیسا کہ ظالم لوگوں

Marfat.com

نے گمان کیا۔ کیونکہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ شرعی سبب کے بغیر کسی کا مال لے لے۔" (باب التعزیر)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"مالی جرمانہ حرام ہے، لیکن شرعی اجازت کے ساتھ بعض صورتوں میں جائز ہے۔"

اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ مثلاً

(1) اگر کسی ادارے میں طلباء یا کام کرنے والوں کو وضائف (اسکالر شپ) یا بونس دیا جاتا ہو۔ تو اب ان کے کسی قصور پر بطورِ سزا وضائف و بونس روک لینا جائز ہے۔ کیونکہ یہ ان کی ملکیت میں موجود کسی چیز کو لینا نہیں، بلکہ کسی شے کو ان کی ملکیت میں جانے سے روکنا ہے۔

(2) اگر کسی ادارے میں طلباء بغیر فیس زیرِ تعلیم ہوں، ان سے غلطی ہو جائے، تو یہ جائز ہے کہ انہیں اگلے دن بغیر فیس کے نہ بیٹھنے دیا جائے۔ اس طرح یہ مالی جرمانہ نہیں، بلکہ فیس کی وصولی کہلائے گی۔

(3) اگر فیس دینے والے طلبہ زیرِ تعلیم ہوں، تو اس مہینے تو قصور سرزد ہونے والے طلبہ سے کچھ نہیں لے سکتے، ہاں اگلے ماہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ "سابقہ قصور کی بناء پر آئندہ تمہیں تعلیم نہ دی جائے گی، جب تک کہ اس قدر زائد فیس ادا نہ کرو گے۔" اس صورت کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ اجارہ، بتدریج منعقد ہوتا ہے۔

(4) یہ صورت بھی ممکن ہے کہ ہر مہینے کے شروع میں طلبہ کو کوئی چیز اتنی

Marfat.com

قیمت پر فروخت کی جائے کہ جتنا جرمانہ کرنا مقصود ہے۔ مثلاً یوں کہا جائے کہ یہ قلم، ہم نے تم کو سات روپے میں بیچا۔" نیز ان سے کہہ دیا جائے کہ

"ہم، تم سے یہ بیع قطعی کر رہے ہیں، اس میں کوئی شرط نہیں۔ ہاں ایک وعدہ احسانی مزید کرتے ہیں کہ اگر تم نے اس ماہ کوئی قصور نہ کیا، تو مہینے کے آخر میں اس کی طے شدہ قیمت تمہیں معاف کر دیں گے۔"

اس صورت میں بھی، قصور واقع ہونے کی حالت میں وہ طے شدہ قیمت کل یا بعض ان سے وصول کرنا جائز ہوگا۔

لیکن اس آخری صورت میں دو امور قابل غور ہیں۔

﴿1﴾ طلباء سے بیع ان کی رضامندی کے ساتھ ہی ہو سکتی ہے، زبردستی جائز نہیں۔ کیونکہ بیع کی تعریف ہی یہ ہے کہ "**مبادلة المال بالمال بالتراضی** ۔ یعنی باہم رضامندی کے ساتھ، مال کا مال کے ساتھ تبادلہ کرنا۔"

﴿2﴾ اگر پورے ماہ کوئی قصور واقع نہ ہوا، تو اس چیز کی طے شدہ قیمت حسبِ وعدہ معاف کرنا ہوگی۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۵۔ صفحہ ۱۱۲)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"جو گناہ خفیہ ہو، اسکی توبہ بھی خفیہ طور پر کرنی ہوگی، جب کہ اعلانیہ گناہ کی توبہ، اعلانیہ طور پر کرنا ضروری ہے۔"

مثلاً سب کی نگاہوں سے پوشیدہ اپنے گھر میں چھپ کر گناہ کیا، تو اس کی توبہ بھی پوشیدہ طور پر کرنی ہوگی۔ لیکن اگر سب کے سامنے کسی کفر کا ارتکاب کیا، تو اس کی توبہ

Marfat.com

بھی اعلانیہ ہی کرنی ہوگی، کیونکہ

حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا،

''اِذَا عَمِلْتَ سَیِّئَةً فَاَحْدِثْ عِنْدَهَا التَّوْبَةَ السِّرَ بِالسِّرِ وَ الْعَلَانِیَةَ بِالْعَلَانِیَةِ۔ یعنی جب کوئی برائی کا ارتکاب کرے تو توبہ بھی اسی طرح کی جائے یعنی خفیہ گناہ پر خفیہ اور علانیہ گناہ پر علانیہ توبہ۔'' (کنز العمال۔حدیث ۱۰۱۸۰)

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) مذکورہ صورت میں اعلانیہ توبہ کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''اس سلسلے میں مختصراً تحقیق حق یہ ہے کہ جو گناہ مخلوق پر ظاہر ہو، تو جیسے خود اس شخص کے لئے دو تعلق ہیں۔ یعنی

(1) خدا (عزوجل) کے ساتھ کہ اس نے اللہ عزوجل کی نافرمانی کی، اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے عارضی یا دائمی عذاب کا مستحق ہونا ہے۔

(2) مخلوق کے ساتھ کہ اس گناہ کے سبب وہ مسلمانوں میں اپنے گناہ کی نوعیت کے اعتبار سے گناہ گار، ظالم، گمراہ یا کافر ٹھہرتا ہے اور اسی کا اعتبار کر کے وہ اس کے ساتھ برتاؤ کرتے ہیں۔ مثلاً سلام و کلام و تعظیم اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دینا۔ وغیرھا

اسی طرح اس کی توبہ کے لئے بھی دو رُخ ہیں۔

(i) ایک جانب خدا عزوجل۔ اس کا رکن اعظم، صدق دل کے ساتھ اس گناہ

Marfat.com

پر ندامت ہے اور فی الحال اس کا ترک کرنا، اس کی علامات کو مٹانا اور آئندہ کبھی نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا، یہ سب سچی پشیمانی کو لازم ہیں۔ اس لئے رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا، ''اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ ۔یعنی ندامت، توبہ ہے۔ رواہ احمد وبخاری ۔یعنی وہی سچی ندامت کہ جو باقی ارکان توبہ کا تقاضا کرتی ہے۔ اسی کا نام'' تَوْبَةُ السِّر '' یعنی پوشیدہ توبہ ہے۔

(ii) دوسرا جانبِ مخلوق۔ کہ جس طرح ان پر گناہ ظاہر ہوا اور اس کے باعث ان کے قلوب میں مرتکبِ خطاء کی طرف سے کشیدگی پیدا ہوئی اور ایسے شخص سے معاملات کرنے کے سلسلے میں، اس کے گناہ کے مطابق انہیں احکام دیے گئے۔ اسی طرح ان پر اس کی توبہ ورجوع ظاہر ہو، تاکہ ان کے دل اس سے صاف ہو جائیں اور اس حالت کے احکام، درست حالت والے احکام کی جانب رجوع کریں۔ یہ توبہ علانیہ ہے۔

توبہ سر سے تو کوئی گناہ خالی نہیں ہو سکتا، جب کہ اعلانیہ گناہ کے لئے شریعت نے اعلانیہ توبہ کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔

اس حکم میں بکثرت حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

(1) شرع نے آپس میں صلح وصفائی کا حکم دیا ہے۔ گناہ علانیہ میں یہ صلح، علانیہ توبہ پر ہی موقوف ہے۔ کیونکہ جب مسلمان اس کے گناہ پر مطلع ہوئے، تو اگر توبہ سے واقف نہ ہوں گے، تو ان کے قلوب، اس شخص سے ویسے ہی رہیں گے، جیسے قبل توبہ تھے۔

Marfat.com

(2) جب اس شخص کو اس گناہ کی بناء پر برا اور قابل نفرت سمجھا جائے گا، تو لوگ اس سے دوری اختیار کریں گے، خاص طور پر بدمذہبی میں گرفتار ہونے والے سے۔ اب یقیناً اس دوری کا خاتمہ بغیر علانیہ توبہ کے ممکن نہ ہوگا۔

(3) جب یہ شخص سچی توبہ کرلے اور رحمتِ عالم (ﷺ) کا فرمان ہے، ''اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّاذَنْبَ لَهٗ۔ یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے، جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔'' (ابن ماجہ۔ کتاب الزھد)... تو مسلمانوں کے اس سے موجودہ معاملات یعنی سلام کلام ترک کرنا وغیرھا بے جا ہوجائیں گے۔ اور انہیں اس بے جا پر یہی شخص ابھارنے والا تھا، لھذا لازم ہوا کہ انہیں مطلع کردے جیسے کسی کے کپڑوں پر نجاست لگی ہو اور اسے معلوم نہ ہو، تو اسے خبر دینی ضروری ہے۔

(4) علانیہ گناہوں میں اور ان میں سے خاص طور پر بدمذہبی و بے دینی پر مشتمل خطاؤں میں ایک اور سخت آفت کا اندیشہ ہے کہ اگر یہ شخص مرگیا اور مسلمانوں پر اس کی توبہ ظاہر نہ ہوئی اور بدمذہب کی مذمت اس کے مرنے کے بعد بھی جائز، بلکہ کبھی واجب بھی ہوتی ہے، تو مسلمان اسے برا، بدمذہب اور بددین کہیں گے۔ اور مسلمانوں کی اس گواہی سے اس پر سخت ضرر کا اندیشہ ہے، کیونکہ آسمان پر ملائکہ اور زمین پر مسلمانوں کو بزبان حبیبِ کریم (ﷺ) گواہ بنایا گیا ہے۔ جیسا کہ مروی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) تشریف فرما تھے کہ ایک جنازہ گزرا۔ حاضرین نے اس کی تعریف کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا، ''وَجَبَتْ۔ یعنی واجب ہوگئی۔'' پھر ایک دوسرا جنازہ گزرا، اس کی برائی بیان کی گئی۔ آپ نے پھر فرمایا، ''وَجَبَتْ۔ یعنی واجب ہو

Marfat.com

گئی۔ ''حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کی، ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک
سلم)! کیا چیز واجب ہوگئی؟''... فرمایا ''هٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ
الْجَنَّةُ وَهٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي
الْاَرْضِ۔ یعنی پہلے کی تم نے تعریف کی، تو اس پر جنت واجب ہوگئی اور دوسرے کی
مذمت کی، تو اس کے لئے دوزخ واجب ہوگئی، تم زمین پر اللہ عزوجل کے گواہ ہو۔''

(بخاری۔ کتاب الجنائز)

اور اس میں یہ شخص خود قصوروار ہوگا کہ اس نے علانیہ توبہ کر کے ان کے دل
صاف نہ کئے۔

(5) اور یہ بھی نہ ہو، تو کم از کم یہ تو ہوگا کہ علماء وصلحاء اس کے جنازے وغیرہ
میں شرکت نہ کریں گے، اس طرح یہ نیک لوگوں کی شفاعت سے محروم ہو جائے گا، یہ
مصیبت کیا کم ہے؟...

(6) اصل یہ ہے کہ اعلانیہ گناہ، دوہرا گناہ ہے۔ یعنی ایک گناہ اور دوسرا
اس کا اعلان۔ اور یہ اعلان اس گناہ سے بدتر گناہ ہے۔

رحمت کونین (صلی اللہ علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں کہ

''كُلُّ اُمَّتِيْ مُعَافًى اِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ۔ یعنی میری تمام امت عافیت
سے ہے، سوائے ان کے جو اپنا گناہ آشکار کرتے ہیں۔'' (بخاری۔ کتاب الادب)

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ

''لَا يَزَالُ الْعَذَابُ مَكْشُوْفًا عَنِ الْعِبَادِ لِمَا

Marfat.com

اُسْتَتَرُوْا بِمَعَاصِی اللّٰہِ فَاِذَا اَعْلَنُوْھَا اسْتَوْجَبُوْا عَذَابَ النَّارِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا عذاب ہمیشہ بندوں سے دور رہے گا، جب کہ وہ اللہ کی نافرمانیوں کو چھپائیں گے، پھر جب انہیں اعلانیہ کریں گے، تو عذاب کے مستحق ہو جائیں گے۔''

(الفردوس بماثور الخطاب۔ حدیث ۶۷۵۷)

اور اعلان پر ابھارنے والی چیزیں جرأت وجسارت وسرکشی وبے حیائی ہیں۔ اور مرض کا علاج، ضد سے ہوتا ہے۔ چنانچہ جب ایسا شخص مجمع میں اپنی ندامت وپشیمانی ظاہر کرے گا، تو اس سے جو انکساری پیدا ہوگی، وہ اس سرکشی کی دوا ثابت ہوگی۔

اوپر ذکر کی گئیں اکثر صورتیں اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ جن جن لوگوں کے سامنے اعلانیہ گناہ کیا، ان سب کے سامنے ہی اعلانیہ توبہ واقع ہونی چاہیئے۔ لیکن مخفی نہیں کہ یہ امر توبہ کرنے والے کے لئے انتہائی دشوار اور اسے حرج میں مبتلاء کروا دینے والا ہے اور بحکم قرآن، بندوں سے حرج کو دور کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس شخص پر ایسے مجمع میں توبہ کرنا لازم ہوگا کہ جو اس مجمع کے مشابہ ہو کہ جس کے سامنے اعلانیہ گناہ کیا تھا۔ مثلاً سو کے سامنے گناہ کیا تھا، تو اتنی ہی یا تھوڑی بہت کم تعداد کے سامنے توبہ کرنی ہوگی۔ چنانچہ اگر کسی کونے میں دو تین کے سامنے توبہ کر لی، تو یقیناً اس کی مشہوری، گناہ کی مشہوری کی طرح نہ ہوئی، چنانچہ اعلانیہ توبہ کے مذکورہ مقاصد پورے نہ ہوں گے۔ بلکہ غور کریں، تو جس مرض نے اعلانیہ گناہ پر ابھارا تھا یعنی تکبر وجرأت وسرکشی، وہی مرض اعلانیہ توبہ کی راہ میں رکاوٹ بن رہا ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۲۱۔ صفحہ ۱۴۱)

Marfat.com

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''اللہ تعالیٰ کے لئے نام اقدس کے ساتھ ''لفظِ میاں'' کا استعمال ممنوع ہے۔''

چونکہ لفظ میاں تین معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

(1) آقا۔(2) شوہر..اور..(3) عورت اور مرد کے درمیان زناء کا دلال اور ان میں سے دو آخری معانی، اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہیں، لھذا ایسے لفظ کا استعمال کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (جدید) ۔جلد۱۴۔صفحہ۶۱۴)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''شرعی لحاظ سے جزیرۂ عرب میں کسی کافر کو سال بھر سے زیادہ قیام کی اجازت نہیں ہے۔''

یعنی حکم شرعی یہ ہے کہ کسی غیر مسلم کو ارض عرب کو وطن بنانے اور طویل قیام کی اجازت نہ دی جائے گی۔ کیونکہ سید الانبیاء (ﷺ) کا فرمان عالیشان ہے،

''**لَایَجْتَمِعُ دِیْنَانِ فِیْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ** ۔یعنی جزیرۂ عرب میں دو دین جمع نہ ہوں گے۔'' (موطا امام مالک۔کتاب الجامع)

فقہاء کرام نے مذکورہ طول قیام کی مدت، ایک سال مقرر فرمائی ہے۔ چنانچہ اگر کفار، ارض عرب میں داخل ہوں اور تجارت وغیرہ کرنا چاہیں، تو آئیں اور یہ امور بجالا کر ایک سال کے اندر اندر چلے جائیں۔

Marfat.com

فقہ حنفی کی معتبر کتاب ''درِمختار'' میں ہے،

''یمنعون من استیطان مکة والمدینة لانهما من ارض العرب قال رسول اللہ ﷺ لایجتمع فی ارض العرب دینان ولودخل لتجارة جاز ولایطیل۔ ان (کفار) کو مکہ ومدینہ کو وطن بنانے سے روکا جائے گا، کیونکہ یہ دونوں ارض عرب میں ہیں۔ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا، ''ارض عرب میں دو دین جمع نہیں ہوسکتے۔'' اگر یہ تجارت کے لئے داخل ہوں، تو جائز ہے، لیکن طویل مدت نہ رہیں۔'' (کتاب الجہاد۔ فصل فی الجزیہ)

درمختار کی شرح ''ردالمحتار'' میں ہے،

''قوله لانهما من ارض العرب افاد ان الحکم غیر مقصور علی مکة والمدینة بل جزیرة العرب کلها کذلک کما عبر به فی الفتح وغیره فیمنع من ان یطیل فیها المکث حتی یتخذ فیها مسکنا لان حالهم فی المقام فی ارض العرب مع التزام الجزیة کحالهم فی غیرها بلاجزیة وهنا لک لایمنعون من التجارة بل من اطالة المقام فکذلک فی ارض العرب شرح السیر وظاهره ان حدالطول سنة۔

صاحبِ درمختار کا قول، ''**لانهما من ارض العرب** (یعنی کیونکہ یہ دونوں ارض عرب میں ہیں)'' اس بات کا فائدہ دے رہا ہے کہ یہ حکم فقط مکہ ومدینہ تک ہی محدود نہیں ہے، بلکہ تمام جزیرہ عرب کا یہی حکم ہے۔ جیسا کہ فتح وغیرہ میں بیان ہوا ہے۔ لھذا ایسی طویل مدت وہاں ٹھہرنے سے منع کیا جائے کہ وہاں رہائش قائم کرلیں۔ کیونکہ ان کا جزیرہ عرب میں جزیہ (ٹیکس) کے ساتھ ٹھہرنا ایسا ہی ہے، جیسے دیگر مقام پر بلا جزیہ

Marfat.com

(ٹیکس) ٹھہریں۔ تو جب انہیں دوسرے مقامات پر تجارت سے منع نہ کیا جائے گا، ہاں طویل قیام سے روکا جائے، تو اسی طرح زمین عرب کا معاملہ ہے۔ شرح السیر۔ ظاہر یہی ہے کہ طوالتِ مدت کی حد ایک سال ہے۔'' (کتاب الجہاد۔ فصل فی الجزیہ)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''مدینہ منورہ کو'' یثرب'' کہنا'' ناجائز و ممنوع و گناہ'' ہے۔''

کیونکہ حضرت براء بن عازب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ سید الانبیاء (ﷺ) کا فرمان عالیشان ہے،

''مَنْ سَمَّی الْمَدِیْنَۃَ یَثْرِبَ فَلْیَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ ھِیَ طَابَۃٌ ھِیَ طَابَۃٌ۔ یعنی جس نے مدینے کا نام یثرب رکھا، تو اسے چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے۔ مدینہ طابہ ہے، مدینہ طابہ ہے۔'' (مسند امام احمد بن حنبل۔.........)

علامہ مناوی (قدس سرہ) ارشاد فرماتے ہیں،

''فتسمیتھا بذالک حرام لان الاستغفار انما ھو عن خطیئۃ۔ یعنی مدینے کا یثرب کے ساتھ نام رکھنا حرام ہے، اس لئے کہ (استغفار کا حکم فرمایا گیا اور) استغفار، محض گناہ سے ہی ہوتی ہے۔'' (التیسیر شرح الجامع الصغیر)

اور علامہ ملا علی قاری (قدس سرہ) فرماتے ہیں،

''قد حکی عن بعض السلف تحریم تسمیۃ المدینۃ بیثرب۔ یعنی بعض اسلاف سے حکایت کیا گیا ہے کہ مدینہ کو یثرب کہنا حرام ہے۔''

(مرقاۃ شرح المشکوٰۃ۔ کتاب المناسک)

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (قدس سرہ) اس ممانعت کی علتِ عقلیہ اور قرآن میں ''لفظِ یثرب'' ۱؎ آنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''رسول اللہ (ﷺ) نے اس کا نام مدینہ رکھا۔اس کی وجہ وہاں لوگوں کا رہنا سہنا، جمع ہونا اور اس سے انس ومحبت رکھنا ہے۔اور آپ نے اسے یثرب کہنے سے منع فرمایا۔اس لئے کہ یہ زمانہ جاہلیت کا نام ہے..یا..اس لئے کہ ثرب سے بنا ہے اور اس کا معنی ہلاکت اور فساد ہے اور تثریب بمعنی سرزنش اور ملامت ہے..یا..اس وجہ سے کہ یثرب کسی بت یا کسی جابر وسرکش بندے کا نام تھا۔

امام بخاری اپنی ''تاریخ'' میں ایک حدیث لائے ہیں کہ ''جو کوئی ایک مرتبہ یثرب کہہ دے، تو اسے دس مرتبہ مدینہ کہنا چاہیئے تاکہ اس کی تلافی اور تدارک ہوجائے۔قرآن مجید میں جو یثرب آیا ہے، وہ اہل نفاق کی زبان سے ادا ہوا ہے (یعنی منافقین کا قول حکایت کیا گیا ہے) کہ وہ لوگ یثرب سے مدینہ منورہ کی توہین کا ارادہ رکھتے تھے۔''

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ۔کتاب المناسک)

بعض اکابرین کے اشعار میں اس لفظ کے استعمال کی وجہ بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) بیان کرتے ہیں کہ

''بعض اشعارِ اکابر میں یہ لفظ واقع ہوا، ان کی طرف سے عذر یہی ہے کہ اس وقت انہوں نے اس حدیث وحکم پر اطلاع نہ پائی تھی، ہاں جو مطلع ہوکر کہے، اس

۱؎ :۔قرآن پاک میں ہے، ''وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ'' ۔یعنی جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا اے یثرب کے رہنے والو! تمہارے لئے کوئی جگہ اور ٹھکانا نہیں۔(سورہ ۳۳۔آیت ۱۳)

Marfat.com

کے لئے عذر نہیں۔" (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۲۱۔ صفحہ ۱۱۶)

✿ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"مسلمان کو کفار کی محافل اور میلوں میں شرکت کرنا ممنوع ہے۔"

☆ شفیع محشر (صلی اللہ علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں،

"**مَن کثر سواد قوم فھو منھم** ۔یعنی جو کسی قوم کی جماعت میں اضافے کا سبب بنے، تو وہ انہیں میں سے ہے۔" (کنز العمال۔ حدیث ۲۴۷۳۵)

☆ مزید ارشاد فرمایا،

"**مَن جامع المشرک وسکن معہ فانہ مثلہ** ۔یعنی جو شخص کسی مشرک کے ساتھ جمع ہوا اور اس کے ساتھ ٹھہرا، تو بے شک وہ اسی مشرک کی طرح ہے۔" (ابوداؤد۔ کتاب الجہاد)

اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں،

"علماء فرماتے ہیں کہ "مسلمان کو چاہیئے کہ مجمع کفار پر ہو کر نہ گزرے کہ ان پر لعنت اترتی ہے۔ اور یہ بات خوب واضح ہے کہ ان کفار کا میلہ سیکڑوں کفر کی علامات اور شرک کی باتوں پر مشتمل ہوگا اور یہ مسلمان انہیں منع کرنے اور برائی دور کرنے پر قادر نہ ہوگا، تو نہ چاہتے ہوئے بھی اسے گونگا شیطان بن کر اور کفار کا تابعدار ہو کر مجمع کفار میں رہنا پڑے گا۔ اور ان کے کفریات کو دیکھنے اور سننے میں مسلمان کی ذلت ہے۔" (فتاویٰ رضویہ (جدید) بتغیر ما۔ جلد ۲۱۔ صفحہ ۱۲۰)

اسی مسئلے کی روشنی میں بدمذہبوں کے اجتماعات اور عیسائیوں وغیرہ کی محافل

Marfat.com

میں شرکت کا حکم بھی معلوم کیا جا سکتا ہے۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"اگر کوئی نومسلم، اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کرے، تو اسے مسلمان مانا جائے گا، چاہے وہ اس پر گواہ نہ پیش کر سکے اور چاہے جس مقام پر ایمان لانے کے بارے میں اس نے اطلاع دی، وہاں تحقیق کرنے پر سارا معاملہ جھوٹ ہی ثابت ہوا ہو۔"

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) سے ایک ایسے شخص کے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا کہ جسے بعض لوگ عیسائی کی حیثیت سے پہچانتے تھے۔ مسلمانوں سے اختلاط کی بناء پر کسی نے اسے روکا، تو اس نے کہا کہ میں فلاں مسجد میں ایک ماہ قبل ایمان لا چکا ہوں، لیکن جب تحقیق کی تو اس کا بیان بے ثبوت نکلا۔"

آپ نے ارشاد فرمایا،

"جب وہ کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں، تو اسے مسلمان ہی مانا جائے گا، جب تک اس سے کوئی کفر جدید ظاہر نہ ہو۔ اور ان تحقیقات کا کچھ اعتبار نہیں کہ "نفی کی گواہی نامعتبر" ہے اور کافر کا اقرار کرنا ہی اسے مسلمان ٹھہرانے کے لئے کافی ہے۔" (فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۲۱۔ صفحہ ۱۳۰)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"عمل کے مقبول ہونے کا مطلب اس پر ثواب کا ملنا اور مردود

Marfat.com

ہونے کا معنی ثواب کا نہ ملنا ہے۔''

فقہ حنفی کی معتبر کتاب ''ردالمحتار'' میں ہے،

''القبول ترتب الغرض المطلوب من الشیء علی الشیء کترتب الثواب علی الطاعة ۔ یعنی قبول کا مطلب کسی شے سے مطلوب غرض کا اس شے پر مترتب ہونا ہے۔ جیسے ثواب کا عبادت پر مترتب ہونا۔''

(کتاب الصلوۃ۔ باب صفۃ الصلوۃ)

اسی میں ہے،

''معنی الصلاۃ علی النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) قد ترد عدم اثابة العبد علیها ۔ یعنی سید الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذاتِ اقدس پر صلوۃ کے مردود ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ بندے کو ثواب نہیں پہنچتا۔'' (ایضاً)

علامہ فخر الدین رازی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں،

''قال المتکلمون کل عمل یقبله الله تعالیٰ فهو یثیب صاحبها ویرضاه عنه والذی لایثیبه علیه ولایرضاه منه فهو المردود ۔ یعنی علماء متکلمین نے ارشاد فرمایا'' ہر وہ عمل کہ جسے اللہ تعالیٰ قبول فرمالے، وہ' وہ عمل ہے کہ اللہ عزوجل اس کے مرتکب کو ثواب عطا فرماتا ہے اور اس سے راضی ہوتا ہے اور وہ عمل کہ جس کا ثواب اس کے مرتکب کو نہ پہنچائے اور اس سے راضی نہ ہو، تو وہ مردود ہے۔'' (تفسیر کبیر)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

Marfat.com

''مسلمان کسی گناہِ کبیرہ کے ارتکاب پر کافر نہیں ہوتا۔''

شرح عقائد میں ہے،

''الکبیرۃ لا تخرج العبد المؤمن من الایمان ولا تدخلہ فی الکفر۔ یعنی گناہِ کبیرہ، بندہ مؤمن کو ایمان سے نکال کر کفر میں داخل نہیں کرتا۔''

(بحث الکبیرۃ)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''دینی کاموں میں کافروں سے مدد طلب کرنا حرام ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے،

لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ج وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ۔ یعنی مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں مسلمانوں کے سواء اور جو ایسا کرے گا، اسے اللہ سے کچھ علاقہ (یعنی تعلق) نہ رہا۔ (ال عمران۔ آیت ۲۸)

چنانچہ مسجد و مدرسہ وغیرہ کی تعمیر میں ان سے طلبِ امداد ممنوع ہے۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''ایسے دنیاوی علوم سیکھنا کہ جن کے باعث عقائدِ اسلام میں فساد اور دل میں علمائے اسلام کی توہین پیدا ہو، حرام و ناجائز ہیں۔''

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں،

Marfat.com

''ایسی انگریزی پڑھنا جس سے عقائد فاسد ہوں اور جس سے علماء دین کی توہین دل میں آئے، انگریزی ہو، خواہ کچھ ہو، ایسی چیز پڑھنا حرام ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔جلد۱۴۔صفحہ۲۴۴)

ہاں اگر مذکورہ فسادات کا خطرہ نہ ہو، تو حصول تعلیم میں حرج نہیں، جب کہ ان کی وجہ سے فرض علم دین کی تحصیل میں کوتاہی لازم نہ آئے۔

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا لفظ استعمال کرنا مثلاً ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں'' مناسب نہیں، لیکن اگر کیا جائے، تو کفر وشرک نہیں۔''

چونکہ اللہ تعالیٰ واحد ہے، لھذا مناسب یہی ہے کہ اس کے لئے ایسے الفاظ استعمال کیے جائیں کہ جن سے اس کی وحدانیت کی جانب اشارہ ہوتا ہو۔ لیکن اگر کوئی جمع کا صیغہ استعمال کرے، تو یہ کفر وشرک نہیں کہ قرآن کریم میں بارہا جمع کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ مثلاً

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔یعنی بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔'' (پ۱۴۔الحجر۔۹)

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (جدید)۔جلد۱۴۔صفحہ۶۴۸)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''یزید بعض علماء کے نزدیک کافر ہے۔''

Marfat.com

یزید کے بارے میں ائمہ اسلام کے تین قول ہیں۔

(1) امام احمد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نزدیک کافر ہے۔ اس صورت میں اس کی بخشش نہ ہوگی۔

(2) امام غزالی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وغیرہ اسے مسلمان تسلیم کرتے ہیں۔ اس صورت میں اس کی بالآخر اس کی بخشش ضرور ہوگی۔

(3) امام اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس معاملے میں سکوت فرماتے ہیں۔"

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۱۴، صفحہ ۲۸۲)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبور میں زندہ ہیں اور آسمانوں اور زمینوں میں تصرف فرماتے ہیں۔"

حضرت ابوالدرداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا،

"اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ ۔ یعنی بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء (علیہم السلام) کے جسموں کا کھانا حرام فرمادیا ہے، پس اللہ عزوجل کے نبی زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے۔" (ابن ماجہ۔ کتاب ماجاء فی الجنائز)

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی (قدس سرہ) فرماتے ہیں،

"اُذِنَ الاَنْبِیَاءُ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْ قُبُوْرِھِمْ وَیَتَصَرَّفُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ

Marfat.com

السّمٰوٰتِ وَالاَرضِ ۔یعنی انبیاء (علیہم السلام) اپنی قبور سے باہر تشریف لانے اور آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی میں تصرف فرمانے کی اجازت دی گئی ہے۔''

(الحاوی للفتاوی)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''تمام انبیاء (علیہم السلام) احتلام سے محفوظ و مامون رہے ہیں۔''

چونکہ احتلام عموماً شیطان کی مداخلت کی بناء پر ہی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء (علیہم السلام) کو شیطان کی ہر قسم کی مکاریوں سے محفوظ فرمایا ہوا ہے، لھذا ان سے احتلام متصور نہیں۔

حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنھما) سے منقول ہے کہ

''مَااحْتَلَمَ نَبِیٌّ قَطُّ وَاِنَّمَاالاِحْتِلَامُ مِنَ الشَّیْطٰنِ ۔یعنی کبھی کسی نبی (علیہ السلام) کو احتلام نہیں ہوا، (کیونکہ) احتلام تو محض شیطان کی (مداخلت کی) وجہ سے ہوتا ہے۔'' (المعجم الکبیر۔حدیث ۱۱۵۶۴)

اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے،

''اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ ط وَکَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلاً ۔بے شک جو میرے بندے ہیں، ان پر تیرا کچھ قابو نہیں اور تیرا رب کام بنانے کو کافی ہے۔'' (پ ۱۵۔بنی اسرائیل۔۶۲)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''اولاد کے بالغ ہوجانے کے بعد ان کی شادی میں بلاعذر دیر کرنے

Marfat.com

پر، اولاد سے سرزد ہونے والے ہر گناہ کا وبال باپ پر بھی پڑے گا۔"

حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا،

"مَنْ وُّلِدَلَهٗ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنِ اسْمَهٗ وَاَدَبَهٗ فَاِذَابَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُهٗ عَلٰى اَبِيْهِ۔ یعنی جس کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو، تو اسے چاہیئے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اسے آداب سکھائے۔ پھر جب وہ بالغ ہو تو چاہیئے کہ اس کی شادی کر دے۔ کیونکہ اگر وہ بالغ ہوا اور اس نے اس کی شادی نہ کی اور پھر اولاد سے کوئی گناہ صادر ہوا، تو اس کا وبال اس کے باپ پر بھی ہوگا۔" (شعب الایمان۔ حدیث ۸۶۶۶)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"اگر گناہ کے فوراً بعد کوئی نیکی کر لی جائے، تو یہ نیکی اس گناہ کے کفارے کا سبب بن جاتی ہے۔"

جیسا کہ حضرت ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا،

"اِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَاَتْبِعْهَا حَسَنَةً تَمْحُهَا قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَمِنَ الْحَسَنَاتِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ هِيَ اَفْضَلُ الْحَسَنَاتِ۔ یعنی جب تجھ سے کوئی برا عمل سرزد ہو جائے، پھر تو اس کے بعد کوئی

Marfat.com

نیک کام کرلے، تو یہ نیکی اس برائی کو مٹادے گی۔'' میں نے عرض کی، ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! کیا لا الہ الا اللہ کہنا نیکیوں میں سے ہے؟''....فرمایا، ''یہ تو نیکیوں میں سے افضل ترین ہے۔'' (مسند امام احمد بن حنبل۔مسند الانصار)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''حضرت مجنون (رحمہ اللہ تعالیٰ)، اولیائے کرام (رحمھم اللہ تعالیٰ) میں سے تھے۔''

حضرت جنید بغدادی (قدس سرہ) ارشاد فرماتے ہیں،

''ان مجنون بنی عامر کان من احباء اللہ تعالی ستر شانہ بجنونہ بلیلی۔ یعنی بے شک مجنون بنی عامر اولیائے کرام میں سے تھے، آپ نے لیلیٰ کے سبب اپنے جنون کے ذریعے، اپنے معاملے کو چھپایا ہوا تھا۔''

(فتاویٰ رضویہ (جدید) بحوالہ زرقانی شرح مواہب۔جلد ۱۵۔صفحہ ۳۰۶)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''عقائد میں کسی کی تقلید جائز نہیں یعنی ہر عقیدہ بمع دلیل معلوم ہونا ضروری ہے، بلا دلیل کسی عقیدے کو قبول نہ کیا جائے گا۔''

اس کی وضاحت یہ ہے کہ جس طرح فقہی مسائل کے ثبوت کے لئے چار دلائل ''یعنی قرآن ، حدیث، اجماع اور قیاس'' میں سے کوئی دلیل درکار ہوتی ہے۔اسی طرح باب عقائد میں بھی درج ذیل چار دلائل میں سے کوئی ایک بطور دلیل پیش کرنا ضروری ہے۔

Marfat.com

(۱) قرآن۔.... (۲) سنت۔....

(۳) سوادِ اعظم (یعنی بڑی جماعت)۔ (۴) عقل صحیح۔

اب جو کوئی ان میں سے کسی ایک ذریعہ سے مسئلہ عقائد کو جانتا ہے، تو کہا جائے گا کہ وہ دلیل سے مسئلہ جانتا ہے، نہ کہ بے دلیل محض تقلید کے طور پر۔

ہر دور میں اہل سنت و جماعت ہی سوادِ اعظم رہے ہیں اور ان شاء اللہ عزوجل تا قیامت یہ سلسلہ جاری وساری رہے گا۔ چنانچہ عوام بلکہ ہر ایک کے لئے جوابِ طلبِ دلیل مسئلۂ عقائد میں یوں کہنا درست ہے کہ یہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔ کیونکہ ان کا حوالہ دراصل دلیل پر ہی حوالہ ہے، نہ کہ تقلید۔

یوں ہی اس معاملے میں علماء کرام کے اقوال کو بطورِ سند پیش کرنا بھی فقط اس وجہ سے ہے کہ مذہبِ اہل سنت کے لئے باعثِ تقویت ہیں، نہ یہ کہ انہیں عقائد کے لئے مستقل دلیل مانا جاتا ہے۔ چنانچہ اگر ایک دو دس بیس علماءِ کبار ہی سہی، اگر جمہور سوادِ اعظم کے خلاف لکھیں، تو اس وقت نہ ان کے اقوال پر اعتماد جائز، نہ انہیں بطور سند پیش کیا جا سکتا ہے کہ اب یہ تقلیدِ محض ہوگی اور بابِ عقائد میں تقلید جائز نہیں۔

اور سوادِ اعظم کی ہدایت، اللہ عزوجل اور اس کے محبوب (ﷺ) کی کمال رحمت ہے۔ کیونکہ ہر شخص اس بات پر کہاں قادر تھا کہ اپنا عقیدہ، کتاب وسنت سے ثابت کرے۔ عقل تو خود سمعیات میں کافی نہیں، لامحالہ معاملہ عقائد میں عوام کو تقلید کرنی پڑتی، چنانچہ یہ واضح و روشن دلیل عطا فرما دی کہ سوادِ اعظم مسلمین، جس عقیدہ پر ہوں، وہی حق ہے۔ اس کی پہچان میں کوئی دشواری نہیں۔ صحابہ کرام (علیھم الرضوان) کے

Marfat.com

ِ مبارک میں تو کوئی بد مذہب تھا ہی نہیں، بعد میں جو بھی پیدا ہوئے، دنیا بھر کے
ب ملا کر کبھی اہل سنت کی گنتی کو نہ پہنچ سکے۔ للہ الحمد۔

جس طرح فقہ میں اجماع، قوی ترین دلیل ہے کہ اس کی مخالفت کرنے کا
ہد کو بھی اختیار نہیں، اگر چہ اس کی رائے کے مطابق قرآن وسنت میں اس کے خلاف
م موجود ہو، کیونکہ اس وقت یہی کہا جائے گا کہ یہ اس کے فہم کی خطاء ہے.. یا.. یہ حکم
سوخ ہو چکا ہے، اگر چہ مجتہد کو اس کا ناسخ نہ معلوم ہو، اسی طرح اجماع امت، ایک
لیم شے ہے۔ سوادِ اعظم یعنی اہل سنت کا کسی مسئلۂ عقائد پر اتفاق، یہاں قوی ترین
ل ہے۔ چنانچہ اگر قرآن وسنت سے اس کا خلاف سمجھ میں آئے، تو فہم کی خطاء
ہے، حق سوادِ اعظم کے ساتھ ہے۔ یہ گنتی کے چند جملے ہیں، مگر بحمدہ تعالیٰ بہت نافع
ودمند ہیں۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (قدیم)۔ جلد ۹۔ صفحہ ۲۲)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

**''استنجاء خانے میں ایسی انگوٹھی.. یا.. کاغذ لے جانا مکروہ ہے کہ جس پر اللہ
عزوجل کا نام مبارک یا قرآن پاک کی آیت وغیرہ درج ہو۔''**

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) اس بارے میں ارشاد فرماتے ہیں،

''حاصل مسئلہ یہ ہے کہ جس کے ہاتھ میں ایسی انگوٹھی ہو، جس پر قرآن
پاک میں سے کچھ کلمات.. یا.. متبرک نام جیسے اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک.. یا.. قرآن
کریم کا نام.. یا.. اسمائے انبیاء (علیہم السلام) لکھے ہوں، تو اسے حکم ہے کہ جب وہ بیت
الخلاء جائے، تو اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اتار کر باہر رکھ لے کہ افضل یہی ہے.. اور.. اگر

Marfat.com

اس کے ضائع ہو جانے کا خوف ہو، تو جیب میں ڈال لے یا کسی دوسری چیز میں لپیٹ لے کہ یہ بھی جائز ہے، اگرچہ بے ضرورت اس سے بھی بچنا بہتر ہے۔ اور اگر ان صورتوں میں سے کوئی بھی بجا نہ لائے اور یوں ہی بیت الخلاء میں چلا جائے، تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔

علامہ ابراہیم حلبی (قدس سرہ) لکھتے ہیں:

''یکرہ دخول المخرج ای الخلاء وفی اصبعہ خاتم فیہ شیء من القرآن او من اسمائہ تعالی لما فیہ من ترک التعظیم وقیل لایکرہ ان جعل فصہ الی باطن الکف ولو کان مافیہ شیء من القرآن او من اسمائہ تعالی فی جیبہ لاباس بہ وکذا لو کان ملفوفافی شیء والتحرز اولیٰ۔ یعنی بیت الخلاء میں داخل ہونا مکروہ ہے، جب کہ اس کی انگلی میں ایسی انگوٹھی ہو جس پر قرآن میں سے کچھ کلمات.. یا.. اللہ تعالیٰ کا کوئی اسم مبارک لکھا ہوا ہو، کیونکہ اس میں ترکِ تعظیم ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اگر اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب ہو، تو مکروہ نہیں۔ اور اگر اس کی جیب میں کوئی ایسی چیز ہو، جس میں قرآن پاک کا کچھ حصہ .. یا.. اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی ہو، تو حرج نہیں۔ اسی طرح اگر کسی لفافے میں بند ہوں، تو بھی حرج نہیں، لیکن بچنا زیادہ بہتر ہے۔'' (غنیۃ المستملی۔ سنن الغسل)

مراقی الفلاح میں ہے،

''یکرہ دخول الخلاء ومعہ شیء مکتوب فیہ اسم اللہ او قرآن۔ یعنی جس آدمی کے پاس کوئی ایسی چیز ہو، جس میں اللہ تعالیٰ کا نام مبارک یا قرآن پاک کی کوئی آیت لکھی ہو، تو اس کے لئے بیت الخلاء میں داخل ہونا مکروہ

Marfat.com

ہے۔'' (فصل فی الاستنجاء)

علامہ طحطاوی (رحمہ اللہ) نے اس کے حاشیے میں فرمایا،

''لما روی ابوداؤد والترمذی عن انس رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اذادخل الخلاء نزع خاتمہ ای لان نقشہ محمد رسول اللہ۔ یعنی کیونکہ امام ابوداؤداور امام ترمذی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کیا کہ ''رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بیت الخلاء جاتے وقت انگوٹھی اتار لیتے، کیونکہ اس میں ''محمد رسول اللہ'' منقش تھا۔'' (حاشیۃ الطحطاوی مع مراقی الفلاح۔ فصل فی الاستنجاء) (فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد۴۔ صفحہ ۵۸۱)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''ہڈیاں، جنوں کی اور ہمارے جانوروں کی مینگنیاں، ان کے جانوروں کی خوراک ہیں۔''

مروی ہے کہ جنوں کا وفد بارگاہِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حاضر ہوا اور اپنے جانوروں کے لئے خوراک طلب کی، تو آپ نے ارشاد فرمایا،

''لَکُم کُلُّ عَظْمٍ ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ یَقَعُ فِیْ اَیْدِیْکُمْ اَوْفَرَ مَا یَکُوْنُ لَحْمًا وَّکُلُّ بَعْرَۃٍ عَلَفٌ لِدَوَابِکُمْ۔ یعنی تمہارے لئے ہر وہ ہڈی ہے جس پر اللہ عزوجل کا نام مبارک، ذکر کیا جائے یعنی حلال ذبح شدہ جانور کی ہڈی، وہ تمہارے ہاتھ میں اس حال پر ہوگی جیسی اس وقت تھی، جب اس پر گوشت پورا اور کامل تھا (یعنی گوشت چھڑائی ہوئی ہڈی مع گوشت ملے گی) اور ہر مینگنی تمہارے جانور کے لئے

Marfat.com

چارہ ہے۔''

اس کے بعد انسانوں سے ارشاد فرمایا،''

''فَلَا تَسْتَنْجُوْا بِهِمَا فَاِنَّهُمَا طَعَامُ اِخْوَانِكُمْ ۔یعنی ہڈی اور مینگنی سے استنجاء نہ کرو، کہ وہ تمہارے بھائیوں کی خوراک ہے۔''(مسلم۔باب الجہر بالقراۃ....)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''عبادت کی چار قسمیں ہیں۔''

اس میں تفصیل یہ ہے کہ

''اولاً عبادت کی دو قسمیں ہیں۔

(i) مقصودہ۔ (ii) غیر مقصودہ۔

(1) مقصودہ:۔

وہ عبادت ہے، جو خود مستقل قربت ہو، کسی دوسری قربت کے لئے محض بطورِ وسیلہ مقرر نہ ہوئی ہو۔ جیسے نماز....

(2) غیر مقصودہ:۔

وہ عبادت ہے، جو خود مستقل قربت نہ ہو، بلکہ کسی دوسری قربت کے لئے محض بطورِ وسیلہ مقرر ہوئی ہو۔ جیسے مسجد میں داخل ہونا....

پھر ان میں سے ہر قسم میں سے بعض میں طہارت یعنی وضو وغسل یا فقط وضو یا فقط غسل، شرط ہے اور بعض میں اس کی شرط نہیں۔ اس طرح عبادات کی چار قسمیں ہوگئیں۔

Marfat.com

(i) مقصودہ مشروطہ۔ (ii) مقصودہ غیر مشروطہ۔

(iii) غیر مقصودہ مشروطہ۔ (iv) غیر مقصودہ غیر مشروطہ۔

اوران کی تعریفات درج ذیل ہوں گی۔

(1) مقصودہ مشروطہ:۔

وہ عبادت ہے جو مستقل قربت ہو، کسی دوسری عبادت کے لئے وسیلہ نہ ہو اوراس میں طہارت شرط قراردی گئی ہو۔ جیسے نماز ونمازِ جنازہ وسجدۂ تلاوت وسجدہ شکر کہ سب مقصود بالذات ہیں اوران سب کے لئے وضو وغسل دونوں ضروری ہیں۔

اس کے علاوہ زبانی، بغیر چھوئے قرآن پاک پڑھنا کہ اس کے لئے فقط غسل شرط ہے، باوضو ہونا ضروری نہیں۔

(2) مقصودہ غیر مشروطہ:۔

وہ عبادت ہے جو مستقل قربت ہو، کسی دوسری عبادت کے لئے وسیلہ نہ ہو اوراس میں طہارت شرط قرارنہ دی گئی ہو۔ چاہے وضو وغسل دونوں ضروری نہ ہوں، جیسے اسلام لانا، سلام کرنا، سلام کا جواب دینا.. یا..فقط باوضو ہونا ضروری نہ ہو، جیسے بغیر چھوئے قرآن پاک پڑھنا۔

اس مثال سے ظاہر ہوا کہ بغیر چھوئے قرآن پڑھنا، بے غسل شخص کے اعتبار سے قسم اول میں شامل ہے اور بے وضو انسان کے لحاظ سے قسم ثانی میں۔

(3) غیر مقصودہ مشروطہ:۔

وہ عبادت ہے جو مستقل قربت نہ ہو، کسی دوسری عبادت کے لئے وسیلہ ہو

Marfat.com

اور اس میں طہارت شرط قرار دی گئی ہو۔ چاہے وضو و غسل دونوں شرط ہوں، جیسے قرآن پاک کا چھونا.. یا.. صرف غسل شرط ہو، وضو ضروری نہ ہو، جیسے مسجد میں داخل ہونا کہ اس کے لئے غسل لازم ہے، وضو ضروری نہیں۔

(4) غیر مقصودہ غیر مشروطہ:۔

وہ عبادت ہے جو مستقل قربت نہ ہو، کسی دوسری عبادت کے لئے وسیلہ ہو اور اس میں طہارت شرط قرار نہ دی گئی ہو۔ جیسے اذان و اقامت کہنا۔ کہ جنب و بے وضو دونوں دے سکتے ہیں، اگرچہ جنب کی اقامت زیادہ مکروہ ہے۔ اور مسجد میں جانا کہ بے وضو جائز ہے۔

اس سے ظاہر ہوا کہ دخول مسجد، جنب کے لحاظ سے قسم سوم میں داخل ہے اور بے وضو شخص کے اعتبار سے قسم چہارم میں شامل۔''

نوٹ:۔

پانی نہ ہونے کی صورت میں چاروں قسموں کے لئے تیمم جائز ہے۔ لیکن نماز صرف اس تیمم سے ہو سکے گی کہ جو یا تو مطلقاً طہارت کی نیت سے کیا گیا ہو.. یا.. بے وضو یا بے غسلے پن کو دور کرنے کی نیت سے.. اور یا.. خاص قسم اول کی نیت سے۔'' (ماخوذ از فتاوی رضویہ (جدید)۔ جلد۳۔ صفحہ۵۵۶)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''تبلیغ دین کی غرض سے سفر پر جانے کی صورت میں، بھیجنے والوں سے سواری اور راستے کا خرچ طلب کیا جا سکتا ہے۔''

Marfat.com

امام اہلِ سنت، اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں،

''جو بغیر سواری نہ جاسکے، اس کا سواری مانگنا کچھ جرم نہیں، یونہی خرچ راہ بھی لے سکتا ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۵۔ صفحہ ۱۱۶)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''بعض صورتوں میں فرشتے انسانوں سے اور بعض میں انسان فرشتوں سے افضل واعلیٰ ہوتے ہیں۔''

اس میں تفصیل یہ ہے کہ

''انسانوں میں سے رسل، فرشتوں کے رسولوں سے اعلیٰ ہیں۔ اور فرشتوں کے رسول ہمارے اولیاء کرام سے افضل ہیں۔ ہمارے اولیاء، عام فرشتوں یعنی غیر رسل سے اعلیٰ ہیں، جب کہ عام ملائکہ ہمارے فساق وفجار سے افضل ہیں۔''

عام مؤمنین میں سے جس میں صفتِ ملکوتی غالب ہوئی، وہ کروڑوں ملائکہ سے افضل ہوگا۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (قدیم)۔ جلد ۹۔ صفحہ ۲۷)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''میدان محشر کا میزان، تولنے کے اعتبار سے دنیاوی ترازو کا عکس ہوگا۔''

یعنی دنیاوی ترازو میں وزن دار پلڑا نیچے جھک جاتا ہے، جب کہ ہلکا اوپر کی جانب اٹھتا ہے۔ لیکن بروزِ قیامت جس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی، اس کا نیکیوں کا پلڑا اوپر کی جانب اٹھے گا، جب کہ کم ہونے کی صورت میں نیچے کی جانب جائے گا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،

''اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالۡعَمَلُ الصّٰلِحُ یَرۡفَعُهٗ ۔

یعنی اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے، وہ اسے بلند کرتا ہے۔''

(پ۲۲۔ فاطر۔۱۰)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''سید الکونین (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام اقدس سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا مستحب ہے، لیکن بعض مواقع میں ایسا نہ کیا جائے۔''

امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالی علیہ) انگوٹھے چومنے کے جواز کے بارے میں دریافت کئے گئے ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں،

''جائز بلکہ مستحب ہے، جب کہ کوئی ممانعتِ شرعی نہ ہو۔ مثلاً حالتِ خطبہ میں.. یا.. جس وقت قرآن مجید سن رہا ہو[۱] .. یا.. نماز پڑھ رہا ہو۔ ایسی حالتوں میں اجازت نہیں، باقی سب اوقات میں جائز، بلکہ مستحب ہے، جب کہ بنیتِ تعظیم ومحبت ہو۔'' (فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۵۔ صفحہ ۴۱۵)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''بیعت کے قابل پیر میں چار شرائط کا ہونا ضروری ہے۔''

بیعت ہونے سے قبل یہ اطمئنان کر لینا بے حد ضروری ہے کہ منتخب شخص چار شرائط کا حامل ہے یا نہیں۔ کیونکہ اگر ان میں سے ایک بھی شرط کم ہوئی تو اس سے

[۱]:۔ جیسا کہ عموماً ختم شریف پڑھتے وقت ''ما کان محمد ابا احد'' سن کر یہ فعل کیا جاتا ہے۔ (۱۲ منہ)

Marfat.com

بیعت جائز نہیں۔ وہ شرائط یہ ہیں۔

(1) اس کے عقائد بالکل درست ہوں یعنی ان ہی عقائد کا قائل ہو، جو اہل سنت و جماعت کی جانب منسوب کیے جاتے ہیں۔

(2) اس کے پاس فقہ کا اتنا علم ہونا چاہیئے کہ اپنی ضرورت کے تمام مسائل جانتا ہو، بلکہ اگر کوئی حاجتِ جدید پیش آئے، تو اس کا حکم خود کتاب سے نکال سکے۔

(3) اس کا سلسلہ، رحمتِ کونین (ﷺ) تک متصل ہو۔ یعنی سردارِ انبیاء (ﷺ) سے لے کر اس تک، سلسلے کے تمام بزرگوں کا ثبوت ہو، درمیان سے کوئی غائب نہ ہو۔

(4) اعلانیہ کسی گناہِ کبیرہ کا مرتکب اور صغیرہ گناہ پر اصرار کرنے والا نہ ہو۔ یعنی اعلانیہ طور پر کسی گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرتا نظر نہ آئے اور اگر اس سے صغیرہ سرزد ہو تو فوراً توبہ کی جانب مائل ہو جائے، ٹال مٹول سے کام لیتے ہوئے اس کا مزید ارتکاب نہ کرے، تو قابل بیعت رہے گا۔ (ماخوذ از فتاوٰی رضویہ (قدیم)۔ جلد ۹۔ صفحہ ۱۱۴)

خیال رہے کہ اگر کسی نے ایسے شخص سے بیعت کر لی کہ جو ان شرائط کا جامع نہ ہو، تو اس سے بیعت توڑ کر جامع شرائط رہنما کو تلاش کرنا چاہیئے۔[1]

---

[1] ۔مشورۃً عرض ہے کہ اس سلسلے میں امیرِ دعوتِ اسلامی، حضرت مولانا محمد الیاس قادری ضیائی مدظلہ العالی کا انتخاب سعادت مندی کی علامت قرار دیا جا سکتا ہے۔ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کرواتے ہیں۔ بلا مبالغہ آپ کا شمار پندرہویں صدی ہجری کی عظیم ترین شخصیات میں ہوتا ہے۔ ان کی کرامات کا ظہور دیکھنا مطلوب ہو، تو آپ سے وابستہ ان ہزار ہا نوجوانوں پر سرسری نگاہ ڈال لینا کافی ہے کہ جو آپ کی صحبتِ پاکیزہ کی برکت سے سراپا باعمل و باکردار بن کر، دوسروں کے لئے راہِ جنت آسان کرنے میں رات دن مصروفِ عمل ہیں۔ (۱۲ منہ)

Marfat.com

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''مذکورہ شرائط کے حامل پیر کی بیعت کے لئے بالغ شخص کو والدین اور زوجہ کو شوہر کی اجازت ضروری نہیں، نیز بذریعہ قاصد و خط بھی بیعت ہوا جا سکتا ہے۔''

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) فرماتے ہیں،

جو پیر سنی صحیح العقیدہ عالم غیر فاسق ہو اور اس کا سلسلہ آخر تک متصل ہو، اس کے ہاتھ پر بیعت کے لئے والدین، خواہ شوہر کسی کی اجازت کی حاجت نہیں۔''

مزید فرمایا،

''بذریعہ خط بیعت ہو سکتی ہے۔''

اور فرمایا،

''بذریعہ قاصد مرید ہو سکتا ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ (قدیم)۔ جلد ۹۔ صفحہ ۱۶۵۔ ۱۶۶)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''استنجاء کے لئے ٹشو پیپر کا استعمال مکروہ اور سنتِ نصاریٰ ہے۔''

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) لکھتے ہیں،

''کاغذ سے استنجاء سنتِ نصاریٰ اور شرعاً منع ہے، جب کہ قابل کتابت یا قیمتی ہو۔ اور ایسا نہ بھی ہو، تو بلا ضرورت، عیسائیوں کی سنت سے بچنا ضروری ہے۔

ردالمحتار میں ہے،

Marfat.com

''کرہ تحریمابشیء محترم یدخل فیه الورق قیل انه ورق الکتابة وقیل ورق الشجرة وایهما کان فانه مکروہ ورق الکتابة له احترام لکونه الة لکتابة العلم ولذاعلله فی تاترخانیة بان تعظیمه من ادب الدین واذا کانت العلة کونه آلة للکتابة یوخذ منها عدم الکراهة فیمالایصلح لها اذا کان قالعاللنجاسة غیرمتقوم کما قدمنامن جوازہ بالخرق البوالی۔یعنی کسی قابل احترام شے کے ساتھ استنجاء کرنا مکروہ تحریمی ہے اوراس میں ورق بھی داخل ہے۔کہا گیا ہے کہ اس سے لکھنے کا کاغذ مراد ہے اور کسی نے کہا کہ درخت کا پتا ہے۔ان میں سے جو بھی مکروہ ہے۔کتابت کا کاغذ اس لئے قابل عزت ہے کہ وہ کتابتِ علم کا آلہ ہے۔اسی لئے تتارخانیہ میں اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ اس کی علت آدابِ دین سے ہے اور جب اس کی علت یہ ہو کہ وہ آلہ کتابت ہے،تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگر کاغذ تحریر کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اور نجاست کو زائل کرنے والا ہو اور قیمتی بھی نہ ہو،تو اس کے استعمال میں کوئی کراہت نہیں،جیسا کہ اس سے پہلے ہم نے پرانے کپڑے کے ٹکڑوں سے استنجاء کا جواز بیان کیا ہے۔'' (فصل الاستنجاء)

ہاں اگر استنجاء کے لئے دوسری کوئی چیز میسر نہ آسکے،تو اس سے بھی طہارت ہو جائے گی۔'' (فتاویٰ رضویہ (جدید)۔جلد۴۔صفحہ۶۰۳)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''اگر کوئی شخص زوجہ سے قربت کر کے بغیر نہائے سویا اور آنکھ کھلنے پر فجر کا وقت تنگ پایا،تو تیمّم کر کے نماز پڑھے،صرف ستر دھو کر نماز پڑھ لینا حرام

Marfat.com

ہے، پھر نہا کر طلوعِ آفتاب (یعنی سورج نکلنے کے ۲۰ منٹ) کے بعد اس کو دوبارہ لوٹائے۔''

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) سے دریافت کیا گیا،

''ایک شخص اپنی زوجہ سے صحبت کر کے سو گیا، اب اس کی آنکھ ایسے وقت کھلی جب کہ وقتِ نمازِ فجر بہت تنگ ہو گیا کہ اگر غسل کرے، تو نماز قضا ہو جائے گی، ایسی صورت میں صرف ستر (یعنی ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک کا حصہ) دھو کر نماز پڑھ لینا جائز ہے یا نہیں؟... اگر بلا غسل نماز جائز نہیں، تو کس وجہ سے، جب کہ زوجہ سے صحبت کرنا حلال ہے؟...

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا،

''جب کہ وقت تنگ ہو، تو نجاست دھو کر تیمم کر کے نماز پڑھ لے، پھر نہا کر بعد طلوع آفتاب، اس کا اعادہ کرے۔ اور زوجہ سے صحبت جائز ہونے سے غسل معاف ہونے کا حکم نہیں ہو سکتا۔ یہاں تین صورتیں ہیں۔

(1) اگر ایسا وقت تنگ تھا کہ صحبت کے بعد غسل کا وقت ہی نہ ملے گا، تو ایسی صورت میں تو جماع کرنا ہی حرام تھا کہ جان بوجھ کر نماز فوت کرنا لازم آتا ہے۔ اور عورت کا ''زوجہ ہونے'' سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ ہر وقت صحبت جائز ہو جائے۔ مثلاً نماز واعتکاف میں، حالتِ روزہ واحرام میں اور حیض ونفاس وغیرہ میں، ایسی بہت سی صورتیں ہیں کہ منکوحہ سے صحبت حرام ہے۔

(2) اور اگر ایسا وقت تھا کہ غسل ونماز کے لئے کافی تھا، مگر صبح ہو چکی تھی یا

Marfat.com

ہونے کے قریب تھی اور یہ ظن غالب تھا کہ اب سو کر آنکھ نہ کھلے گی، تو صحبت جائز تھی، لیکن سونا حرام۔

(3) اور اگر سونے کے لئے بھی وقت وسیع تھا اور اتفاقاً آنکھ ایسے تنگ وقت کھلی، تو صحبت اور سونا دونوں حلال اور گناہ معاف۔''

(فتاویٰ رضویہ (جدید) تغیر ما۔ جلد۳۔ صفحہ ۳۰۷)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''نجومیوں کو ہاتھ دکھا کر تقدیر کا اچھا یا برا دریافت کرنا کبھی جائز، کبھی گناہ کبیرہ، کبھی مکروہ وحماقت اور کبھی کفر ہے۔''

اس میں تفصیل یہ ہے کہ

☆ اگر ان کو ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا برا معلوم کرنا بطورِ اعتقاد ہو یعنی یہ جو بتائیں گے، حق ہوگا، تو کفر خالص ہے۔ اسی کو حدیث میں فرمایا،

''فَقَدْ کَفَرَ بِمَانُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ۔ یعنی بے شک اس نے اس کا انکار کیا کہ جو محمد (ﷺ) پر نازل کیا گیا۔''

(ترمذی۔ کتاب الطہارت۔ باب ماجاء فی کراھیۃ اتیان الحائض)

☆ اور اگر بطورِ اعتقاد نہ ہو، بلکہ فقط میل ورغبت کی بناء پر ہو، تو گناہِ کبیرہ ہے۔ اسی کو حدیث میں فرمایا گیا،

''لَمْ یَقْبَلِ اللّٰہُ لَہٗ صَلٰوۃَ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحاً۔ یعنی اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ فرمائے گا۔'' (ترمذی۔ کتاب الاشربہ)

Marfat.com

☆ اور اگر اس دریافت کرنے سے مقصود، اس کے ساتھ مذاق واستہزاء ہے، تو ایک بےکار کام، مکروہ اور حماقت ہے۔

☆ ہاں اگر اسے عاجز کرنا مقصود ہو، تو حرج نہیں۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۲۱۔ صفحہ ۱۵۵)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''ضحوۂ کبریٰ (یعنی زوال کا وقت) نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ صبح اور مغرب کے وقت کو جمع کر کے ان کا نصف کرلیں، پھر اس میں چھ گھنٹے جمع کردیں، یہی زوال کا وقت ہے۔''

مثلاً صبح کا وقت ۵ بج کر ۱۵ منٹ (5:15) اور غروبِ آفتاب کا وقت چھ بج کر ۱۵ منٹ (6:15) ہے۔ دونوں کو جمع کیا، تو ساڑھے گیارہ (11.30) ہوا۔ نصف کرنے پر پونے چھ (5.45) آیا۔ اس میں چھ جمع کئے، تو زوال کا وقت پونے بارہ (11.45) حاصل ہوا۔

اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں،

''جس دن کا ضحوۂ کبریٰ نکالنا منظور ہو، اس دن کے وقتِ صبح ووقتِ غروب کو جمع کر کے تنصیف کریں اور اس پر چھ گھنٹے بڑھالیں، یہ وقت ضحوۂ کبریٰ ہوگا۔'' (فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۵۔ صفحہ ۳۱۴)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''اگر اولادِ رسول (ﷺ) میں سے کسی کا ایمان سلامت ہے، تو اعمال

Marfat.com

چاہے کیسے ہی ہوں، اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت اس کے کسی گناہ پر کوئی مؤاخذہ نہ فرمائے گا۔"

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) ارشاد فرماتے ہیں،

"سلامتِ ایمان کے ساتھ اعمال چاہے کیسے ہی ہوں، اللہ عزوجل کے کرم سے امید واثق یہ ہی ہے کہ جو اس کے علم میں سید ہیں، ان سے اصلاً کسی گناہ پر کوئی مؤاخذہ نہ فرمائے گا۔ حدیث میں ہے،

"اِنَّ فَاطِمَةَ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَحَرَّمَهَا اللّٰهُ وَ ذُرِّيَّتَهَا عَلَى النَّارِ۔ یعنی بے شک فاطمہ نے اپنی عصمت کی حفاظت فرمائی، پس اللہ عزوجل نے اسے اور اس کی اولاد کو دوزخ پر حرام فرما دیا ہے۔" (رواہ البزاز و الطبرانی فی الکبیر)

(فتاویٰ رضویہ (قدیم)۔ جلد ۹۔ صفحہ ۱۱۸)

تنبیہ خاص:۔

مخفی نہ رہے کہ قابلِ گرفت اعمال سے صرفِ نظر فقط اسی صورت میں ہے کہ جب دنیا سے حالتِ ایمان میں رخصتی نصیب ہوئی ہو، چنانچہ اگر خدانخواستہ زبان سے کوئی کلمۂ کفر سرزد ہو گیا اور توبہ کی توفیق حاصل نہ ہو سکی.. یا.. ارتکابِ کبیرہ پر اصرار جاری رہا، جس کے باعث ایمان سلب ہو گیا، تو ان صورتوں میں مذکورہ انعام خصوصی سے حصہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"جس مقام پر فرائض دینیہ کی ادائیگی ممکن نہ رہے، وہاں سے

Marfat.com

ہجرت واجب ہوجاتی ہے۔"

یعنی اگر کوئی مسلمان عاقل و بالغ ہو اور کسی جگہ، کسی بھی عذر کی بناء پر فرائض دینیہ کی ادائیگی سے مجبور ہوجائے، تو اسے اس جگہ سے کسی دوسری جگہ منتقل ہونا واجب ہوجاتا ہے۔ اگر مکان میں معذوری ہو، تو مکان بدلے، محلے میں ہو، تو محلہ اور بستی میں عذر ہو، تو دوسری بستی میں جائے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،

"اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ط قَالُوْٓا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا ط فَاُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ☆ وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں، اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔ ان سے فرشتے کہتے ہیں، تم کاہے میں تھے کہتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور تھے۔ کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے، تو ایسوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بہت بری جگہ پلٹنے کی۔ (ترجمہ کنزالایمان۔ پ۵۔ النساء ۹۷)

اس آیت کے تحت "تفسیر مدارک التنزیل" میں ہے،

"یہ آیتِ مبارکہ اس بات پر دلالت کرنے والی ہے کہ جب کوئی شخص کسی شہر میں اس طرح اقامتِ دین پر قادر و متمکن نہیں، جیسا کہ لازم ہے اور وہ محسوس کرتا ہے کہ دوسرے شہر میں اقامت پر قادر ہوجائے گا تو اس پر اس مقام کی طرف ہجرت

Marfat.com

کرنا لازم ہو جائے گا۔ اور حدیثِ پاک میں ہے کہ ''مَنْ فَرَّ بِدِیْنِهٖ مِنْ اَرْضٍ وَاِنْ کَانَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ اِسْتَوْجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةَ وَکَانَ رَفِیْقَ اَبِیْهِ اِبْرَاهِیْمَ وَنَبِیِّهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ یعنی جو شخص دین کی خاطر ایک جگہ سے دوسری جگہ سے بھاگا، خواہ وہ زمین کی ایک بالشت ہی کیوں نہ ہو، اس کے لئے جنت لازم ہو جاتی ہے اور وہ (جنت میں) اپنے جدِ امجد حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور اپنے نبی (ﷺ) کا پڑوسی ہوگا۔'' (جلد اول۔ صفحہ ۲۸۶)

ہاں اگر کوئی حقیقۃً مجبور ہے جیسے بچے اور عورتیں یا کوئی مرد کہ ہجرت کرنے پر کسی کی جانب سے ظلم شدید کا اندیشہ ہے، تو وہ مجبور ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،''

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا ☆ فَاُولٰٓئِکَ عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ ط وَکَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا۔ مگر وہ جو دبا لئے گئے مرد اور عورتیں اور بچے جنہیں نہ کوئی تدبیر بن پڑے اور نہ راستہ جانیں۔ تو قریب ہے اللہ تعالیٰ ایسوں کو معاف فرمائے اور اللہ معاف فرمانے والا ہے۔ (النساء ۹۸)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''امیر شریعت.. یا.. امیر اسلام، فقہائے کرام ہوتے ہیں.. یا.. خلیفہ۔''

اس کی وضاحت ''اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) کی تحقیقاتِ جمیلہ کی روشنی

Marfat.com

میں'' اس طرح ہے کہ امیر شریعت یا امیر اسلام کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) اختیاری۔ (۲) قہری۔

﴿1﴾ اختیاری:۔

اختیاری وہ ہوتا ہے، جو کسی پر اپنے احکام کو نافذ کرنے میں جبر وقہر کا اختیار نہیں رکھتا۔ اس کا کام فقط احکام شرع بتا دینا ہے، انہیں تسلیم کرنا، نہ کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے۔ یہ امیر شریعت، فقہائے اسلام ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے،

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۔ اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ (پ ۵۔ النساء۔ ۵۹)

اصح قول کے مطابق ''اولی الامر منکم'' یعنی حکومت والوں سے مراد فقہائے کرام (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) ہیں۔ جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان عظمت نشان ہے،

وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۔ اور جب ان کے پاس کوئی بات اطمئنان یا ڈر کی آتی ہے، (تو) اس کا چرچا کر بیٹھتے ہیں اور اگر اس میں رسول اور اپنے ذی اختیار لوگوں کی طرف رجوع لاتے، تو ضرور ان سے اس کی حقیقت جان لیتے، یہ جو بعد میں

Marfat.com

کاوش کرتے ہیں۔" (پ ۵۔ النساء۔ ۸۳)

اگر سلطان اسلام نہ ہو، تو لوگوں پر لازم ہے کہ اپنے امورِ دینیہ کے سلسلے میں ان علماء کی جانب رجوع کریں۔ کیونکہ بعض ایسے امور کہ جو والی اسلام یا قاضی کے سپرد ہوتے ہیں، ان میں بھی تا حدِ ممکن انہیں کے حکم سے تکمیل ہوتی ہے، جیسے عنین، نکح نافذ کرنا اور لڑکا لڑکی کو بالغ ہو جانے کے بعد حاصل ہونے والے اختیار کا معاملہ وغیرہ۔ ہاں انہیں حدود و تعزیر و قصاص کا اختیار نہیں ہوتا، ان کے نفاذ کا اختیار صرف حاکم اسلام کو ہے۔

حدیقہ ندیہ میں فتاویٰ عتابیہ کے حوالے سے ہے،

"**فاذاعسر جمعهم علی واحداستقل کل قطر با تباع علمائه فان کثروافالمتبع اعلمهم فان استووااقرع بینهم** ۔یعنی جب ایک پر اتفاق دشوار ہو، تو ہر علاقے کے لوگ اپنے عالم کی اتباع کرلیں۔ پس اگر علماء کثیر ہوں، تو سب سے بڑے عالم کا اتباع کیا جائے۔ اگر وہ علم میں برابر ہوں، تو ان کے درمیان قرعہ اندازی کرلی جائے۔" (النوع الثالث من انواع العلوم الثلاثۃ)

اس امیر شرعی کا انتخاب کسی کی رائے پر موقوف نہیں، بلکہ بانتخابِ الٰہی یہ خود ہی منتخب ہے۔ دیانت وفقاہت میں اس کا یکتا ہونا، خود ہی اسے متعین کر دے گا، یہاں تک کہ اگر لوگ اس کے غیر کو منتخب کریں، تو خطاء کریں گے۔ لوگوں پر اس کا اتباع لازم ہے۔

﴿2﴾ قہری:۔

Marfat.com

اس کے ذمہ وہ کام ہوتے ہیں کہ بغیر جبر وقہر وتسلط کے ان کا انجام پانا مشکل ہے۔ جیسے حدود وتعزیرات وقصاص اور عشر وخراج وصول کرنا وغیرہ۔ اس کا انتخاب دو صورتوں پر موقوف ہوتا ہے۔

(1) اہل حل وعقد (یعنی معاملات کو سلجھانے، سمیٹنے کی صلاحیت رکھنے والے) کسی جامع شرائط کو منتخب کریں۔ جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا انتخاب۔

(2) جس کا مذکورہ طریقے سے انتخاب ہو چکا ہو، وہ کسی دوسرے کے لئے وصیت کرے۔ جیسے حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لئے وصیت کرنا۔

اسی کے ہاتھ پر بیعت کی جاتی ہے اور بلا وجہ شرعی اس کا انکار ممنوع ہوتا ہے۔ اگر اسے تمام ممالک اسلامیہ پر مقرر کیا جائے، تو ''خلیفہ وامیر المؤمنین'' کہلاتا ہے۔ اس کے لئے سات شرطیں ہیں۔

(1) مسلمان ہونا۔ (2) آزاد ہونا۔ (3) مرد ہونا۔

(4) صاحب عقل ہونا۔ (5) بالغ ہونا۔

(6) قدرت رکھنے والا ہونا۔ (7) قریشی ہونا۔

علامہ امام قاسم حنفی تلمیذ امام ابن الہمام (قدس سرہما) لکھتے ہیں،

اما عندنا فالشروط انواع بعضها لازم لا تنعقد بدونه وهی الاسلام والذكورة والحرية والعقل والبلوغ واصل الشجاعة وان يكون قرشيا۔ بہر حال ہمارے نزدیک خلافت کی شرائط چند قسم کی ہیں۔ ان میں

Marfat.com

سے بعض ایسی لازم ہیں کہ جن بغیر خلافت منعقد نہیں سکتی۔اور وہ ''اسلام، مرد ہونا، آزادی، عقل، بلوغ، اصل شجاعت اور اس کا قریشی ہونا'' ہیں۔'' (تعلیقات مسایرۃ۔شروط الامام) (ملخص از فتاویٰ رضویہ (جدید)۔جلد ۱۴۔صفحہ ۱۶۸)

✡ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''موزے پہنے ہوں، تو وضو کے لئے پاؤں دھونے کی ضرورت نہیں، فقط ان پر مسح کافی ہے۔''

لیکن اس کے لئے چند شرائط ہیں۔

(1) موزے چمڑے کے ہوں.. یا..صرف تلا چمڑے کا ہو اور باقی کسی موٹی چیز کے ہوں۔جیسے ریگزین وغیرھا۔

(2) موزے ایسے ہوں کہ جن کو پہن کر ایڑھی نہ کھلی رہے۔ٹخنوں تک ہونا ضروری نہیں، اگر ان سے ایک انگل کم ہوں، تب بھی مسح درست ہے۔

(3) موزہ پاؤں سے چمٹا ہوا ہو کہ اس کو پہن کر خوب آسانی سے چل پھر سکیں۔

(4) کم از کم پاؤں دھو کر موزے پہنے ہوں۔

(5) موزے، نہ حالت جنابت میں پہنے ہوں، نہ پہننے کے بعد جنابت طاری ہوئی ہو...اور....

(6) یہ مسح مدت کے اندر اندر کیا جائے۔

یاد رکھیں کہ ''مسح کی مدت مقیم یعنی غیر مسافر کے لئے ایک دن اور ایک

Marfat.com

رات... اور... مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں ہیں۔"....

نیز مدت اس وقت سے شمار ہوگی کہ جب موزے پہننے کے بعد پہلی مرتبہ وضوتوڑنے والی کوئی چیز پائی گئی ہو۔ مثلاً صبح کے وقت موزہ پہنا اور ظہر کے وقت پہلی مرتبہ وضوٹوٹا، تو مقیم دوسرے دن کی ظہر تک اور مسافر چوتھے دن کی ظہر تک مسح کرسکتا ہے۔

(7) کوئی بھی موزہ پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹا ہوا نہ ہو یعنی چلنے میں تین انگل بدن ظاہر نہ ہوتا ہو۔ اگر تین انگل پھٹا ہو، لیکن بدن تین انگل سے کم دکھائی دیتا ہے، تب بھی مسح جائز ہے۔ اور اگر دونوں موزے تین تین انگل سے کم پھٹے ہوں اور مجموعہ تین انگل یا زیادہ ہے، تو بھی مسح ہوسکتا ہے۔ سلائی کھل جائے، تب بھی یہی حکم ہے کہ ہر ایک میں تین انگل سے کم ہے، تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔

موزوں پر مسح کا طریقہ یہ ہے کہ سیدھے ہاتھ کی تین تر انگلیاں، سیدھے پیر کی پشت کے سرے پر اور الٹے ہاتھ کی تین تر انگلیاں، الٹے پیر کی پشت کے سرے پر رکھ کر پنڈلی کی جانب، کم از کم تین انگلیوں کی مقدار کھینچ لی جائیں اور سنت یہ ہے کہ پنڈلی تک کھینچی جائیں۔ (فتاویٰ عالمگیری۔ فصل فی المسح علی الخفین)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"اونی یا سوتی موزوں پر مسح جائز نہیں۔"

یاد رکھیں کہ اونی یا سوتی موزوں پر مسح درست ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں۔

(i) موزے مُجلَّد ہوں یعنی ایسے کہ ان پر ٹخنوں تک چمڑا مونڈھ دیا گیا ہو... یا..

Marfat.com

(ii) **مُنَعَّل** ہوں یعنی ایسے کہ ان کے نیچے تلا چمڑے کا لگا ہوا ہو۔۔ یا۔۔

(iii) **ثَخِیْن** ہوں۔ یعنی اتنے موٹے و دبیز کہ صرف ان کو پہن کر مسافت طے کریں، تو پھٹ نہ جائیں اور اپنے موٹے پن کی بناء پر پنڈلی پر بغیر باندھے رکے رہیں، ڈھلک نہ آئیں اور اگر ان پر پانی پڑے، تو اسے روک لینے کی صلاحیت رکھتے ہوں، وہ پانی فوراً پاؤں کی جانب سرائیت نہ کر جائے، ہاں اگر کچھ دیر ٹھہرے رہنے کے بعد اندر گیا یا ہاتھ سے رگڑنے یا ملنے کی صورت میں اندر پہنچا، تو حرج نہیں۔

جو بھی موزے ان تین اوصاف سے خالی ہوں، ان پر مسح بالاتفاق ناجائز ہے۔ ہاں اگر ان پر چمڑا چڑھالیں۔۔ یا۔۔ چمڑے کا تلا لگالیا جائے، تو بالاتفاق اور اگر موٹے بنائے جائیں، تو امام ابو یوسف ومحمد (قدس سرہما) کے نزدیک مسح جائز ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے۔

غنیۃ المستملی میں ہے،

''المسح علی الجوارب لایجوز عند ابی حنیفة الاان یکونامجلد ین ای استوعب الجلد مایستر القدم الی الکعب اومنعلین ای جعل الجلدعلی مایلی الارض منهما خاصة کالنعل للرجل وقالایجوز اذاکاناثخینین لایشفان فان الجورب اذا کان بحیث لایجاوزالماء منه الی القدم فهو فی منزلة الادیم والصرف فی جذب الماء الی نفسه الابعد لبث اودلک بخلاف الرقیق فانه یجذب الماء وینفذه الی الرجل فی الحال وعلیه ای علی قول ابی یوسف

Marfat.com

ومحمد الفتوی ۔یعنی امام اعظم (قدس سرہ) کے نزدیک جرابوں پر مسح جائز نہیں، مگر یہ کہ چمڑے کی ہوں یعنی اس تمام جگہ کو گھیر لیں، جو قدم کو ٹخنوں تک ڈھانپتی ہے، یا منعل ہوں یعنی جرابوں کا جو حصہ زمین سے ملتا ہے، صرف وہ چمڑے کا ہو، جیسے پاؤں کی جوتی ہوتی ہے اور صاحبین (یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد) نے فرمایا اگر جرابیں ایسی موٹی ہوں کہ نہ کھلتی ہوں، تو مسح جائز ہے، کیونکہ اگر جراب اس طرح کی ہو کہ پانی قدم تک تجاوز نہ کرے، تو وہ جذب کرنے کے حق میں چمڑے اور چمڑا چڑھائے ہوئے موزے کی مثل ہے، مگر کچھ دیر ٹھہرنے یا رگڑنے سے پانی جذب کرے، تو کوئی حرج نہیں، بخلاف پتلی جراب کے کہ وہ پانی کو جذب کر کے فوراً پاؤں تک پہنچاتی ہے اور امام ابو یوسف و محمد (قدس سرھما) کے قول پر فتویٰ ہے۔'' (فصل فی المسح علی الخفین)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''اگر چمڑے یا ریگزین کے موزوں میں پنڈلی کی جانب زپ لگی ہو.. یا.. بٹن لگے ہوں، تو ان پر مسح جائز ہے۔''

ردالمحتار میں ہے،

''یجوز علی الجاروب المشقوق علی ظهر القدم وله ازرار یشدها علیه تسده لانه کغیر المشقوق ۔یعنی ایسے موزے پر مسح جائز ہے، جو قدم کے اوپر سے کھلا ہوا ہو اور اسے بٹن لگا کر بند کیا گیا ہو، اس لئے کہ وہ بند موزے کی ہی مثل ہے۔'' (باب المسح علی الخفین)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

Marfat.com

''مؤذن کے موجود ہونے اور اس پر گراں گزرنے کی صورت میں، کسی دوسرے کا اقامت کہنا، ناجائز نہیں، ہاں خلافِ اولیٰ ضرور ہے، اس سلسلے میں عذرِ شرعی کے بغیر امام کو بھی اختیار نہیں کہ کسی دوسرے کو تکبیر کے لئے کہے۔''

سیدی اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں،

''(کسی دوسرے کا اقامت کہنا) ناجائز نہیں، ہاں خلافِ اولیٰ ہے، اگر مؤذن حاضر ہو اور اسے گراں گزرے، ورنہ اتنا بھی نہیں۔''

(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۵۔ صفحہ ۳۶۶)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں،

''اگر مؤذن موجود ہے، تو اس کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا تکبیر نہ کہے اور امام کے لئے بھی مناسب نہیں کہ شرعی عذر کے بغیر، کسی دوسرے کو تکبیر کے لئے کہے۔ شرعی عذر مثلاً اس کی اقامت لحن پر مشتمل ہے۔ اجازتِ مؤذن کے بغیر اقامت مناسب نہیں کہ شائد وہ اسے ناپسند کرتا ہو۔'' (فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۵۔ صفحہ ۳۱۸)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''اہلِ کتاب یعنی عیسائیوں یا یہودیوں کی عورتوں سے نکاح کرنا اور ان لوگوں کا ذبیحہ کھانا جائز ہے، لیکن اس سے بچنا اور احتیاط اختیار کرنا بہتر ہے۔''

Marfat.com

ان کے نکاح اور ذبیحہ کے جواز پر دلیل، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عالیشان ہے،

اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ ط وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ ۔یعنی آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہوئیں اور کتابیوں کا کھانا (یعنی ان کا ذبیحہ) تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے اور پارسا عورتیں مسلمان اور پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی۔" (پ ۶۔المائدۃ۔۵)

فقہ حنفی کی معتبر ترین کتاب "فتح القدیر" میں ہے،

یجوز تزوج الکتابیات والاولیٰ ان لایفعل ولایاکل ذبیحتھم الاللضرورۃ ۔یعنی کتابیات سے نکاح جائز ہے اور اولیٰ (یعنی زیادہ بہتر) یہ ہے کہ نہ کیا جائے اور نہ ہی ان کا ذبیحہ بلاضرورت کھایا جائے۔"

(کتاب النکاح۔فصل فی بیان المحرمات)

یقیناً ذہن میں سوال پیدا ہوگا کہ جب ان سے جوازِ نکاح کا ثبوت قرآنِ کریم سے حاصل ہو چکا، تو احتیاط کا حکم کس وجہ سے دیا جارہا ہے؟....

اس سوال کے جواب سے قبل ایک تمہید کا جاننا ضروری ہے اور وہ یہ کہ ان سے نکاح اور ان کے ذبیحہ کے حوالے سے علماءِ اسلام کے دو گروہ ہیں۔

ایک گروہ، مذکورہ دونوں چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے۔ان کی دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ "اہل کتاب سے نکاح وغیرہ اس وقت جائز تھا کہ جب یہ ارتکاب

Marfat.com

شرک نہ کرتے، لیکن چونکہ عیسائی، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو خدا یا خدا کا بیٹا۔۔اور۔۔ یہودی، حضرت عزیر (علیہ السلام) کے بارے میں یہی عقیدہ رکھنے کی بناء پر مشرک ہو چکے، تو اب ان سے نکاح وغیرہ حرام ہے۔ قرآن سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عقیدۂ فاسدہ کی بناء پر انہیں مشرک قرار دیا ہے۔ چنانچہ

فرمان باری تعالیٰ ہے،

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُنِ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ۔یعنی اور یہودی بولے، عزیر، اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ بولے، مسیح، اللہ کا بیٹا ہے۔''

اس کے آخر میں ارشاد فرمایا،

''**سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ** ۔اسے پاکی ہے ان کے شرک سے۔''

(پ۱۰۔توبہ۔۳۰۔۳۱)

اور مشرکین سے نکاح حرام ہے۔ چنانچہ سورۂ بقرہ میں ارشاد فرمایا،

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۔اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو، جب تک مسلمان نہ ہو جائیں۔'' (پ۲۔بقرہ۔۲۲۱)

فتح القدیر میں اس مذہب کو ان الفاظ میں ذکر کیا گیا،

''علماء کا فرمان ہے کہ ان کا ذبیحہ تب حلال ہوگا کہ وہ عیسیٰ (علیہ السلام) کو خدا نہ مانتے ہوں، لیکن اگر وہ انہیں خدا تسلیم کرتے ہوں، تو پھر حلال نہ ہوگا۔'' اور شیخ الاسلام کی مبسوط میں ہے کہ ''مسلمانوں پر لازم ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ اس صورت

Marfat.com

میں نہ کھائیں کہ جب وہ حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر (علیہ السلام) کو الہ مانتے ہوں اور ان صورتوں میں ان کی عورتوں سے نکاح بھی نہ کریں، اسی پر فتویٰ ہے۔"

(فتح القدیر بحوالہ المستصفی ۔کتاب النکاح ۔فصل فی بیان المحرمات)

جب کہ دوسرا گروہ ان سے نکاح کے جواز اور ان کے ذبیحے کے حلال ہونے کا قائل ہے، ان کی دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ،

"اہل کتاب اگر چہ شرک کے مرتکب ہیں، لیکن شرعی اعتبار سے انہیں مشرک نہیں کہا جاتا، بلکہ ان پر لفظِ مشرک کا اطلاق، لغوی اعتبار سے ہوتا ہے، بالکل اسی طرح کہ جیسے رحمتِ کونین (ﷺ) کی جانب سے ریاء کو شرکِ اصغر قرار دینے کی بناء پر، ریاکار کو لغوی اعتبار سے مشرک کہا جاسکتا ہے، نہ کہ شرعی اعتبار سے۔

شریعت کی اصلاح میں مشرک کا لفظ اس شخص پر بولا جاتا ہے کہ جو کسی نبی اور کتابِ آسمانی کی اتباع کے دعویٰ کے بغیر کسی غیر کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذات وصفات میں شریک کرے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب اور مشرکین کا ذکر علیحدہ علیحدہ فرمایا، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے،

لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ وَالْمُشْرِکِیْنَ مُنْفَکِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ الْبَیِّنَۃُ ۔یعنی کتابی کافر اور مشرک اپنا دین چھوڑنے کو نہ تھے، جب تک ان پر روشن دلیل نہ آئے۔" (پ۳۰ ۔البینۃ ۔۱)

کچھ آگے ارشاد ہوا،

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ وَالْمُشْرِکِیْنَ

Marfat.com

فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ ۔یعنی بے شک جتنے کافر ہیں، کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں۔" (پ ۳۰۔البینۃ ۔۶)

اگر یہ دونوں شرک میں برابر ہوتے، تو انہیں ایک ہی عنوان کے تحت جمع کیا جاتا۔

یہاں یہ وہم بھی پیدا نہ ہونے پائے کہ "شائد نزول قرآن کریم کے وقت اہل کتاب مبتلائے شرک نہ تھے، اس وجہ سے ذکر میں علیحدگی نظر آتی ہے۔"

کیونکہ آج کی مثل، نزول قرآن کے وقت بھی یہ لوگ اسی طرح شرک میں مبتلاء تھے، جیسا کہ انہیں تین خدا ماننے سے روکنے کے بارے میں خود قرآن کی گواہی موجود ہے، ارشاد ہوتا ہے،

وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَۃٌ ط اِنْتَھُوْا خَیْرًا لَّکُمْ ط اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَہٗ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ وَلَدٌ ۔یعنی اور تین نہ کہو باز رہو اپنے بھلے کو، اللہ تو ایک ہی خدا ہے، پاکی ہے اسے کہ اس کے لئے کوئی بچہ ہو۔ (پ ۶۔النساء۔۱۷۱)

اور حضرت عیسی (علیہ السلام) کو الٰہ ماننے والوں کو کافر قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ ۔یعنی بے شک کافر ہیں، وہ جو کہتے ہیں کہ اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے۔" (پ ۶۔المائدۃ۔۷۲)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا علم مبارک، ان کے ابتلائے شرک اور نظریاتِ فاسدہ کو محیط تھا، لیکن اس کے باوجود نہ صرف انہیں مشرکین سے جدا ذکر فرمایا، بلکہ ان کی عورتوں سے نکاح اور انکے ذبیحہ کو مسلمانوں کے لئے حلال قرار دے دیا۔لھذا ان

Marfat.com

سے نکاح جائز اور ان کا ذبیحہ حلال مانا جائے گا۔

حضرت علامہ مولانا کمال الملۃ والدین محمد بن الہمام (قدس سرہ) ''فتح القدیر'' میں ذکر کردہ تفصیل کو ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

''مطلق لفظ الشرک اذا ذکر فی لسان الشارع لاینصرف الی اهل الکتاب وان صح لغة فی طائفة بل طوائف واطلق لفظ الفعل اعنی یشرکون علی فعلهم کما ان من رأی بعمله من المسلمین فلم یعمل الالاجل زید یصح فی حقه انه مشرک لغة ولا یتبادر عند اطلاق الشارع لفظ المشرک ارادته لما عهدمن ارادته به من عبد مع الله غیره ممن لایدعی اتباع نبی وکتاب ولذلک عطفهم علیه فی قوله تعالیٰ ''لم یکن الذین کفروا من اهل الکتب والمشرکین منفکین ''ونص علی حلهم بقوله تعالیٰ'' والمحصنت من الذین اوتوا الکتب من قبلکم ای العفائف منهن الخ ۔یعنی جب لفظ مشرک مطلقاً ذکر کیا جائے، تو شرعی اصطلاح میں اہل کتاب کو شامل نہ ہوگا، اگر چہ لغت کے اعتبار سے اہل کتاب کے کسی گروہ، بلکہ کئی گروہوں پر اس کا اطلاق صحیح ہے۔اہل کتاب کے فعل پر صیغہ'' یشرکون'' کا اطلاق ایسے ہی ہے، جیسے کسی ریا کار مسلمان کے اس عمل پر، جس کو وہ (مثلاً) زید کی خوشنودی کے لئے کر رہا ہے۔تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ لغوی اعتبار سے مشرک ہے۔شرعی اصطلاح میں مطلقاً لفظِ مشرک کا استعمال صرف اس شخص کے لئے متبادر ہوتا ہے، جو کسی نبی اور کتاب کی اتباع کے دعوے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی غیر کو شریک کرے، اسی لئے اللہ تعالیٰ کے اس قول (یعنی)'' لم یکن الذین

Marfat.com

کفروا من اھل الکتب والمشرکین منفکین ''میں اہل کتاب پر مشرکین کا عطف کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول،''والمحصنت من الذین اوتوا الکتب من قبلکم ''میں کتابیہ عورتوں کے حلال ہونے کو صراحۃً بیان کیا گیا ہے۔یعنی اہل کتاب کی عفیفہ عورتیں حلال ہیں۔''(فتح القدیر۔کتاب النکاح۔فصل فی بیان المحرمات)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت (قدس سرہ) ارشاد فرماتے ہیں،

''محققین کے نزدیک راجح یہی ہے کہ یہود ونصاریٰ مطلقاً اہل کتاب ہیں،ان پر احکام مشرکین جاری نہ ہوں گے۔''(فتاویٰ رضویہ۔جلد ۱۴(جدید)۔صفحہ ۱۱۷)

اس تمہید کے بعد ماقبل ذکر کردہ سوال کا جواب یہ ہے کہ ان کے نکاح وذبیحہ کی حلت،حکم قرآنی کی بناء پر ہے اور ان سے مذکورہ امور میں احتیاط کا حکم،علماء کے اختلاف کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت (قدس سرہ) ارشاد فرماتے ہیں کہ''(اہل کتاب بدلائل مشرک نہیں)مگر پھر بھی جب کہ اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہے اور(ان سے نکاح وغیرہ حرام ہونے کے)قول پر فتویٰ بھی منقول ہو چکا،تو احتیاط اسی میں ہے کہ ان کی عورتوں اور ذبائح سے بچا جائے کہ اختلاف ائمہ کے مقام میں بے احتیاطی اختیار کرنا،محتاط آدمی کا کام نہیں۔

اگر حقیقت میں یہ لوگ،اللہ تعالیٰ کے نزدیک فقط اہل کتاب ہی ہوئے،تب بھی ان کی عورتوں سے نکاح اور ان کے ذبائح کھانے میں ہمارے لئے کوئی نفع نہیں،نہ ہی یہ امور شرعاً ہم پر لازم کئے گئے ہیں،نہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں اس کی

Marfat.com

ضرورت ہے۔

اور اگر دوسرے علماء کی تحقیق درست وحق ثابت ہوئی اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشرک ہی ہوئے، تو پھر ان سے نکاح زنائے محض ہوگا اور ذبیحہ مطلقاً حرام۔ تو عاقل کا یہ کام نہیں کہ ایسا فعل اختیار کرے کہ جس کی ایک جانب نامحمود ہو اور دوسری جانب حرام قطعی۔'' (فتاویٰ رضویہ۔ جلد ۱۴ (جدید)۔ صفحہ ۱۱۷)

اور صفحہ ''۳۲۸'' پر ارشاد فرمایا،

''ان کی عورتوں سے نکاح ہو جائے گا، اگرچہ ممنوع وگناہ ہے۔''

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''مقتدیوں کے لئے جمعہ کی دوسری اذان کا جواب دینا، جائز نہیں۔''

ردالمحتار میں ہے،

''**اجابة الاذان ح مکروہ**۔ یعنی اس وقت اذان کا جواب دینا مکروہ ہے۔'' (باب الجمعۃ)

درِمختار میں ہے،

''**اذا خرج الامام من الحجرۃ ان کان والا فقیامه للصعود فلا صلوۃ ولا کلام الی تمامها**۔ یعنی اور جب امام حجرہ سے نکلے، اگر حجرہ ہو، ورنہ امام کا منبر پر چڑھنے کے لئے کھڑا ہونا معتبر ہے۔ تو اس وقت سے ختم خطبہ تک، نہ کوئی نماز جائز ہے اور نہ کوئی کلام۔'' (باب الجمعۃ)

امام اہلِ سنت، اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں،

Marfat.com

''ہاں یہ جوابِ اذان یا دعا، اگر دل سے کریں، زبان سے بالکل تلفظ نہ ہو، تو کوئی حرج نہیں۔

اور امام یعنی خطیب تو زبان سے بھی اذان کا جواب دے.. یا.. دعا کرے، تو بلاشبہہ جائز ہے، کیونکہ صحیح بخاری میں یہ دونوں امور، رسول اللہ (ﷺ) سے ثابت ہیں۔'' (فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۵۔ صفحہ ۳۶۶)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''خلیفہ، سلطان سے اعلیٰ ہوتا ہے۔''

اس دعویٰ کی مکمل وضاحت کے لئے خلیفہ و سلطان کے مابین فرق جاننا بے حد ضروری ہے۔ چنانچہ قابل حفظ بات ہے کہ ان دونوں کے درمیان سات اعتبار سے فرق ہوتا ہے۔

(1) خلیفہ حکمرانی و جہان بانی میں سید الانبیاء (ﷺ) کا نائب اور تمام امت پر اختیار رکھنے والا ہوتا ہے۔

شرح عقائد نسفی میں ہے،

(خلافتهم) ای نیابتهم عن الرسول فی اقامة الدین بحیث یجب علی کافة الامم الاتباع ۔یعنی ان کی خلافت یعنی اقامتِ دین میں رسول اللہ (ﷺ) کی نیابت کا مقام یہ ہے کہ تمام امت پر اس کی پیروی اختیار کرنا واجب ہے۔'' (ص ۱۰۸)

روئے زمین میں کفار کی جانب سے اطاعت وتسلیم نہ ہونے کی صورت میں

Marfat.com

اس کی خلافت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یونہی اگر کوئی مسلمان اسے نہ مانے، تو خلافت پر فرق نہیں پڑتا، وہ مسلمان خود باغی کہلائے گا۔

اور شرعی اصطلاح میں **سلطان** وہ بادشاہ ہے، جس کا تسلطِ قہری، ملکوں پر ہو، چھوٹے چھوٹے والیان ملک اس کے زیر حکم ہوں۔ اس کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

(i) مُوَلّٰی:۔

یعنی جسے خلیفہ نے والی کیا ہو۔ یہ اتنے علاقے پر ولایت رکھے گا، جتنے پر خلیفہ اسے مقرر کرے۔

(ii) مُتَغَلِّب:۔

وہ شخص کہ جس نے تلوار کے زور پر ملک پر قبضہ کرلیا۔ اس کی ولایت فقط اپنے قبضہ شدہ علاقے پر ہوگی۔

ردالمحتار میں ہے،

قد یکون بالتغلب وھو الواقع فی سلاطین الزمان۔ یعنی کبھی تغلب سے امام ہوجاتا ہے، جیسے موجودہ دور کے سلاطین حضرات۔" (باب البغاۃ)

(2) تمام امت پر فرض ہے کہ غیر معصیتِ الٰہی میں خلیفہ کی مکمل طور پر اطاعت کریں۔ کیونکہ وہ نائب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔

جب کہ سلطان کی اطاعت فقط اس کے علاقے والوں پر لازم ہوگی۔

پھر اگر وہ **مُوَلّٰی** ہے، تو اس وجہ سے کہ اس کا حکم دراصل خلیفہ کا ہی حکم ہے اور خلیفہ کا حکم، گویا کہ سیدالانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہی امر ہے۔

Marfat.com

اور اگر مُتَغَلِّب ہے، تو اس کی اطاعت کی وجہ اس کا منصب نہیں کہ وہ شرعی
نہیں، بلکہ دفع فتنہ اور اپنے تحفظ کی غرض سے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی (قدس سرہ) لکھتے ہیں،

واما لو تغلب عبد بطریق الشوکة فان طاعته تجب اخماد
لفتنة مالم یامر بمعصیة ۔یعنی اور اگر کوئی غلام اپنی شوکت سے زبردستی ملک دبا
بیٹھے، تو فتنہ دبانے کے لئے اس کی اطاعت بھی واجب ہوگی، جب تک کسی گناہ کا حکم
نہ دے۔'' (فتح الباری۔باب السمع والطاعۃ للامام.....)

(3) خلیفہ نے جس مباح چیز کا بھی حکم دے دیا، حقیقۃً فرض ہوگیا کہ اس کی
طاعت فرض ہے اور جس سے منع کیا، وہ حقیقۃً حرام ہوگیا۔ یہاں تک کہ تنہائی وخلوت
میں بھی اس کا خلاف کرنا جائز نہیں۔

خلیفہ منصور نے ایک مرتبہ امام اعظم (قدس سرہ) کو فتویٰ دینے سے منع کر دیا
تھا۔ایک عورت نے گھر میں مسئلہ پوچھا، امام صاحب (قدس سرہ) نے فرمایا، ''میں
جواب نہیں دے سکتا، خلیفہ نے منع کیا ہے۔''

یہاں سے معلوم ہوا کہ مباح کام تو درکنار، خلیفہ کا حکم فرض کفایہ پر بھی
غالب ہے، جب کہ اس کے ادا کرنے والے دوسرے لوگ موجود ہوں کہ اب فرض
کفایہ کا ترک، گناہ نہیں، ورنہ اطاعت لازم نہ رہتی۔

اور سلطان متغلب، جس کی ولایت خلیفہ کی وجہ سے نہیں، اس کے امر و نہی
سے مباحات، واجب وحرام نہ ہوں گے۔اگر اسے اطلاع پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو، تو مباح
اپنی اباحت پر رہے گا۔علامہ شہاب الدین خفاجی (قدس سرہ) کے زمانے میں سلطان

Marfat.com

نے لوگوں کو حقہ پینے سے منع کیا، یہ پردہ ڈال کر پیا کرتے تھے۔

(4) خلیفہ، ایک وقت میں کل جہان میں ایک ہی ہو سکتا ہے۔ جب کہ سلطان دس ملکوں میں دس بھی ہو سکتے ہیں۔

(5) انعقادِ سلطنت میں ہر سلطان، اجازتِ خلیفہ کا محتاج ہے۔ جب کہ ایک سلطان دوسرے سلطان کو اذن سلطنت نہیں دے سکتا۔

(6) خلیفہ کو کوئی بڑے سے بڑا سلطان معزول نہیں کر سکتا۔ لیکن خلیفہ کسی بھی سلطان کو معزول کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔

(7) خلیفہ کے لئے آزاد ہونا شرط ہے۔ جب کہ سلطانی کے لئے اس کی شرط نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے غلام، سلطان ہوئے ہیں۔

معلوم ہوا کہ خلیفہ کا مرتبہ سلطان سے بہت زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلیفہ کے ساتھ کبھی سلطان نہیں کہا جاتا کہ اس میں اس کی شان گھٹانا لازم آتا ہے۔ چنانچہ آج تک سلطان ابوبکر، سلطان عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) وغیرہ نہیں سنا گیا۔

لیکن خوب خیال رہے کہ یہ تمام بحث کسی کو شرعی لحاظ سے خلیفہ کہنے کے بارے میں ہے۔ چنانچہ اگر کسی کو عرفاً خلیفہ کہہ دیا جائے، مثلاً سلطان وغیرہ کو، تو اس سے خلیفہ کی شرعی اصطلاح میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوگی۔ یہ بالکل اس طرح ہوگا کہ بشر میں انبیاء (علیھم السلام) کے سوا کسی اور کے معصوم نہ ہونے پر اہل سنت کا اجماع ہے، چنانچہ کسی دوسرے کو معصوم ماننے پر وہ اہل سنت سے خارج ہو جائے گا، لیکن عرفاً بچوں کو بھی معصوم کہہ دیا جاتا ہے اور اس سے خروج اہل سنت لازم نہیں آتا۔

(ملخص از فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۱۴۔ صفحہ ۱۸۴)

Marfat.com

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''حبیبِ کبریا (ﷺ) کا ذکرِ مبارک ''غریب، فقیر، مسکین، بیچارے اور یتیم'' جیسے حقیرانہ الفاظ کے ساتھ کرنا ناجائز وحرام اور باعظمت الفاظ کے ساتھ یاد کرنا واجب وضروری ہے۔''

ردالمحتار میں ہے،

یجب ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم باسماء معظمة فلایجوز ان یقال انه فقیر غریب مسکین ۔رسول اللہ (ﷺ) کا ذکرِ مبارک باعظمت الفاظ کے ساتھ کرنا واجب ہے۔آپ کو فقیر، غریب اور مسکین کہنا جائز نہیں۔'' (مسائل شتی)

شرح زرقانی میں ہے،

''**الیتیم من الیتم موت الاب قبل بلوغ الولداومن الانفراد کدرة یتیمة کما قیل فی قوله تعالیٰ الم یجدک یتیمااى واحدافی قریش عدیم النظیر انتھی ومذھب مالک لایجوز علیه ھذاالاسم** ۔یعنی لفظِ یتیم، یتم سے ہے یعنی بچے کے بالغ ہونے سے، پہلے باپ کا فوت ہونا.. یا..اس کا معنیٰ ''منفرد ویکتا ہونا'' ہے۔جیسے کہا جاتا ہے، درِ یتیم (یعنی یکتا موتی) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالیشان ''**الم یجدک یتیما** (کیا اس نے آپ کو یتیم نہ پایا)'' کے تحت مفسرین کرام نے فرمایا ''یعنی قریش میں آپ کی مثال نہیں ملتی، آپ یکتا ہیں۔انتھی ۔امام مالک کا (قدس سرہ) فتویٰ یہ ہے کہ اس نام (یعنی یتیم) کا اطلاق آپ کی ذات پر جائز نہیں۔''

Marfat.com

الشفاء بتعریف حقوق المصطفی میں ہے،

''افتی فقہاء الاندلس بقتل ابن حاتم المتفقۃ الطلیطلی وصلبہ بما شھد علیہ من استخفافہ بحق النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتسمیتہ ایاہ اثناء مناظرتہ بالیتیم وختن حیدروزعمہ ان زھدہ علی الصلوۃ والسلام لم یکن قصداولو قدرعلی الطیبات اکلھا۔ یعنی فقہاء اندلس نے ابن حاتم متفقۃ الطلیطلی کے قتل اور اسے پھانسی دینے کا حکم دیا تھا، کیونکہ اس کے خلاف یہ شہادت ملی تھی کہ اس نے دوران مناظرہ رسول اللہ (ﷺ) کے مقام اعلیٰ کی بے ادبی کرتے ہوئے آپ کو یتیم اور حیدر کا سسر کہا تھا۔ اور اس کا خیال تھا کہ آپ کا زہد اختیاری نہ تھا اور اگر آپ محبوب اشیاء کے استعمال پر قادر ہوتے ،تو ضرور انہیں تناول فرماتے۔'' (الباب الاول فی بیان ماھوفی قول (ﷺ)

اسی میں ہے،

''افتی ابوالحسن القابسی فی من قال فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الجمال یتیم ابی طالب بالقتل لظھور استھانتہ بذلک۔ یعنی امام ابوالحسن قابسی نے اس شخص کے قتل کا فتویٰ دیا کہ جس نے رسول اللہ (ﷺ) کو اونٹوں والا ابوطالب کا یتیم کہا، کیونکہ یہ آپ کے حق میں توہین ہے۔'' (ایضاً)

اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت (قدس سرہ) کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ اس قسم کے الفاظ کہنے والوں کی تین اقسام کی جائیں گی اور ہر قسم کا حکم جدا ہوگا۔ چنانچہ

Marfat.com

(1) اگران الفاظ کے کہنے والے کی اگلی پچھلی باتوں..یا..طرز ادا..یا..کسی اور علامت سے ظاہر ہو جائے کہ اس نے معاذ اللہ رسول اللہ (ﷺ) کی توہین وتنقیص کا ارادہ کیا ہے، تو یقیناً کافر ومرتد ہے۔

(2) اور اگر ایسا نہیں اور کہنے والا جاہل ہے، اس سے اس قسم کے الفاظ کا صدور کبھی کبھار ہی ہوا ہے اور اسے سمجھایا جائے، تو پھر انہیں بار بار استعمال بھی نہیں کرتے، تو اسے ہدایت ونصیحت کی جائے گی، ڈانٹ ڈپٹ کریں گے اور اگر حاکم اسلام موجود ہو، تو اس کے مناسب حال اسے کوئی نہ کوئی سزا بھی دے۔

(3) یونہی اگر ارادۂ توہین ظاہر نہ ہو، لیکن ان الفاظ کو ادا کرنے والا صاحبِ علم ہونے کا دعویٰ کرتا ہے..یا..ایسے کلمات ادا کرنے کا عادی ہے..یا..تنبیہ کرنے کے باوجود بھی ان پر اصرار کرتا ہے، تو مریض قلب، بددین، گمراہ، مستحق عذابِ شدید ہے۔ سلطان اسلام اسے قتل کرے گا اور زمین کو اس کی ہستی ناپاک سے پاک کرے گا۔ عام مسلمانوں کو اس کی صحبت سے بچنا لازم اور اسے امام وواعظ بنانا، اس کا وعظ سننا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا ممنوع وحرام ہوگا۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد۱۴۔ صفحہ ۶۲۶)

✡ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''حرام فعل کا تماشہ دیکھنا بھی حرام ہے۔''

مثلاً کسی مقام پر جانوروں کو لڑایا جا رہا ہے..یا..ماتم وسینہ کوبی ہو رہی ہو، تو چونکہ یہ افعال حرام ہیں، لھذا ان کا تماشہ دیکھنا بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان

Marfat.com

ہے،

''فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔ تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔'' (پ ۷۔ الانعام۔ ۶۸)

تفسیراتِ احمدیہ میں اسی آیتِ پاک کے تحت ہے،

''دخل فيه الكافر والمبتدع والفاسق والقعود مع كلهم ممتنع۔ یعنی اس آیت کے حکم میں ہر کافر و بدعتی و فاسق داخل ہے، ان میں سے کسی کے پاس بیٹھنے کی اجازت نہیں۔''

✡ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''حرام کام میں چندہ دینا بھی حرام ہے۔''

کیونکہ یہ حرام کام میں امداد و اعانت ہے اور ایسا تعاون من جانب اللہ ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے،

''وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔'' (پ ۶۔ المائدہ۔ ۲)

✡ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''مہاتما کا مطلب روحِ اعظم ہے اور روحِ اعظم، افضل الملائکہ یعنی حضرت جبرئیل (علیہ السلام) کا لقبِ خاص ہے، چنانچہ کسی کافر و مشرک کے لئے ایسے لفظ کا استعمال حرام ہے۔''

Marfat.com

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) سے کسی نے سوال کرتے ہوئے مہاتما گاندھی کا لفظ لکھا۔ آپ نے تنبیہہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا،

''سائل نے مہاتما لکھا، یہ حرام ہے۔ مہاتما: فی روح اعظم ہے کہ خاص لقب افضل الملائکہ علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام (ہے)۔''

(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۱۵۔ صفحہ ۱۰۱)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''جمعے کی دوسری اذان سید الانبیاء (ﷺ) اور حضرت ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے زمانے میں نہ تھی، اس کی ابتداء حضرت عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے زمانہ مُبارکہ سے ہوئی۔''

مجدد دین وملت، اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) لکھتے ہیں،

''زمانہ اقدس حضور سیدِ عالم (ﷺ) میں صرف ایک اذان ہوتی تھی۔ جب حضور (ﷺ) منبر پر تشریف فرما ہوتے، تو آپ کے رخ انور کی جانب، مسجد کے دروازے پر یہ اذان دی جاتی تھی۔ آپ کے زمانہ اقدس میں مسجدِ نبوی کے صرف تین دروازے تھے۔ ایک مشرق کی جانب، جو حجرہ مُبارکہ سے متصل تھا اور جس میں سے حضور (ﷺ) مسجد میں تشریف لاتے، اس کی سمت پر اب بابِ جبریل (علیہ السلام) ہے۔ دوسرا مغرب کی طرف، جس کی سمت پر اب باب الرحمۃ ہے۔ تیسرا شمال میں جو خاص منبر اطہر کے مقابل ہے۔ اسی دروازے پر اذان ہوتی تھی کہ منبر کے سامنے بھی ہوئی اور مسجد سے باہر بھی۔ زمانہ صدیق اکبر وعمر فاروق وابتدائے خلافتِ

Marfat.com

عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں یہی ایک اذان ہوتی رہی۔ لیکن جب لوگوں کی کثرت ہوئی اور حاضری مسجد میں کسل وسستی واقع ہونے لگی، تو حضرت عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایک اذان، خطبہ شروع ہونے سے پہلے، بازار میں دلوانی شروع کی۔''

(فتاویٰ رضویہ (جدید) تغیر ما۔ جلد ۵۔ صفحہ ۳۹۶)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''جمعے کی دوسری اذان مسجد میں دینا، بدعت ہے۔''

فتاویٰ رضویہ (جدید) میں ہے،

''مسجد کے اندر اذان کا ہونا، ائمہ کرام نے منع فرمایا۔ یہ مکروہ وخلافِ سنت ہے۔ یہ طریقہ نہ زمانہ اقدس سرکار (ﷺ) میں تھا، نہ زمانہ خلفائے راشدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) میں، نہ کسی صحابی کی خلافت میں۔ نہ تحقیق معلوم کہ یہ بدعت کب سے ایجاد ہوئی، نہ اس کا جاننا ہم پر لازم ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ہشام بن عبد الملک مروانی، بادشاہِ ظالم کی ایجاد ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ بہرحال جب زمانہ اقدس اور خلافتِ خلفاء راشدین میں نہ تھی اور ہمارے ائمہ نے صاف لکھ دیا کہ ''مسجد میں اذان نہ دی جائے، مسجد میں اذان مکروہ ہے۔'' تو ہمیں سنت اختیار کرنی چاہیئے اور بدعت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔''

(جلد ۵۔ صفحہ ۴۰۵)

ایک اور مقام پر ہے،

''رسول اللہ (ﷺ) اور خلفائے راشدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے مسجد کے اندر اذان کہلوانا، کبھی ایک بار بھی ثابت نہیں۔ جو لوگ اس کا دعویٰ کرتے ہیں، رسول

Marfat.com

اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور خلفائے راشدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) پر اس کا افتراء کرتے ہیں۔ ہشام سے بھی اس اذان کا مسجد کے اندر دلوانا ہرگز ثابت نہیں۔ البتہ پہلی اذان کے بارے میں بعض علماء نے لکھا ہے کہ "اسے ہشام مسجد کی طرف منتقل کرلایا"۔ لیکن اس کے بھی یہ معنی نہیں کہ مسجد کے اندر اذان دلوائی، بلکہ حضرت عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ پہلی اذان بازار میں دلواتے تھے، ہشام نے مسجد کے منارہ پر دلوائی۔

رہی یہ دوسری اذان خطبہ، اس کی نسبت واضح طور پر موجود ہے کہ ہشام نے اس میں کوئی تغیر نہ کیا، اسی حالت میں باقی رکھی، جیسی زمانہ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) وخلافت میں تھی۔ امام محمد بن عبد الباقی زرقانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)، شرح مواہب شریف میں فرماتے ہیں،

"فلما كان عثمن امر بالاذان قبله على الزوراء ثم نقله هشام الى المسجداى امر بفعله فيه وجعل الاخر الذى بعد جلوس الخطيب على المنبربين يديه بمعنى انه ابقاه بالمكان الذى يفعل فيه فلم يغيره بخلاف ماكان بالزوراء فحوله الى المسجدعلى المنار ۔یعنی جب حضرت عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خلیفہ ہوئے، تو آپ نے اذان خطبہ سے قبل ایک اذان، بازار کے ایک مکان کی چھت پر دلوائی۔ پھر اس اذان کو ہشام مسجد کی طرف منتقل کرلایا یعنی اس کے مسجد میں ہونے کا حکم دیا اور دوسری کہ خطیب کے منبر پر بیٹھنے کے وقت ہوتی ہے، وہ خطیب کے مواجھہ میں کی یعنی جہاں ہوا کرتی تھی، وہیں باقی رکھی۔ اس اذان ثانی میں ہشام نے کوئی تبدیلی نہ کی، بخلاف بازار والی اذان اول کے کہ اسے مسجد کی طرف منارہ پر لے آیا"۔ (المقصد التاسع فی صلوٰتہ (صلی اللہ علیہ وسلم))

Marfat.com

ہاں وہ جمہور مالکیہ کہ اذان ثانی کو امام کے مقابل کہنے کو بدعت کہتے ہیں اوراس کا بھی منارہ پر ہی ہونا سنت بتاتے ہیں۔ان میں سے بعض کے کلام میں واقع ہوا کہ

''سب سے پہلے امام کے سامنے اذان، ہشام نے کہلوائی۔رسول اللہ (ﷺ)اور خلفائے راشدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے زمانے میں یہ اذان بھی محاذاتِ امام میں نہ ہوتی تھی، منارہ پر ہی تھی۔''

لیکن اس کلام سے بھی فقط اتنا ہی ثابت ہوا کہ اذان کے سامنے ہوا کرتی تھی، یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ مسجد میں ہی ہوا کرتی تھی؟.... چنانچہ بے چارے ہشام سے بھی ہرگز اس کا ثبوت نہیں کہ اس نے اذان خطبہ، مسجد کے اندر، منبر کے برابر کہلوائی جیسی کہ اب کہی جانے لگی ہے۔اس کا کچھ پتا نہیں کہ کس نے یہ ایجاد نکالی۔

اور اگر ہشام سے ثبوت ہوتا بھی، تو کیا اس کے قول وفعل کو حجت قرار دیا جاسکتا ہے؟...وہ ایک مروانی ظالم بادشاہ ہے، جس نے رسول اللہ (ﷺ) کے بیٹے، امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پوتے، امام زین العابدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے صاحبزادے، امام باقر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بھائی یعنی سیدنا امام زید بن علی بن حسین بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو شہید کروایا، پھر سولی دلوائی۔اور پھر اس پر یہ ظلم شدید کہ نعشِ مبارک کو دفن نہ ہونے دیا، برسوں سولی ہی پر رہی ۔جب ہشام مر گیا، تب نعش مبارک دفن ہوئی۔ان برسوں میں بدن مبارک کے کپڑے گل گئے تھے، قریب تھا کہ بے ستری ہو، اللہ عزوجل نے مکڑی کو حکم فرمایا، چنانچہ اس نے ان کے

Marfat.com

بدن پر ایسا جالا' تان دیا کہ بجائے تہبند کے ہوگیا۔ رسول اللہ (ﷺ) کو بعض صالحین نے خواب میں دیکھا کہ امام مظلوم زید شہید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی سولی سے پشتِ اقدس لگائے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں، ''میرے بیٹوں کے ساتھ یہ کچھ کیا جاتا ہے۔''.....رسول اللہ (ﷺ) اور خلفائے راشدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے مقابلے میں ایسے ظالم کی سنت پیش کرنا اور پھر امام اعظم وغیرہ ائمہ پر اس کی تہمت دھرنا کہ ان اماموں نے رسول اللہ (ﷺ) اور خلفائے راشدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی سنت کو چھوڑ کر ظالم بادشاہ کی سنت قبول کر لی، کیسا صریح ظلم اور ائمہ کرام کی شان میں کیسی بڑی گستاخی ہے؟.....'' (جلد ۵۔۴۰۹)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''ماں باپ اگر چہ گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہوں، جائز باتوں میں ان کی اطاعت فرض ہے، ہاں اگر ناجائز کام کا حکم دیں، تو اطاعت نہ کی جائے گی۔''

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) لکھتے ہیں،

''اطاعتِ والدین، جائز باتوں میں فرض ہے، اگر چہ وہ خود مرتکبِ کبیرہ ہوں۔ ان کے کبیرہ کا وبال ان پر ہے، مگر اس کے سبب یہ شخص، امورِ جائزہ میں اطاعت سے باہر نہیں ہوسکتا، ہاں اگر وہ کسی ناجائز بات کا حکم کریں، تو اس میں ان کی اطاعت جائز نہیں۔ حدیث میں ہے،

''**لَاطَاعَةَ لِاَحَدٍفِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰہِ تَعَالٰی**۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی

Marfat.com

میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل۔ حدیث الحکم بن عمرو الغفاری)

(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۲۱۔ صفحہ ۱۵۷)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''ماں باپ اگر گناہوں میں مشغول ہوں، تو انہیں نرمی سے سمجھایا جائے، سختی کرنا جائز نہیں اور اگر وہ جواب میں کہیں کہ ضرور ایسا کریں گے، تو بعض صورتوں میں گناہِ کبیرہ اور بعض میں کفر ہے۔''

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) لکھتے ہیں،

''ماں باپ اگر گناہ کرتے ہوں، تو نرمی و ادب کے ساتھ گزارش کرے۔ اگر مان لیں، تو بہتر، ورنہ سختی نہیں کرسکتا، بلکہ غائبانہ طور پر ان کے لئے دعا گو رہے۔ اور گناہ سے روکنے پر ان کی جانب سے یہ جاہلانہ جواب دینا کہ ''یہ تو ضرور کریں گے.. یا.. توبہ سے انکار کرنا'' دوسرا کبیرہ گناہ ہے۔ اسے مطلقاً کفر قرار نہیں دے سکتے، جب تک کہ کسی قطعی طور پر حرام شے کو حلال جاننے.. یا.. کسی حکم شرع کی توہین کرنے کے طور پر نہ ہو۔ لیکن اس صورت میں بھی جائز باتوں میں ان کی اطاعت منع نہ کی جائے گی۔ ہاں اگر ان کا یہ انکار بروجہِ کفر ہو مثلاً کسی حکم شرع کی توہین کرنے کے طور پر، تو وہ مرتد ہو جائیں گے اور مرتد کے لئے مسلمان پر کوئی حق نہیں۔''

(فتاویٰ رضویہ (جدید) بتغیر ما۔ جلد ۲۱۔ صفحہ ۱۵۷)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''اذان کے بعد اور اقامت سے قبل صلوۃ وسلام پڑھنا جائز ہے۔''

Marfat.com

امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے دریافت کیا گیا کہ

''کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ بعد اذان کے اور جماعت سے ذرا قبل ''الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ، الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ'' پڑھنا باآوازِ بلند، چاہیئے یا نہیں؟...ایک شخص کہتا ہے کہ صلوۃ وسلام کہنے سے اذان کی حیثیت گھٹتی ہے، کوئی ضرورت نہیں ہے، جواب سے مشرف فرمایا جائے۔''

آپ نے جواباً فرمایا،

''پڑھنا چاہیئے اور صلوۃ وسلام سے اذان کی حیثیت بڑھتی ہے کہ وہ دوسروں کو خبر دینے کے لئے ہے اور یہ اس میں ترقی کا باعث ہے۔''

(فتاوی رضویہ (جدید)۔جلد۵۔صفحہ۴۲۱)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''خواب کبھی اللہ تعالیٰ، کبھی فرشتے، کبھی حدیثِ نفس اور کبھی شیطان کی جانب سے ہوتا ہے۔''

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) ان خوابوں کی علامات ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں،

''اللہ تعالیٰ کی جانب سے القاء شدہ خواب بالکل صاف، واضح اور احتیاجِ تعبیر سے بری ہوتا ہے۔

فرشتے کی جانب سے القائے خواب سے گزشتہ وموجودہ وآئندہ غیب ظاہر

Marfat.com

ہوتے ہیں۔ یہ خواب اکثر قریب یا بعید تاویل کے پردے میں ہوتے ہیں، لھذا محتاج تعبیر ہوتے ہیں۔

شیطان کی جانب سے خواب، اکثر وحشتناک ہوتا ہے۔شیطان، آدمی کو ڈراتا یا اس سے کھیلتا ہے۔اس کے بارے میں ارشاد ہوا کہ کسی کے سامنے ذکر نہ کرو کہ تمہیں ضرر نہ دے گا۔ایسا خواب نظر آئے، تو بائیں جانب تین بار تھوک دے اور اعوذ باللہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھے۔

اور حدیثِ نفس کہ دن میں جو خیالات قلب پر غالب رہتے ہیں، جب نسان سوتا ہے، تو ان ہی خیالات کی شکلیں سامنے آتی ہیں۔ یہ خواب مہمل و بے معنی ہوتے ہیں۔'' (فتاویٰ رضویہ (قدیم)۔جلد۹۔صفحہ۱۱۹۔بتغیر ما)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''دورانِ اذان کسی کی جانب سے پہلے اذان ہوچکنے کی اطلاع پر کبھی فوراً رک جانے اور کبھی نہ رکنے کا حکم ہے۔''

اس میں تفصیل یہ ہے کہ

(1) اگر مسجد، مسجدِ محلہ ہے، جہاں کے لئے امام و جماعت متعین ہے اور جماعتِ اولیٰ ہوچکی ہے اور اب بعد میں کچھ لوگ جماعت کے لئے آئے اور ان کو اذان کی اطلاع نہ تھی، اذان شروع کردی، پھر اطلاع ہوئی، تو فوراً رک جائے۔ کیونکہ مسجدِ محلہ میں دوسری جماعت کے لئے دوبارہ اذان دینا ممنوع ہے۔

(2) اور اگر مسجد عام ہے مثلاً بازار و سرائے و اسٹیشن وغیرہ کی مساجد، تو ہرگز

Marfat.com

نہیں رکنا چاہیئے، بلکہ حکم ہے کہ اذان پوری کرے کہ اس صورت میں دوبارہ اذان مسنون ہے، جبکہ روکنا جہالت۔

(3) اور اگر مسجدِ محلہ یا مسجدِ عام ہے اور جماعتِ اولیٰ ابھی تک نہ ہوئی، تو اب اختیار ہے۔ چاہے رک جائے اور چاہے پوری کرے۔ لیکن پورا کرنا افضل ہے۔ وجہ یہ کہ اس صورت میں نہ کوئی ممانعت ہے اور نہ ہی دوبارہ اذان کا کوئی حکم۔ چنانچہ اب اختیار دیا جائے گا۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۵۔ صفحہ ۳۹۶)

✿ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"کفار کے میلوں میں جانا، اگرچہ تجارت کی نیت سے ہو، ناجائز اور بسا اوقات، سببِ کفر ہے۔"

اس میں تفصیل یہ ہے کہ

"کفار کے میلے دو طرح کے ہوتے ہیں۔

(i) مذہبی۔ (ii) لہو ولعب یعنی کھیل کود کے۔

اگر ان کا مذہبی میلہ ہے کہ جس میں وہ اپنا کفر و شرک ظاہر کریں گے، تو اس میں شرکت حرام و گناہِ کبیرہ ہے، لیکن کفر نہیں۔ ہاں اگر شریک ہونے والا ان کے کسی فعل کفر کو دیکھ کر پسند کرے.. یا.. ہلکا و معمولی سمجھے، تو کافر ہے۔ اس صورت میں یہ اسلام سے اور اس کی عورت، نکاح سے خارج ہو جائے گی۔ کفریات کو تماشہ بنانا بڑی گمراہی ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے،

Marfat.com

''من کثر سواد قوم فھو منھم ومن رضی عمل قوم کان شریک من عمل بہ۔ یعنی جو کسی قوم کی تعداد بڑھائے، وہ انہیں میں سے ہے اور جو کسی قوم کا کوئی کام پسند کرے، وہ اس کام کرنے والوں کا شریک ہے۔'' (نصب الرایۃ الاحادیث الھدایۃ بحوالہ ابی یعلی۔ کتاب الجنایات)

اور اگر کھیل کود کا میلہ ہے، جب بھی یقیناً منکرات وقبائح سے خالی نہیں ہو سکتا اور برے کاموں کو تماشہ بنانا جائز نہیں۔

ردالمحتار میں ہے،

''کرہ کل لھو والاطلاق شامل لنفس الفعل واستماعہ۔ یعنی ہر کھیل مکروہ ہے اور (حدیث میں) اس کو مطلقاً یعنی بغیر کسی قید کے ذکر کرنا، اس کے کرنے اور سننے دونوں کو شامل ہے۔'' (کتاب الحظر والاباحۃ)

حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار میں ہے،

''یظھر من ذلک حرمۃ التفرج علیھم لان الفرجۃ علی المحرم حرام۔ یعنی اس سے (کھیل تماشوں) پر خوشی منانے کی حرمت واضح ہوتی ہے، کیونکہ کسی حرام کام پر خوشی منانا بھی حرام ہے۔'' (خطبۃ الکتاب)

یعنی شعبدہ باز، بازیگر کے افعال حرام ہیں اور ان کا تماشہ دیکھنا بھی حرام ہے کہ حرام کو تماشا بنانا بھی حرام ہے۔ خصوصاً اگر کافروں کی کسی شیطانی خرافات کو اچھا جانا، تو آفت شدید ہے اور اس وقت بھی تجدید اسلام وتجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔''

اور اگر کوئی ان میں تجارت کے لئے جائے، تو اگر مذہبی میلہ ہے، تو

Marfat.com

جانا ناجائز و ممنوع ہے کہ اب وہ ان کی عبادت کا مقام ہے اور عبادت گاہِ کفار میں جانا ممنوع۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

''**یکرہ للمسلم الدخول فی البیعۃ والکنیسۃ وانمایکرہ من حیث انہ مجمع الشیاطین** ۔یعنی یہودیوں کی عبادت گاہ اور عیسائیوں کے چرچ میں کسی مسلمان کا داخل ہونا مکروہ ہے، اس لئے کہ وہ شیاطین کے جمع ہونے کی جگہیں ہیں۔'' (کتاب الکراہیۃ)

مندرجہ بالاعبارت میں مکروہ سے مراد ''مکروہ تحریمی'' ہے۔کیونکہ مطلقاً مکروہ سے مکروہِ تحریمی ہی مراد ہوتا ہے۔جیسا کہ

بحرالرائق میں ہے،

''**والظاھر انھا تحریمیۃ لانھا المرادۃ عند اطلاقھم** ۔یعنی ظاہر یہ ہے کہ کراہت سے کراہتِ تحریمی مراد ہے، کیونکہ جب بغیر کسی قید کے ذکر کیا جائے ،تو وہی مراد ہوتی ہے۔''

(ردالمحتار بحوالہ البحرالرائق۔کتاب الصلوۃ۔مطلب تکرہ الصلوۃ فی الکنیسۃ)

اور اگر کھیل کود کا میلہ ہے۔تو تجارت کے جواز کی صورت یہ ہوگی کہ خود کھیل کود میں مشغول نہ ہو، نہ اسے دیکھے اور نہ وہ چیزیں بیچے، جو ان کے لہو ولعب ممنوع کی ہوں۔پھر بھی جانا مناسب نہیں کہ ان کا مجمع ہر وقت لعنت نازل ہونے کا مقام ہے، چنانچہ اس سے دور رہنے میں ہی عافیت وسلامتی ہے۔

ردالمحتار میں ہے،

Marfat.com

''ھم محل نزول اللعنۃ فی کل وقت ولاشک انہ یکرہ السکون فی جمیع یکون کذلک بل وان یمرفی امکنتھم الاان یھرول ویسرع ۔یعنی مقاماتِ کفار ہروقت محل لعنت ہیں اوراس میں کوئی شک نہیں کہ جوبھی مقامات اس طرح کے ہوں،ان میں ٹھہرنا مکروہ ہے، بلکہ (حکم یہ ہے کہ)ان کے مقامات کے قریب سے گزرنا ہو،تو تیزی کے ساتھ اور دوڑ کر گزرے۔''

(ایضاً)

اور اگر ایسا شخص خود شریک ہو..یا.تماشا دیکھے..یا..ان کے ممنوعہ کھیل کود کی اشیاء فروخت کرے،تو خود ہی گناہ و ناجائز ہے۔

درمختار میں ہے،

''ان ماقامت المعصیۃ بعینہ یکرہ بیعہ تحریما والا تنزیھا ۔یعنی بے شک وہ چیزیں کہ جن کے ساتھ بعینہ گناہ قائم ہو،تواس کا بیچنا مکروہ تحریمی ہے۔لیکن اگر ایسا نہ ہو،تو پھر کراہتِ تنزیہی ہے۔'' (کتاب الحظر والاباحۃ)

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (جدید)۔جلد ۲۱۔صفحہ ۱۵۷)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''حالتِ حیض میں عورت سے نفع اٹھانا جائز ہے۔''

لیکن اس کا کلیہ یہ ہے کہ

''حالتِ حیض ونفاس میں عورت کے زیرِ ناف سے گھٹنوں تک حصہ بدن سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں۔یہاں تک کہ اتنے حصے پر شہوت کے ساتھ نظر ڈالنا بھی جائز نہیں۔نیز اتنے حصے کو بلاشہوت چھونا بھی ممنوع ہے۔ہاں اگر اتنے حصے پر

Marfat.com

کوئی اتنا موٹا کپڑا ہو کہ بدن کی گرمی بالکل محسوس نہ ہو، تو اب اس سے نفع اٹھانے میں حرج نہیں۔

اس حصہ بدن کے علاوہ اوپر نیچے کے کل بدن سے ہر قسم کا نفع حاصل کرنا جائز ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد۴۔ صفحہ ۳۵۲)

✿ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''حالتِ حیض میں عورت کے ہاتھ کی پکی ہوئی روٹی وغیرہ میں کسی قسم کا حرج نہیں۔''

اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا اور اسے ساتھ بٹھا کر کھلانا دونوں افعال جائز ہیں۔ ان باتوں سے بچنا یہود و مجوس کا طریقہ ہے۔

ترمذی شریف میں ہے،

''وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُدْنِيْ رَأْسَهُ الْكَرِيْمَ لِاُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ الصِّدِّيْقَةِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَهِيَ فِيْ بَيْتِهَا وَهُوَ ﷺ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ لِتَغْسِلَهُ فَتَقُوْلُ اَنَا حَائِضٌ فَيَقُوْلُ حَيْضَتُكِ لَيْسَتْ فِيْ يَدِكِ ۔ یعنی رسول اللہ (ﷺ) اپنا سر مبارک دھلوانے کے لئے ام المومنین سیدہ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے قریب کر دیا کرتے تھے۔ اس وقت آپ گھر میں اور رسول اللہ (ﷺ) مسجد میں معتکف ہوتے تھے۔ ام المومنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) عرض کرتیں، ''میں حائضہ ہوں۔'' آپ فرماتے، ''حیض تمہارے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔''

✿ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

Marfat.com

''کسی کی شکل یا وجود کو منحوس سمجھنا.. یا.. کالی بلی راستہ کاٹ جائے، تو اسے اپنے کسی کام کے بگڑ جانے کا سبب سمجھنا، تعلیماتِ اسلامی کے خلاف اور ہندوؤں کا طریقہ ہے۔''

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) سے پوچھا گیا کہ

''ایک شخص جاہل و بدعقیدہ ہے، سود خور اور نماز و روزہ وغیرہ کو بیگار سمجھتا ہے۔ اس شخص کے بارے میں مسلمانوں اور ہندوؤں میں یہ بات مشہور ہوگئی ہے کہ اگر صبح اس شخص کی منحوس صورت دیکھ لی جائے.. یا.. کام پر جاتے ہوئے یہ سامنے آجائے، تو ضرور کوئی نہ کوئی دقت و پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔ لوگوں کو ان کے خیال کے مطابق برابر تجربہ ہوتا رہتا ہے۔ یہ لوگ اس امر کا خیال رکھتے ہیں کہ اگر کہیں جاتے ہوئے اس سے سامنا ہو جائے، تو اپنے مکان کو واپس آجاتے ہیں اور پھر کسی سے پوچھ کر کہ وہ سامنے تو نہیں، جاتے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ عقیدہ اور طرز عمل کیسا ہے، اس میں کوئی شرعی قباحت تو نہیں؟....''

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا،

''شرع مطہر میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ (اگر ان کے خیال کے مطابق نتیجہ نکلے بھی تو دراصل) انہیں لوگوں کا وہم سامنے آتا ہے۔ شریعت میں حکم ہے،

''اِذَا تَطَیَّرْتُمْ فَامْضُوْا۔ جب کوئی شگون بد، گمان میں آئے، تو اس پر عمل نہ کرو۔''

یہ طریقہ محض ہندوانہ ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسی جگہ، ''اَللّٰھُمَّ لَا طَیْرَ

Marfat.com

اِلَّا طَيْرُكَ وَلَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ۔ (یعنی اے اللہ! کوئی بدشگونی نہیں مگر.....اور کوئی بھلائی نہیں، لیکن تیری بھلائی اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں) پڑھ لیں اور اپنے رب پر بھروسہ کر کے کام پر چلے جائیں، ہرگز نہ رکیں، نہ واپس آئیں۔"

(فتاویٰ رضویہ (قدیم)۔ جلد ۹۔ صفحہ ۱۲۹)

✡ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"قرآن پاک کی موجودہ تیس سپاروں میں تقسیم کسی نامعلوم شخص کا کارنامہ ہے، نیز ہر سپارے کے کلام کو اتنی ہی مقدار میں رکھنا ضروری نہیں۔"

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) سے پوچھا گیا کہ

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حضرت عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے جمع شدہ قرآن مجید کی تقسیم تیس پارہ پر ہے۔ کوئی سپارہ سورت سے شروع ہوا، کوئی رکوع سے اور کوئی درمیان رکوع سے۔ کوئی پارہ چھوٹا ہے تو کوئی بڑا۔ اس کے واسطے کوئی قاعدہ کلیہ ہے یا نہیں..یا.. بلا رعایتِ قاعدہ کلیہ یونہی مقرر کر دی گئی ہے۔ الحمد کو پارہ اول سے جدا رکھا اور ربما سے ایک آیت چھوڑ دی اور شروع سورت سے اس کا سر۔ جس کی رعایت کی گئی، حضور ہی بیان فرما سکتے ہیں۔"

آپ نے جواباً فرمایا،

"پاروں پر تقسیم امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے نہ کی، نہ کسی صحابی نے، نہ کسی تابعی نے۔ معلوم نہیں اس کی ابتداء کس نے کی۔..... یہ بہت

Marfat.com

حادث (یعنی نو پید) ہے۔ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص نے اس کی ابتداء کی، اس نے اپنے پاس موجود مصحف شریف کو مساوی تعداد میں اوراق کے اعتبار سے تیس حصوں میں تقسیم کر لیا اور یہ تقسیم مذکورہ مواقع پر آکر واقع ہوئی اور یہ ان بلاد میں رائج ہوگئی۔سب جگہ اس پر اتفاق بھی نہیں، بلکہ شام وغیرہ کی تقسیم اس سے کچھ مختلف ہے۔بہر حال یہ کچھ ضروری بات نہیں، نہ اس کے ماننے میں کچھ حرج۔" واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ (قدیم)۔جلد۹۔صفحہ ۱۵۵)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"نامحرم عورت کا اپنے پیر کا تبرک پینا، تلذذِ شہوانی کی نیت سے ہو، تو حرام، ورنہ جائز ہے۔"

درمختار میں ہے،

"یکرہ سورھا للرجل کعکسہ لاستلذاذ ۔یعنی عورت کا جوٹھا مرد کے لئے اور اس کا برعکس، حصول لذت کے لئے مکروہ ہے۔" (فصل فی البئر)

ردالمحتار میں ہے،

"یفھم منہ انہ حیث لااستلذاذ لاکراھۃ ۔یعنی "حصول لذت کے لئے" سے سمجھ میں آیا کہ جس جگہ حصول لذت کا ارادہ نہ ہو، وہاں کراہت نہیں۔" (فصل فی البئر)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"دھوپ سے گرم شدہ پانی کے استعمال سے برص کا اندیشہ ہے۔"

Marfat.com

مروی ہے کہ ایک مرتبہ سیدہ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے دھوپ کے ذریعے پانی گرم کیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا، ''لَا تَفْعَلِیْ یَا حُمَیْرَاءُ فَاِنَّهٗ یُوْرِثُ الْبَرَصَ ۔یعنی اے حمیراء! ایسا نہ کرو، کیونکہ یہ برص کو پیدا کرتا ہے۔'' (سنن دارقطنی ۔باب لماء السخن)

نیز حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے موقوفاً روایت ہے کہ ''لَا تَغْسِلُوْا بِمَاءِ الشَّمْسِ فَاِنَّهٗ یُوْرِثُ الْبَرَصَ ۔یعنی تم دھوپ کے پانی سے مت دھوؤ، کیونکہ یہ برص پیدا کرتا ہے۔'' (ایضاً)

لیکن اس کے لئے چند شرائط ہیں۔

(1) جس جگہ پانی گرم کیا، وہ گرم ملک ہو۔

(2) موسم بھی گرم ہو۔

(3) جس برتن میں گرم کیا گیا، وہ سونے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کا ہو۔ مثلاً پیتل، تانبہ یا لوہا وغیرھا۔

(4) گرم شدہ پانی جسم تک پہنچا ہو۔

(5) بغیر ٹھنڈا کئے استعمال کیا گیا ہو۔''

احناف کے نزدیک ایسا پانی استعمال کرنا ''مکروہِ تنزیہی'' ہے۔ یعنی اس کا استعمال کرنا گناہ تو نہیں، لیکن شریعت کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (جدید)۔جلد ۲۔صفحہ ۴۶۶)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

Marfat.com

''دلہن کے پاؤں کا دھوون باعثِ برکت ہے۔''

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) ارشاد فرماتے ہیں کہ

''دلہن کو بیاہ کر لائیں، تو مستحب ہے کہ اس کے پاؤں دھو کر مکان کے چاروں گوشوں میں چھڑکیں، اس سے برکت ہوتی ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔جلد۲۔صفحہ ۵۹۵)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''مذہبِ اسلام میں بیماری اڑ کر لگنے کا کوئی تصور نہیں۔''

☆ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا، ''**لاعدویٰ**۔یعنی کوئی بیماری اڑ کر نہیں لگتی۔''

(بخاری۔کتاب الطب۔باب الجزام)

☆ نیز حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا، ''**لاعدویٰ**۔یعنی کوئی بیماری اڑ کر نہیں لگتی۔'' تو ایک اعرابی کھڑے ہو گئے اور عرض کی، ''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ اونٹ، ہرنوں کی مثل ریت میں لیٹتے ہیں۔ پھر ان سے ایک خارشی اونٹ آملتا ہے، تو سب کو خارش لگ جاتی ہے؟'' ... یہ سن کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دریافت فرمایا، ''**فمن اعدی الاول** ۔پھر پہلے کو بیماری کس نے لگائی تھی؟'' ...(بخاری۔کتاب الطب۔باب لاعدویٰ)

جدید تحقیقات کی روشنی میں کئی امراض متعدی ہیں، یعنی ان کے جراثیم اڑ کر

Marfat.com

دوسروں تک پہنچ کر انہیں بھی اسی مرض میں مبتلاء کر دیتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ایسی بیماریوں کے عام ہونے کے وقت ڈاکٹر حضرات مریضوں سے دور رہنے کا مشورہ دیتے نظر آتے ہیں۔کیا ایسی صورت میں حدیثِ پاک کو حق جانتے ہوئے، مریض سے دور رہنے کی تدبیر اختیار کرنا، شرعی لحاظ سے درست ہے؟...

اس کے جواب سے قبل عرض ہے کہ لوگوں کی کیفیات مختلف ہوتی ہیں۔بعض لوگوں کا ذاتِ باری تعالیٰ پر توکل وبھروسہ بہت زیادہ ہوتا ہے، جب کہ بعض اس معاملے میں ضعیف وکمزور ہوتے ہیں۔

چنانچہ جن کا توکل کامل ہے، انہیں اس میں احتیاط کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ انہیں یقین کامل حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی بیماری نہیں لگ سکتی، لھذا ان کے دین میں فساد کا احتمال نہیں۔یہی وجہ ہے کہ رحمتِ کونین (ﷺ) نے ایک کوڑھی کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔جیسا کہ

مروی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ایک جزامی کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور فرمایا، ''**كُلْ مَعِيَ بِبِسْمِ اللهِ ثِقَةً بِاللهِ وَتَوَكُّلاً عَلَى اللهِ**۔یعنی میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھا، اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور اس پر بھروسہ رکھتے ہوئے۔''

(ترمذی۔کتاب الاطعمۃ)

اور جن کی نظر ظاہری اسباب پر رہتی ہو اور انہیں اللہ تعالیٰ پر کامل توکل حاصل نہ ہو، تو ان کے لئے تو بچنا ہی مناسب ہے۔لیکن اس خیال سے نہیں کہ بیماری اڑ کر لگتی ہے، بلکہ اس بات کے پیشِ نظر کہ ہوسکتا ہے کہ قضائے الٰہی کے تحت وہی

Marfat.com

بیماری انہیں بھی لگ جائے اور شیطان کے وسوسہ ڈالنے کی بناء پر یہ یقین کرلیں کہ ایسا فلاں فعل کی وجہ سے ہوا ہے، اگر ہم احتیاط کرتے، تو ایسا نہ ہوتا۔ کیونکہ اس کے باعث دین کے نقصان کا اندیشہ ہے۔

اسی قسم کے ضعیف الاعتقاد لوگوں کے لئے بطورِ تعلیم رحمتِ کونین (ﷺ) کا یہ فرمان عالیشان ہے کہ

''فِرَّمِنَ الْمَجْزُوْمِ كَمَا تَفِرُّمِنَ الاَسَدِ۔ کوڑھی سے اسی طرح دور بھاگ، جیسے شیر سے بھاگتا ہے۔'' (بخاری۔ کتاب الطب)

نیز ارشاد فرمایا،

''لَا تُوْرِدُوا الْمُمْرِضَ عَلَى الْمُصِحِّ۔ یعنی بیمار اونٹوں کو تندرست اونٹوں کے پاس نہ لے جاؤ۔'' (ایضاً)

اعلیٰ حضرت (رحمہ اللہ تعالیٰ) ارشاد فرماتے ہیں،

''فی الواقع ضعیف الاعتقاد لوگ، جنہیں خدائے تعالیٰ پر سچا توکل نہ ہو اور وہمی خیالات رکھتے ہوں، انہیں جذامی کے ساتھ کھانے پینے سے بچنا چاہیئے، نہ اس خیال سے کہ اس کے ساتھ کھانے کی تاثیر سے دوسرا شخص بیمار ہو جاتا ہے کہ یہ خیال محض غلط ہے، تقدیر الٰہی میں جو لکھا ہے، ضرور ہوگا اور جو نہیں لکھا، وہ ہرگز نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے،

''لَنْ يُّصِيْبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ ہمیں ہرگز نہ پہنچے گی وہ بات، جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے

Marfat.com

لکھ دی، وہ ہمارا مولی ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیئے۔" (پ ۱۰۔التوبہ ۔۵۱)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"اگر کوئی کسی کام کے لئے خدا کا واسطہ دے اور اس کام کے ارتکاب میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو، تو اس کی بات نہ ماننا گناہ ہے۔"

☆ حضرت ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا، "مَلْعُوْنٌ مَنْ سُئِلَ بِوَجْهِ اللّٰهِ ثُمَّ مَنَعَ سَائِلَهُ مَالَمْ يَسْئَلْ هَجْراً۔ یعنی وہ شخص ملعون ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ کے واسطے سوال کیا جائے، پھر وہ سائل کو منع کر دے۔ بشرطیکہ سائل کسی کو چھوڑنے کا سوال نہ کرے۔" (مجمع الزوائد بحوالہ طبرانی۔ کتاب الزکوۃ)

آج کل کے پیشہ ور فقیر بھی اسی طرح کے واسطوں کے ذریعے نفسیاتی حملے کرتے نظر آتے ہیں۔ انہیں کچھ دینا گناہ ہے۔ چونکہ یہاں ان "پیشہ ور فقیر ہونے کی بناء پر" شرعی قباحت موجود ہے، لھذا انکار کرنے والا اس حدیثِ پاک کی رو سے گناہ گار و ملعون نہ ہوگا۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"حرام مال سے کیا گیا صدقہ غیر مقبول ہے، بلکہ ایسا کرنے والا گناہ گار ہوگا.. اور.. اگر ثواب کی نیت سے خرچ کیا، تو کفر ہے۔"

حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے

Marfat.com

ارشاد فرمایا،

''لایَکْسِبُ عَبْدٌ مَالاً مِّنْ حَرَامٍ فَیُنْفِقَ مِنْہُ فَیُبَارَکَ لَہٗ فِیْہِ وَلایَتَصَدَّقُ بِہٖ فَیُقْبَلَ مِنْہُ وَلایَتْرُکُ خَلْفَ ظَھْرِہٖ وَاِلَّاکَانَ زَادَہٗ اِلَی النَّارِاِنَّ اللّٰہَ لایَمْحُوْاالسَّیِّءَ بِالسَّیِّءِ وَلٰکِنْ یَمْحُوْاالسَّیِّءَ بِالْحَسَنِ اِنَّ الْخَبِیْثَ لایَمْحُوْالْخَبِیْثَ ۔یعنی ایسا نہ ہوگا کہ بندہ حرام کما کر اس سے صدقہ کرے، تو اسے قبول کرلیا جائے اور نہ یہ کہ اسے اپنے صرف میں لائے، تو اس میں برکت سے نوازا جائے اور اگر وہ اسے پیچھے چھوڑ جائے، تو یہ مال اس کے لئے جہنم میں داخلے کا سامان ہوگا۔ بیشک اللہ عزوجل برائی سے برائی کو نہیں مٹاتا، ہاں بھلائی سے برائی کو مٹاتا ہے۔ بے شک خبیث، خبیث کو نہ مٹائے گا۔''

(مسند امام احمد بن حنبل۔حدیث ابن مسعود (رضی اللہ عنہ))

اور حضرت ابوھریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) کا فرمان ہے کہ

''مَنْ جَمَعَ مَالاً حَرَامًا ثُمَّ تَصَدَّقَ بِہٖ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ فِیْہِ اَجْرٌ وَّکَانَ اِصْرُہٗ عَلَیْہِ ۔یعنی جو مال حرام جمع کرے، پھر اسے خیرات کردے، تو اس کے لئے اس عمل میں کوئی اجر نہ ہوگا اور اس پر اس صدقہ کا وبال ہوگا۔'' (المستدرک للحاکم۔کتاب الزکوۃ)

خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے،

''رجل تصدق من الحرام ویرجوا الثواب یکفر ۔یعنی کسی شخص

Marfat.com

نے مال حرام سے صدقہ کیا اور اس پر ثواب کی امید رکھتا ہے، تو وہ کافر ہو جائے گا۔" (کتاب الکراہیۃ)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

"لو تصدق علی فقیر شیئا من المال الحرام ویرجو الثواب یکفر۔ یعنی اگر کسی شخص نے فقیر پر مال حرام سے کوئی شے صدقہ کی اور اس پر ثواب کی امید رکھتا ہے، تو وہ کافر ہو جائے گا۔" (کتاب السیر)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"اللہ تعالیٰ کے لئے عاشق کا لفظ استعمال کرنا ممنوع ہے۔"

اس کی وجہ یہ ہے کہ عشق کے معنی کا ثبوت اللہ تعالیٰ کے حق میں قطعی طور پر محال ہے۔ کیونکہ عشق کا معنی بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ ابن منظور رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں،

"اَلْعِشْقُ فَرْطُ الْحُبِّ۔ یعنی محبت میں حد سے تجاوز کرنا عشق ہے۔"

(لسان العرب۔ جلد ۹)

ہاں اگر شرع میں کسی مقام پر اس کا استعمال کیا گیا ہوتا، تو تاویل کے ساتھ استعمال کی گنجائش تھی۔ لیکن چونکہ ایسا وقوع پذیر نہ ہوا، لھذا اللہ تعالیٰ کی شان میں اس کا استعمال ممنوع قطعی ہوگا۔

ردالمحتار میں ہے،

"مجرد ایھام المعنی المحال کاف فی المنع۔ یعنی محض معنی محال

Marfat.com

کا وہم ہی ممانعت کے لئے کافی ہے۔'' (کتاب الحظر والاباحۃ)

الانوار لاعمال الابرار میں ہے کہ

''**لو قال انا اعشق اللہ ویعشقنی فمبتدع والعبارۃ الصحیحۃ ان یقول احبہ ویحبنی کقولہ تعالٰی یحبھم ویحبونہ** ۔یعنی اگر کوئی شخص کہے کہ میں اللہ تعالٰی سے اور وہ مجھ سے عشق رکھتا ہے، تو وہ بدعتی ہے۔اور صحیح عبارت یہ ہے کہ وہ یوں کہے کہ ''میں اس سے محبت رکھتا ہوں اور وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے۔'' جیسا کہ اللہ تعالٰی کا فرمان کہ ''اللہ تعالٰی ان سے محبت رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالٰی سے محبت رکھتے ہیں۔'' (کتاب الردۃ)　　　(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (جدید) بتغیر۔جلد ۲۱۔صفحہ ۱۱۴)

✡ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''عورت کے نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے، کم کی کوئی حد نہیں۔اگر چالیس دن سے کم میں خون بند ہو گیا، تو عورت پاک ہو گئی نہائے اور نماز وغیرہ شروع کر دے۔نیز اس کی وجہ سے چوڑیوں، چارپائی اور گھر کی دیگر چیزوں کو ناپاک سمجھنا، ہندوؤں کا مسئلہ ہے۔''

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) تحریر فرماتے ہیں،

''یہ جو عوام جاہلوں عورتوں میں مشہور ہے کہ جب تک چلہ (یعنی چالیس دن) پورے نہ ہو جائیں، زچہ پاک نہیں ہوتی محض غلط ہے، خون بند ہونے کے بعد ناحق ناپاک رہ کر نماز روزے چھوڑ کر سخت کبیرہ گناہ میں گرفتار ہوتی ہیں۔مردوں پر فرض ہے کہ انہیں اس سے باز رکھیں۔نفاس کی زیادہ حد کے لئے چالیس دن رکھے

Marfat.com

گئے ہیں، نہ یہ کہ چالیس دن سے کم کا ہوتا ہی نہ ہو۔ اس کے کم کے لئے کوئی حد نہیں۔ اگر بچہ جننے کے بعد صرف ایک منٹ خون آیا اور بند ہو گیا، عورت اسی وقت پاک ہو گئی نہائے اور نماز پڑھے اور روزے رکھے۔ اگر چالیس دن کے اندر اسے خون دوبارہ نہ لوٹے، تو نماز روزے سب صحیح رہیں گے۔ چوڑیاں، چارپائی، مکان سب پاک ہیں۔ فقط وہی چیز ناپاک ہوگی، جسے خون لگ جائے۔ بغیر اس کے ان چیزوں کو ناپاک سمجھ لینا ہندوؤں کا طریقہ ہے۔''

(فتاوی رضویہ (جدید)۔ جلد ۴۔ صفحہ ۳۵۶)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''منافق و بدمذہب کو ''مولانا'' کہنا یا لکھنا حرام ہے۔''

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) سے کچھ ایسے نام کے مسلمان لوگوں کے بارے میں سوال ہوا کہ جنہوں نے کفار کی تعظیم کے لئے جلسہ منعقد کیا تھا۔ سائل نے ایسے لوگوں کے لئے مولانا (یعنی ہمارے سردار) کا لفظ استعمال کیا، آپ نے غلطی کی نشاندہی کرتے ہوئے تحریر فرمایا،

''ایسوں کو مولانا کہنا حرام ہے۔ حدیث میں فرمایا ''**لَا تَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدَنَا فَإِنَّهُ إِنْ يَكُنْ سَيِّدَكُمْ فَقَدْ اَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ**۔ منافق کو ''اے ہمارے سردار'' نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سردار ہوا، تو تم نے اپنے رب کا غضب اپنے سر پر لیا۔'' (مسند امام احمد بن حنبل۔ باقی المسند الانصار)

(فتاوی رضویہ (جدید)۔ جلد ۱۵۔ صفحہ ۱۰۱)

Marfat.com

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''وسوسے چاہے کتنے ہی خطرناک کیوں نہ ہوں، ان سے ایمان پر کوئی فرق نہیں پڑتا، نہ انسان گناہ گار ہوتا ہے، جب تک کہ انہیں زبان سے ادا نہ کیا جائے.. یا..ان کے مطابق عمل نہ کرلیا جائے۔''

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا،

''اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَلِیْ عَنْ اُمَّتِیْ مَاوَسْوَسَتْ بِہٖ صُدُوْرُھَامَالَمْ تَعْمَلْ اَوْتَتَکَلَّمْ ۔یعنی اللہ تعالیٰ نے میری خاطر، میری امت سے ان کے قلبی وساوس کے سلسلے میں درگزر فرمادیا ہے، جب تک اس پر کام.. یا..کلام نہ کرلیں۔'' (بخاری۔کتاب العتق)

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ہی روایت ہے کہ

''رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب میں سے کچھ حضرات، آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ ''اِنَّانَجِدُفِیْ اَنْفُسِنَامَایَتَعَاظَمُ اَحَدُنَااَنْ یَّتَکَلَّمَ بِہٖ ۔یعنی یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! ہم اپنے دلوں میں ایسے خیالات پاتے ہیں کہ جن کو بیان کرنا بہت بڑا گناہ معلوم ہوتا ہے۔'' رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا، ''اَوَقَدْوَجَدْتُمُوْہُ۔یعنی کیا واقعی تم نے ایسی بات پائی ہے؟''...انہوں نے عرض کی، ''جی ہاں۔'' فرمایا، ''ذٰلِکَ صَرِیْحُ الْاِیْمَانِ ۔یعنی یہ تو ایمان کی

Marfat.com

واضح علامت ہے۔'' (بخاری۔کتاب العتق)

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) فرماتے ہیں،

''اگر برے خیالات آئیں اور انہیں جمایا نہ جائے، نہ بالارادہ انہیں زبان سے ادا کیا جائے، تو اس سے اسلام پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور جہاں تک مجبوری ہے، گناہ بھی نہیں۔'' (فتاویٰ رضویہ (جدید)۔جلد ۱۴۔صفحہ ۳۲۶)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''کفار کی کل سات اقسام ہیں۔''

اس کی تفصیل یوں ہے کہ

''اولاً کفار کی دو اقسام ہیں۔(i) اصلی۔(ii) مرتد۔

(1) اصلی:۔

وہ کافر ہے جو شروع ہی سے کافر اور کلمہ اسلام کا منکر ہے۔

(2) مرتد:۔

وہ ہے، جو کلمہ گو ہونے کے بعد کفر کرے۔

پھر ان میں سے ہر ایک کی دو دو اقسام ہیں۔یعنی

(1) کافر اصلی مجاہر۔(2) کافر اصلی منافق۔(3) مرتد مجاہر۔(4) مرتد منافق۔

ان کی تفصیل واحکام اس طرح ہیں کہ

﴿1﴾ کافر اصلی مجاہر:۔

وہ ہے جو علی الاعلان کلمہ اسلام کا منکر ہو۔اس کی مزید چار اقسام ہیں۔

Marfat.com

(۱) دہریہ:۔

یہ خدا کا انکار کرتا ہے۔

(۲) مشرک:۔

یہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو بھی معبود یا واجب الوجود مانتا ہے۔ جیسے ہندو بت پرست کہ بتوں کو واجب الوجود تو نہیں مانتے، لیکن معبود مانتے ہیں..اور..آریہ، کہ روح و مادہ کو معبود تو نہیں، لیکن قدیم وغیر مخلوق تسلیم کرتے ہیں۔

(۳) مجوسی:۔

یعنی آتش پرست۔

(۴) کتابی:۔

یعنی یہودی اور عیسائی، جب کہ دہریہ نہ ہوں۔

ان اقسام میں سے پہلے تین کا ذبیحہ مردار اوران کی عورتوں سے نکاح باطل۔ جب کہ قسم چہارم کی عورت سے نکاح ہو جائے گا، اگرچہ ممنوع و گناہ ہے۔

﴿2﴾ کافر اصلی منافق:۔

وہ جو بظاہر کلمہ پڑھتا ہے، لیکن دل سے انکار کرتا ہے۔ یہ قسم حکم آخرت میں سب اقسام سے بدتر ہے۔

﴿3﴾ مرتد مجاہر:۔

وہ جو پہلے مسلمان تھا، پھر علانیہ طور پر اسلام سے پھر گیا، کلمہ اسلام کا منکر ہو گیا۔ اب چاہے یہ دہریہ ہو گیا ہو..یا..مشرک..یا..مجوسی..یا..کتابی۔

Marfat.com

4 مرتد منافق:۔

وہ جو کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ مسلمان ہی کہتا ہے، لیکن ساتھ ساتھ اللہ عزوجل.. یا.. رسول اللہ (ﷺ) یا کسی نبی کی توہین.. یا.. ضروریات دین میں سے کسی شے کا انکار کرتا ہے۔

حکم دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے کہ اس سے جزیہ (ٹیکس) نہیں لیا جا سکتا، اس کا نکاح کسی سے بھی نہیں ہو سکتا، چاہے مسلمان سے کرے یا اپنے جیسے کسی مرتد سے۔ جس سے بھی کرے گا، زنائے خالص ہوگا۔ نیز یہ مرتد مرد ہو یا عورت، سب کا ایک ہی حکم ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ۔ جلد ۱۴۔ صفحہ ۳۲۷)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"باہر سے آئے ہوئے صابن کے استعمال سے بچنا بہتر ہے۔"

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) اس بارے میں ارشاد فرماتے ہیں،

"مسلمان کا بنایا ہوا صابن جائز ہے اور ہندو یا مجوسی یا نصرانی کا بنایا ہوا صابن، جس میں چربی پڑتی ہو، اگرچہ گائے یا بکری کی ناپاک و حرام ہے، دیسی ہو یا ولایتی اور جس میں چربی نہ ہو، جائز ہے۔" (فتاویٰ رضویہ (جدید) جلد ۴۔ صفحہ ۵۷۰)

نوٹ:۔

چونکہ باہر سے آنے والے صابنوں میں چربی کی موجودگی کی تحقیق ممکن نہیں، تو مشکل ترین ضرور ہے، لھذا ان کے استعمال سے بچنا ہی تقویٰ و پرہیزگاری کے قریب ہے۔

Marfat.com

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''منافق وبدمذہب سے میل جول نہ رکھنا،ان کے ساتھ تحقیرانہ رویہ اختیار کرنا ضروری ..اور..ان سے دینی بات سننا..یا..ان کی کتب کا مطالعہ کرنا ممنوع وحرام ہے۔''

ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

''لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۔یعنی تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی، اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔(سورۃ المجادلہ ۲۲۔پ ۲۸)

مزید ارشاد فرمایا،

''قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۔تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ

Marfat.com

سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان، یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں، تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ، فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (توبہ۔۲۴)

مروی ہے کہ امیر المؤمنین عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) نے مسجدِ اقدس نبی (ﷺ) میں کسی مسافر کو بھوکا پایا۔ آپ اسے اپنے ساتھ کاشانہ خلافت میں لے آئے اور اس کے لئے کھانا منگوایا۔ جب اس نے کھانا شروع کیا، تو اس سے بد مذہبی کی کوئی بات ظاہر ہوئی۔ آپ نے فوراً حکم فرمایا، ''کھانا اٹھا لیا جائے اور اسے باہر نکال دیا جائے۔'' چنانچہ حسبِ حکم کھانا اٹھا لیا گیا اور اسے نکال باہر کیا گیا۔''

(فتاویٰ رضویہ۔ جلد ۱۵ جدید۔ ص ۱۰۶)

اس واقعہ سے بخوبی معلوم ہوا کہ بد مذہب کے ساتھ تحقیرانہ سلوک کرنا ہی شریعت کو مطلوب ہے، اسے بد اخلاقی میں شمار نہیں کیا جائے گا۔

منقول ہے کہ حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کے شاگرد حضرت علامہ ابن سیرین (رحمہ اللہ) کی خدمت میں دو بد مذہب حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ''ہم کچھ آیاتِ کلام پاک آپ کو سنانا چاہتے ہیں۔'' فرمایا، ''میں نہیں سننا چاہتا۔'' عرض کی، ''کچھ احادیثِ نبوی (ﷺ) سناتے ہیں۔'' فرمایا، ''میں نہیں سننا چاہتا۔'' انہوں نے اصرار کیا، تو فرمایا، ''تم دونوں یہاں سے چلے جاؤ، ورنہ میں اٹھتا ہوں۔'' آخر وہ دونوں خائب وخاسر وہاں سے رخصت ہو گئے۔ لوگوں نے عرض کی، ''حضور! اگر ان سے کچھ آیات واحادیث سن لیتے، تو کیا حرج تھا؟''... فرمایا، ''میں نے خوف کیا کہ ہوسکتا ہے کہ وہ آیات واحادیث کے ساتھ اپنی کچھ (فاسد) وضاحت وتاویل

Marfat.com

لگا دیں اور وہ تاویلات میرے دل میں رہ جائیں اور میں ہلاک ہو جاؤں۔''

(فتاویٰ رضویہ۔ جلد۱۵ جدید۔ ص۱۰۶)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''اگر کسی کافر کو اپنی موت کا یقین ہو جائے اور وہ اس وقت یا موت سے کچھ دیر پہلے بھی کلمہ پڑھ لے، تو اسے مسلمان تسلیم کیا جائے گا۔''

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) ارشاد فرماتے ہیں،

''جو پھانسی لانے سے ایک آن پہلے بھی ایمان لائے، مسلمان ہو جائے گا اور اس کی تجہیز و تکفین اور اس کے جنازے کی نماز مسلمانوں پر فرض ہوگی۔''

(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد۱۴۔ صفحہ ۶۱۷)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''کسی امتی کو سرورِ عالم، علیہ الصلوۃ، مسجودِ مخلوق، خیر الوری، انتخابِ اولیں، شافع ہر دوسرا اور سیدِ کونین کہنا، ممنوع و حرام ہے۔''

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد۱۵۔ صفحہ ۲۸۰)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ ماجدہ بی بی مریم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جنت میں سید الانبیاء (ﷺ) کی ازواج مطہرات میں سے ہوں گی۔''

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (قدیم)۔ جلد۹۔ صفحہ ۱۱)

Marfat.com

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''شوہر کی وفات یا طلاق ہو جانے کے بعد عورت کی دوسری شادی کو برا سمجھنا اور اس پر طعن کرنا کبھی جائز اور کبھی کفر ہوتا ہے۔''

اس میں تفصیل یہ ہے کہ

''اگر اسے برا کہنا رسم ورواج کے اعتبار سے ہے، تو جائز ہے اور اگر اس حوالے سے نہیں، بلکہ اسے شرعاً حرام سمجھ کر کہا ہے، تو حکم کفر ہے اور اگر شرعاً حلال سمجھا، لیکن اس فعل کے شریعت کی جانب سے حلال کئے جانے کو معاذ اللہ برا جانا، تو صریح مرتد کا حکم لگایا جائے گا۔'' (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد۲۱۔ صفحہ۱۵۶)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''اگر مدتِ نفاس میں چند دن خون آکر بند ہو گیا، عورت نے نمازیں، روزے ادا کرنا شروع کر دیئے، پھر چالیس دن کے اندر اندر دوبارہ خون آگیا، تو درمیان کی نمازیں، روزے سب بے کار ہو گئے، بعدِ فراغت ان سب کو دوبارہ ادا کرنا ہو گا اور یہ کل دن نفاس کے ہی شمار ہوں گے۔''

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) تحریر فرماتے ہیں،

''چالیس دن کے اندر جب خون عود کرے، شروع ولادت سے ختم خون تک سب دن نفاس ہی کے شمار ہوں گے۔ مثلاً ولادت کے دو منٹ بعد تک خون آکر بند ہو گیا۔ عورت، طہارت کے گمان کے سبب غسل کر کے نماز روزہ وغیرہ کرتی

Marfat.com

رہی۔ چالیس دن پوری ہونے میں ابھی دو منٹ باقی تھے کہ پھر خون آ گیا، تو یہ سارا چلہ نفاس میں شمار کیا جائے گا۔ اس دوران پڑھی گئیں نمازیں بیکار گئیں، فرض یا واجب روزے یا ان کی قضا، نمازیں جتنی پڑھی ہوں، انہیں پھر پھیرے۔''

ردالمحتار میں ہے،

''ان من اصل الامام ان الدم اذا کان فی الاربعین فالطھر المتخلل لایفصل طال او قصرحتی لو رأت ساعة دماواربعین الا ساعتین طھراثم ساعة دماکان الاربعون کلھانفاساوعلیھا الفتوٰی۔

یعنی امام اعظم (قدس سرہ) کے ہاں ضابطہ یہ ہے کہ جب خون چالیس دنوں میں ہو، تو درمیان میں آنے والے پاکی کے دن فاصل نہ ہوں گے، وقت زیادہ ہو یا کم۔ حتی کہ اگر عورت نے ایک ساعت خون دیکھا، پھر دو ساعتیں کم چالیس دن پاک رہی، پھر ایک ساعت خون دیکھا، تو پورے دن نفاس کے شمار ہوں گے اور اسی پر فتوٰی ہے۔''

(باب الحیض) (فتاوٰی رضویہ (جدید)۔ جلد۴۔ صفحہ ۳۵۵)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''ہاتھی، احکام میں دیگر درندوں کی طرح ہے۔ نیز اس کے دانت کی بنی ہوئی چیزیں استعمال کرنا جائز ہیں۔''

مراقی الفلاح میں ہے،

''انہ یعنی الفیل کسائر السباع فی الاصح۔ یعنی ہاتھی اصح قول کے مطابق باقی درندوں کی مثل ہے۔'' (فصل یطھر جلد المیتة)

Marfat.com

اور حضرت انس بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ

''ان النبی ﷺ کان یمتشط بمشط من عاج۔ یعنی نبی کریم (ﷺ) ہاتھی دانت کا کنگھا استعمال فرماتے تھے۔''

(السنن الکبری۔ باب المنع من الادھان فی عظام الفیلۃ)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''جنبی شخص یعنی جس پر غسل واجب ہو، کا پسینہ پاک ہے۔''

درمختار میں ہے،

''سؤر الآدمی مطلقا ولو جنبا او کافرا طاھر وحکم العرق کسؤر۔ یعنی آدمی کا جوٹھا مطلقاً پاک ہے، چاہے جنبی ہو یا کافر۔ اور پسینے کا حکم، جوٹھے کی مثل ہی ہے۔'' (باب المیاہ)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''چھپکلی گر جانے کی بناء پر پانی کبھی پاک رہے گا اور کبھی ناپاک ہو جائے گا۔''

اس میں تفصیل یہ ہے کہ

''اگر چھپکلی زندہ ہے اور اس کا منہ پانی تک نہ پہنچا، بلکہ تیرتی ہی رہی اور اس کے ظاہری بدن پر کوئی نجاست بھی نہیں، تو پانی پاک ہے۔ کیونکہ یہ نہ تو نجس العین ہے اور نہ ہی اس کے بدن پر کوئی نجاست ہے، لھذا اس صورت میں پانی پاک رہتا ہے۔ جیسا کہ

Marfat.com

در مختار میں ہے،''

''لواخرج حیاولیس بنجس العین ولابه خبث لم ینزح شیء الاان یدخل فمه الماء فیعتبر بسؤره۔ یعنی اگر اسے زندہ نکالا گیا اور وہ نہ تو نجس العین ہے اور نہ ہی اس پر کوئی گندگی ونجاست لگی ہے، تو (کنویں) سے کچھ بھی نہ نکالا جائے۔ مگر یہ کہ اس کا منہ پانی تک پہنچ جائے، پس اس وقت اس کے جوٹھے کا اعتبار کیا جائے گا۔

اور اگر یہ زندہ رہی، لیکن اس کا منہ پانی میں چلا گیا، تو اس صورت میں بھی پانی کے لئے پاکی کا ہی حکم ہوگا۔ اب اگر اس کے علاوہ دوسرا کوئی پانی موجود ہے، تو غنی کے لئے اس کا استعمال مکروہِ تنزیہی ہے یعنی گناہ نہیں، لیکن شریعت کی نظر میں اس کا استعمال ناپسندیدہ ہے۔۔اور۔۔اگر فقیر ہے، تو اس کے لئے کسی صورت میں کراہت نہیں۔'' (فصل فی البئر)

در مختار میں ہے،''

''سؤرسواکن البیوت طاھر للضرورة مکروه تنزیھا ان وجد غیره والالم یکره اصلا کاکله للفقیر۔ یعنی گھروں میں رہنے والے جانوروں کا جوٹھا ضرورت کے سبب پاک ہے۔ اس کے علاوہ پانی موجود ہو، تو اس کا استعمال مکروہِ تنزیہی ہے، ورنہ بالکل مکروہ نہیں جیسے فقیر کے لئے اس کا کھانا۔''

(فصل فی البئر)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

Marfat.com

''گوبر سے چھت وغیرہ لیپی اور بارش برسی، تو اس سے لگ کر آنے والا پانی ناپاک ہے۔''

اس مسئلے میں بھی کچھ تفصیل ہے۔ چنانچہ

''اگر بارش مسلسل سے گوبر مکمل طور پر دھل گیا تھا، تو اب چھت سے ٹپکنے والا پانی پاک ہے۔

اور اگر گوبر باقی تھا اور ٹپکنے والے پانی میں اس کا رنگ یا بو وغیرہ محسوس ہوئے، تو یقیناً ناپاک ہے۔

اور اگر گوبر باقی ہے، لیکن ٹپکنے والے پانی میں رنگ یا بو بالکل محسوس نہیں ہو رہی، تو اگر ابھی بھی بارش جاری ہے، تو یہ پانی پاک ہے اور بند ہو چکی ہے، تو ناپاک۔'' (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۴۔ صفحہ ۴۷۱)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''عیسائیوں کی کھانے پینے کی اشیاء کا استعمال مکروہ و ممنوع ہے۔''

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) اس کی وجہ لکھتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں،

''عیسائیوں کے مذہب میں خون حیض کے علاوہ، شراب پیشاب پاخانہ، غرض کوئی بلا اصلاً ناپاک نہیں۔ وہ ان چیزوں سے بچنے پر ہنستے اور اپنی ساختہ تہذیب کے خلاف سمجھتے ہیں۔ تو بظاہر یہ نجاستوں سے آلودہ ہی رہتے ہیں۔

امام ابن الحاج مکی ''مدخل'' (فصل فی ذکر الشراب الذی یستعملہ المریض) میں فرماتے ہیں،

''یتعین علی من لہ امران یقیم من الاسواق من یشتغل

Marfat.com

بھذاالسبب (یرید بیع الاشربة الدوائیة کشراب العناب وشراب البنفسج وغیر ذلک) من اھل الکتاب لان النصاری عندھم ابوالھم طاھر ولایتدینون بترک النجاسة الادم الحیض فقط فالشراب الماخوذ من النصاری الغالب علیه انه متنجس۔

یعنی صاحبِ اختیار کا فرض ہے کہ وہ ان اہل کتاب کو بازاروں سے اٹھا دے، جو اس کام میں مشغول ہیں (یعنی ''اس کام'' سے آپ نے دوائیوں پر مبنی مشروبات جیسے عناب اور بنفشہ وغیرہ کا شربت بیچنا مراد لیا) کیونکہ عیسائی اپنے پیشاب کو پاک سمجھتے ہیں اور وہ خون حیض کے علاوہ کسی نجاست کو چھوڑنے کا عقیدہ نہیں رکھتے۔لھذا عیسائیوں سے حاصل کردہ مشروب غالب گمان کے مطابق ناپاک ہوتا ہے۔''

چنانچہ ان کی چھوئی ہوئی تر چیزوں کا استعمال شرعا مطلقاً ''مکروہ و ناپسندیدہ'' ہے، جیسے بھیگے ہوئے پان۔

اور یہاں ایک نفیس وباریک نکتہ اور ہے، جس کی بناء پر ''ان کی اشیاء کے استعمال کے مکروہ'' ہونے کا حکم، تر اور خشک، دونوں قسم کی چیزوں کو شامل ہوگا۔اور وہ یہ ہے کہ

''شرع مطہر میں جس طرح گناہ سے بچنا فرض ہے، یونہی ایسی جگہوں سے بچنا بھی ضروری ہے کہ جہاں انسان پر کسی قسم کی تہمت لگ سکتی ہو..اور..بلاوجہ شرعی اپنے اوپر دروازۂ طعن کھولنا ناجائز ہے..اور..مسلمانوں کو اپنی غیبت اور بدگوئی میں مبتلاء کرنے کے اسباب کا ارتکاب ممنوع ہے۔نیز انہیں اپنے سے نفرت دلانا قبیح وشنیع ہے۔احادیث واقوال ائمہ دین سے اس پر صدہا دلائل ہیں۔مثلاً

Marfat.com

سیدالانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرمان ہے،

''بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا۔ یعنی خوشخبری دو، متنفر نہ کرو۔''

(بخاری۔ باب ما کان النبی (صلی اللہ علیہ وسلم).....)

نیز ارشاد فرمایا،

''اِیَّاکَ وَمَا یُعْتَذَرُ مِنْہُ۔ یعنی جس بات سے عذر بیان کرنا پڑے، اس سے بچو۔'' (اتحاف السادۃ المتقین۔ بیان ذم الحرص والطمع)

مزید ارشاد ہوتا ہے،

''اِیَّاکِ وَمَا یَسُوْءُ الْاُذُنَ۔ جو بات کان کو اچھی نہ لگے، اس سے بچو۔'' (مسند امام احمد بن حنبل۔ حدیث ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ)

اور فرمان عالیشان ہے کہ

''مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلَا یَقِفَنَّ مَوَاقِفَ التُّھَمِ۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ ہرگز تہمتوں کی جگہ پر کھڑا نہ ہو۔'' (مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی۔ باب ادراک الفریضۃ)

ان تمام احادیثِ کریمہ کی روشنی میں عیسائیوں کی اشیاء میں استعمال سے کیا نفع ہوگا اتنا کہ مسلمان نفرت محسوس کریں، بدنام کریں، غیبت میں مبتلاء ہوں۔ چنانچہ ان کا بھیگا ہوا پان نہ کھایا جائے اور اسی طرح اگر ان کی شیرینی ان مفاسد کا دروازہ کھولتی ہے کہ جن کا ذکر احادیثِ پاک میں ہوا، تو اس سے بچنا بھی تحرعا در کار۔''

(فتاویٰ رضویہ (جدید) بتغیر ما۔ جلد ۴۔ صفحہ ۵۵۴)

Marfat.com

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

ضروریات دین کے علاوہ کسی شے کا انکار کفر نہیں، اگرچہ اس کا ثبوت قطعی دلائل سے ہی کیوں نہ ہو۔''

اولاً ضروریاتِ دین کی تعریف جاننا ضروری ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت (قدس سرہ) ارشاد فرماتے ہیں،

''ضروریاتِ دین سے مراد وہ امور ہیں کہ جن کے علم میں عوام وخواص برابر شریک ہوں۔ عوام سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جن کا دین کے ساتھ تعلق اور علماء کے ساتھ ساتھ میل جول ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ۔ جلد (۱) جدید۔ صفحہ ۱۸۱)

چند ضروریاتِ دین یہ ہیں۔

(1) اللہ عزوجل کا موجود وواحد ومعبود ہونا۔ (2) وجودِ انبیاء علیہم السلام۔ (3) قرآن کا اللہ عزوجل کا کلام ہونا۔ (4) اس میں کسی قسم کی تحریف ممکن نہ ہونا۔ (5) جنوں، جنت اور دوزخ کا وجود۔ (6) فرشتوں اور حساب وکتاب کا وجود۔ (7) صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا گمراہی پر متفق نہ ہونا۔ (8) حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کا صحابی ہونا۔ (9) اللہ عزوجل کا بے عیب ہونا۔ (10) عالم کا حادث ہونا۔ (11) انبیاء (علیہم السلام) کے معجزات۔ (12) نماز وروزے کی فرضیت۔ وغیرھا

اب مذکورہ مسئلے کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔ آپ فرماتے ہیں،

''غرض، ضروریات کے علاوہ کسی شے کا انکار کفر نہیں، اگرچہ ثابت

Marfat.com

بالقواطع ہو کہ عند التحقیق آدمی کو اسلام سے خارج نہیں کرتا، مگر اس کا انکار کہ جس کی تصدیق نے اسے دائرہ اسلام میں داخل کیا تھا۔ اور وہ فقط ضروریات دین ہی ہیں۔ کما حققه العلماء المحققون من الائمة المتكلمين (یعنی جیسا کہ ائمہ متکلمین میں سے محققین علماء نے تحقیق کی ہے)۔ اسی بناء پر خلافت خلفائے راشدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کا منکر مذہب تحقیق میں کافر نہیں، حالانکہ اس کی حقانیت بالیقین قطعیات (مثلاً اجماع صحابہ) سے ثابت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۵۔ صفحہ ۱۰۱)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''سیدِ کونین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی لائی ہوئی باتوں کا انکار کرنا کفر ہے اور اس انکار کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) التزامی.... (۲) لزومی.....''

اولاً یاد رکھیں کہ رحمتِ کونین (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب عزوجل کی جانب سے جو کچھ لے کر تشریف لائے، ان سب میں ان کی تصدیق کرنا اور سچے دل سے ان کی ایک ایک بات پر یقین لانا، ایمان کہلاتا ہے اور ان میں سے کسی بات کو جھٹلانا، اس کا انکار کرنا.. یا.. اس میں شک کرنا، کفر۔

پھر یہ انکار دو طرح کا ہوتا ہے۔ (۱) التزامی... (۲) لزومی....

(۱) التزامی:۔

یہ ہے کہ ضروریات دین میں سے کسی چیز کا صراحۃً انکار کیا جائے، یہ قطعاً اجماعاً کفر ہے، اگرچہ کہنے والا خود کو مسلمان کہتا رہے.. اور.. نام کفر سے چڑ کھائے۔

Marfat.com

کفر التزامی کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ کوئی شخص صاف صاف اپنے کافر ہونے کا اقرار کرے، جیسا کہ بعض جہال کا خیال ہے۔ بلکہ اس کے یہی معنی ہیں کہ جو انکار اس سے صادر ہوا.. یا.. جس بات کا اس نے دعویٰ کیا، وہ بذاتِ خود کفر اور ضروریاتِ دین میں سے کسی بات کی مخالف ہو۔ جیسے کسی کا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، جن، فرشتوں، شیطان، آسمان، جنت، دوزخ یا معجزاتِ انبیاء (علیہم السلام) کا انکار کرنا۔

(۲) لزومی:-

یہ ہے کہ جو بات کسی نے کہی، وہ بعینہ تو کفر نہ ہو، لیکن کفر تک پہنچا دینے والی ہو۔ یعنی ایسی بات ہو کہ اگر اس کی قباحتوں پر غور کرتے چلے جائیں، تو آخر کار بطورِ نتیجہ، ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا انکار لازم آئے۔ مثلاً خلافتِ صدیق وعمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا انکار کرنا کہ بعینہ کفر نہیں، لیکن اگر غور کیا جائے، تو معلوم ہوگا کہ چونکہ ان دو خلفاء کے انتخاب میں تمام صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) متفق تھے، لھذا ان کی خلافت کا انکار، بظاہر صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے بالاتفاق کیے گئے فیصلے کا انکار نظر آئے گا، وہ اتفاق کہ جسے اصطلاح شرع میں اجماع سے تعبیر کیا جاتا ہے اور صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے اجماع کا انکار، کفر ہے۔ چنانچہ بلحاظِ نتیجہ، مذکورہ انکار کفر نظر آتا ہے۔

اس قسم کے انکار میں علمائے اسلام مختلف ہو گئے۔ چنانچہ جنہوں نے کلام کے انجام اور ان الفاظ سے لازم آنے والی چیز پر نگاہ رکھی، انہوں نے حکم کفر دیا.. اور.. جن علماء نے صرف کلمات کو پیش نظر رکھا، انہوں نے اسے فقط گمراہی قرار

Marfat.com

دیا۔اور تحقیق یہی ہے کہ یہ کفر نہیں، بلکہ بدعت و بد مذہبی وضلالت وگمراہی ہے۔

(ماخوذ از فتاوی رضویہ (جدید) بتغیر ما۔جلد ۱۵۔صفحہ ۱۵۵)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''اگر ضروریاتِ دین کے لئے بالخصوص کوئی نص قطعی موجود نہ ہو، تب بھی اس کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔''

مذکورہ کلام کی وضاحت یہ ہے کہ

''ضروریاتِ دین کے ثبوت کے لئے کسی واضح آیت وحدیث کا ہونا ضروری نہیں، کیونکہ یہ خود انتہائی واضح وروشن ہوتی ہیں، لھذا اپنے ثبوت کے سلسلے میں کسی بھی شرعی حکم کے ثبوت سے مستغنی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اگر ضروریاتِ دین میں سے کسی مسئلے کے لئے واضح نص نہ بھی ملے، تب بھی اس کا انکار کرنے والا کافر ہو جائے گا۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت (قدس سرہ) کے ارشادات کا خلاصہ ہے کہ

''اصل مدار ضروریات دین ہیں اور ضروریات، اپنے ذاتی روشن ثبوت کے سبب مطلقاً ہر ثبوت سے غنی ہوتے ہیں۔یہاں تک کہ اگر ان کے ثبوت پر کوئی نص قطعی بالکل نہ ملے، جب بھی ان کا حکم وہی رہے گا کہ انکار کرنے والا یقیناً کافر۔مثلاً تمام عالم حادث ہے یعنی پہلے نہ تھا، بلکہ عدم سے وجود میں آیا۔یہ بات واضح طور پر کسی بھی آیت یا حدیث میں نہ ملے گی۔مگر علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی غیر خدا کو قدیم مانے یعنی یوں کہے یا اعتقاد رکھے کہ یہ چیز ہمیشہ سے ہے، عدم سے وجود میں نہ آئی

Marfat.com

،تو قطعاً کافر ہے۔وجہ وہی ہے کہ یہ مسئلہ ضروریاتِ دین میں سے ہے،لھذا اسے کسی ثبوتِ خاص کی حاجت نہیں۔

ابن حجر (قدس سرہ) لکھتے ہیں،

زادالنووی فی روضة ان الصواب تقیده بما اذا جحد مجمعا علیه یعلم من دین الاسلام ضرورة سواء کان فیه نص ام لا ۔یعنی علامہ نووی نے روضہ میں اتنا مزید کیا کہ درست یہ ہے کہ اسے اس چیز سے مقید کیا جائے ،جسکا ضروریاتِ اسلام سے ہونا، بالاجماع معلوم ہو،اس میں کوئی نص ہو یا نہ ہو۔" (الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاة۔صفحہ ۳۵۳)

یہی وجہ ہے کہ ضروریاتِ دین کے سلسلے میں انکار کرنے والے کی کسی وضاحت کو قبول نہ کیا جائے گا،کیونکہ جو خود واضح وروشن ہو،اسے کسی قسم کی وضاحت کی حاجت نہیں۔(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔جلد۱۴۔صفحہ۲۶۶)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"جو چیز بالاتفاق کفر ہو،اس سے عمل ونکاح باطل اور اولاد ولدالزنا قرار پاتی ہے..اور..جس میں علماء کا اختلاف ہو،وہاں استغفار،توبہ اور تجدیدِ نکاح کروایا جائے گا۔"

درمختار میں ہے،

"مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولاده اولاد زنی ومافیه خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح ۔یعنی جو (قول یا

Marfat.com

فعل) بالاتفاق کفر ہو، اس سے عمل اور نکاح باطل ہو جاتا ہے اور اس کی اولاد ولد الزنا قرار پاتی ہے اور جسمیں اختلاف ہو، وہاں استغفار، توبہ اور تجدید نکاح کروایا جائے گا۔'' (باب المرتد)

ماقبل مسئلہ سے واضح ہے کہ جہاں ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا انکار ثابت ہو جائے، وہاں بالاتفاق کفر ثابت ہوگا، ورنہ مع الاختلاف۔

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''مرد عورت میں سے دونوں یا ان میں سے کوئی ایک، جب کفر کا اظہار کردے، تو ان کا حکم مرتدوں والا ہوگا یعنی ان کا نکاح ختم ہو جائے گا اور عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے۔''

فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ

''**ان کانا یظھران الکفر اواحد ھما کانابمنزلۃ المرتدین لم یصح نکاحھماویصح نکاح المراۃ مع الثانی** ۔یعنی مرد وعورت دونوں یا ان میں سے ایک کفر کا اظہار کرے، تو یہ بمنزلہ مرتد کے ہوں گے، ان کا نکاح ختم ہو جائے گا اور عورت کا کسی دوسرے سے نکاح کرنا درست ہوگا۔''

(جلد اول۔کتاب النکاح۔باب المحرمات)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''اگر بچہ سات برس کا ہو اور اچھے برے کی تمیز رکھتا ہو، تو اس کے کفر واسلام اختیار کرنے کا اعتبار ہوگا۔''

Marfat.com

مثلاً اگر کسی سات سالہ اور تمیز رکھنے والے بچے کے ماں باپ کافر ہیں اور وہ اپنے ماں باپ کے برخلاف اسلام قبول کر لیتا ہے، تو اسے مسلمان شمار کیا جائے۔ چنانچہ مسلمانوں پر اسے غسل وکفن دینا، اس کے جنازے کی نماز پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا فرض ہوگا۔

اور اگر مسلمانوں کا بچہ اسی عمر وحالتِ تمیز میں ہو اور (معاذ اللہ) کوئی دوسرا مذہب قبول کرلے، تو مرتد ہو جائے گا، اگر اسی حالت میں مرا، تو کفر کی موت مرا۔ اب مسلمانوں پر اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا سلوک کرنا حرام ہوگا۔

تنویر الابصار میں ہے،

اذا ارتد صبی عاقل صح کاسلامه والعاقل الممیز۔ یعنی جب عقل رکھنے والا بچہ مرتد ہو جائے، تو اس کا ارتداد درست ہوگا، جیسے اس کا اسلام لانا درست ہے اور عاقل سے مراد امتیاز کرنے والا ہے۔'' (باب المرتد)

اس کی شرح درمختار میں ہے،

وھو ابن سبع فاکثر۔ امتیاز کرنے والا بچہ سات سال یا اس سے زائد عمر کا (ہوتا) ہے۔ (باب المرتد)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''اگر سات برس کا ایسا بچہ ہو کہ جس کا کفر واسلام کچھ بھی ظاہر نہ ہو.. یا.. اس سے کم عمر میں ہی فوت ہو گیا، تو اب اس کے کفر واسلام کا معیار اس کے ماں باپ کا کفر واسلام ہوگا اور اگر ماں باپ کا مذہب جدا جدا

Marfat.com

ہو، تو بچہ، بہتر دین والے کے تابع ہوگا۔''

یعنی مذکورہ صورت میں دیکھا جائے گا کہ اس کے والدین مسلمان ہیں یا کافر۔ اگر خدانخواستہ کافر ہوں، تو یہ بچہ بھی کافر شمار ہوگا۔

درمختار میں ہے،

زوجان ارتدافولدت ولدایجبر علی الاسلام لتبعیته لابویه۔

یعنی اگر ماں باپ (معاذ اللہ) دونوں مرتد ہو گئے، پھر عورت نے بچہ جنا، تو اسے اسلام پر مجبور کیا جائے گا، کیونکہ وہ دین میں اپنے والدین کے تابع ہے۔''

(باب المرتد)

اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک مسلمان ہو، تو اب اسے مسلمان قرار دیں گے، کیونکہ بچہ ماں باپ میں سے اس کے تابع ہوتا ہے، جو دین کے اعتبار سے بہتر ہو۔

تنویر الابصار میں ہے،

الولد یتبع خیر الابوین دینا ۔ یعنی بچہ والدین میں سے اس کے تابع ہوگا، جو دین کے اعتبار سے بہتر ہو۔'' (باب المرتد)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''اگر کسی کا دل ایمان پر مضبوط ہو اور زبان سے مجبوراً کلمہ کفر نکالے، تو اس سے کافر نہ ہوگا۔ ہاں اگر حالتِ خوشی میں کلمہ کفر ادا کیا، چاہے دل ایمان پر مطمئن ہو، کافر ہو جائے گا۔''

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،

''مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِہٖ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ وَلٰکِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْکُفْرِ صَدْرًا فَعَلَیْہِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰہِ وَلَہُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔ جو ایمان لا کر اللہ کا منکر ہو، سوا اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو، ہاں جو دل کھول کر کافر ہو، ان پر اللہ کا غضب ہوا اور ان کو بڑا عذاب ہے۔'' (پ۱۴۔ النحل۔۱۰۶)

لیکن اس مقام پر مجبوری کا درست مطلب جاننا بھی بے حد ضروری ہے۔ چنانچہ شرعی لحاظ سے جس مجبوری کو کلمہ کفر کہہ دینے کے لئے عذر شمار کیا گیا ہے، وہ اس وقت متحقق ہوگی کہ

''کوئی جان سے مارنے یا کسی عضو کے ضائع کردینے کی دھمکی دے اور جس کو دھمکی دی گئی اسے یقین کامل ہو کہ اگر اس کی بات نہ مانی گئی، تو جو کہہ رہا ہے، یقیناً کر گزرے گا۔'' (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ)

یہ حالت ''حالتِ اِکراہ'' کہلاتی ہے اور جسے مجبور کیا گیا، اسے ''مُکرَہ'' اور اس مجبوری کو ''اکراہِ شرعی'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ اکراہِ شرعی کے علاوہ کلمہ کفر کا زبان پر جاری کرنا، دائرہ اسلام سے باہر کروا کر غضبِ الٰہی میں گرفتار کروا دے گا۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

''رجل کفر بلسانہ طائعا وقلبہ مطمئن بالایمان یکون

Marfat.com

کافرا ولا یکون عنداللہ تعالیٰ مؤمنا ۔یعنی ایک شخص نے بحالتِ خوشی اپنی زبان سے کفر کا ارتکاب کیا، حالانکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن تھا، تو وہ کافر ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مؤمن شمار نہ ہوگا۔'' (باب المرتد)

شرح فقہ اکبر میں ہے،

''اللسان ترجمان الجنان فیکون دلیل التصدیقِ وجودا وعدما فاذا بدلہ بغیرہ فی وقت یکون متمکنا من اظہارہ کان کافرا واما اذا زال تمکنہ من الاظہار بالاکراہ لم یصر کافرا ۔یعنی زبان دل کی ترجمان ہے، تو یہ (دل میں) تصدیق کے (موجود) ہونے یا نہ ہونے کی دلیل ہوگی۔پس جب اس نے اسے (یعنی تصدیق کو) اظہارِ ایمان پر قادر ہونے کے وقت اس کے غیر (یعنی اظہارِ کفر) سے بدل دیا، تو کافر ہوگیا اور اگر اکراہ کے سبب اظہارِ ایمان پر قادر نہ ہو، تو کافر نہ ہوگا۔'' (باب الایمان ھوالاقرار والتصدیق)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''جو شخص اپنی ذات کے لئے ثبوتِ کفر پر راضی ہو، علمائے اسلام اس پر متفق ہیں کہ وہ کافر ہے۔''

منح الروض میں ہے،

''من رضی بکفر نفسہ فقد کفر ای اجماعا ۔یعنی جو اپنی ذات کے کفر پر راضی ہوا، وہ بالاتفاق کافر ہے۔'' (فصل فی الکفر صریحا وکنایۃ)

مثلاً کسی شخص نے کفار کی کوئی علامت اختیار کی، جیسے گلے میں صلیب لٹکا

Marfat.com

لینا، تو یہ کفر پر رضامندی کی علامت ہے، کیونکہ ماقبل گزرا کہ یہ فعل کفر ہے، اور جو کفر پر راضی ہوا، وہ کافر ہے، لھذا ایسا شخص کافر ہو جائے گا۔

ایسی صورت میں اگرچہ وہ شخص اپنے مسلمان ہونے کا اعتراف بھی کرتا رہے، لیکن اس کا یہ اعتراف قابل قبول نہ ہوگا۔

اعلام بقواطع الاسلام میں ہے،

''کذا (ای یکفر) من فعل فعلا اجمع المسلمون علی انه لایصدر الامن کافروان کان صاحبه مصرحا بالاسلام مع فعله کالمشی الی الکنائس مع اهلها بزیهم من الزنانیر وغیرها۔ یعنی اسی طرح وہ بھی کافر ہے کہ جس نے ایسا عمل کیا کہ جس کے بارے میں تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ یہ صرف کافروں سے ہی سرزد ہو سکتا ہے، اگرچہ وہ شخص اس فعل کے ساتھ اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتا پھرے، مثلاً اہل زنانیر کے ساتھ زنار پہن کر ان کے گرجوں میں جانا۔'' (فصل آخر فی الخطاء)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''کلماتِ کفر کہنے کے بعد یہ عذر پیش کرنا کہ میری زبان پھسل گئی تھی، شرعاً ناقابل قبول ہے۔''

الشفاء بتعریف حقوق المصطفی (ﷺ) میں ہے،

''لایعذر احد فی الکفر بدعوی زلل اللسان۔ یعنی کفر کے ارتکاب کے بعد زبان کے پھسل جانے کا عذر قبول نہ کیا جائے گا۔'' (قال القاضی تقدم الکلام)

Marfat.com

اس مقام پر عذر قبول نہ کرنے کی وجہ بالکل واضح ہے کہ اگر نرمی اختیار کی جائے تو اللہ عزوجل اور اس کے حبیب کی بارگاہ میں گستاخی کرنے والا ہر شخص بدکلامی کے بعد زبان پھسل جانے کا عذر بیان کر کے بچ جائے گا۔ لامحالہ ارتکابِ کفر پر جرأت عام ہو جائے گی۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''جو کلمہ کفر کہے اور دوسرا اسے سن کر ہنس دے یعنی اس سے راضی رہے، انکار نہ کرے بلکہ قبول کر لے، تو دونوں کافر ہو جائیں گے۔''

شرح فقہ اکبر میں ہے،

''**من تکلم بکلمة الکفر وضحک به غیره کفرا ولو تکلم مذکر وقبل القوم ذلک کفروا**۔ جو کلمہ کفر کہے اور دوسرا اس پر ہنس دے، تو دونوں کفر ہو جائیں گے یا اگر کوئی واعظ کلمہ کفر کہے اور قوم اسے قبول کر لے، تو سب کافر ہو جائیں گے۔'' (مطلب فی ایراد الالفاظ المکفرۃ الخ ....)

اعلام میں ہے،

''**من تلفظ بلفظة الکفر یکفر وکذا کل من ضحک علیه او استحسنه او رضی به یکفر**۔ جس نے کوئی کلمہ کفر کہا، وہ کافر ہو گیا اور اسی طرح وہ بھی کافر ہو جائے گا کہ جو اس پر ہنس دیا.. یا.. اس نے اسے اچھا سمجھا یا اس پر راضی ہوا۔'' (الاعلام بقواطع الاسلام)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

Marfat.com

''جو اپنے مسلمان ہونے کا انکار کردے ..یا..خود کو کافر کہے، کافر ہے، چاہے کہتا ہو کہ مجھے مسئلے کا علم نہ تھا۔''

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) فرماتے ہیں، ''ائمہ نے فرمایا ہے جو اپنے مسلمان ہونے سے انکار کرے، وہ مسلمان نہیں، اسے توبہ کرنے کے بعد تجدید اسلام اور تجدید نکاح بھی لازم ہے۔''
(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد۱۴۔ صفحہ ۲۷۰)

الاشباہ والنظائر میں ہے،

''قیل لها انت کافرة فقالت انا کافرة کفرت ۔یعنی کسی نے عورت کو کہا، ''تو کافرہ ہے۔'' اس نے کہا، ''(ہاں) میں کافرہ ہوں۔'' تو وہ کافرہ ہوگئی۔''
(کتاب السیر ۔باب الردۃ)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

''مسلم قال انا ملحد یکفر ولو قال ماعلمت انه کفر لایعذر منه ۔یعنی اگر کوئی مسلمان کہے، ''میں ملحد ہوں'' تو کافر ہوجائے گا، اگرچہ کہے کہ مجھے اس سے کافر ہوجانے کا علم نہ تھا، اس کا یہ عذر قبول نہ کیا جائے گا۔'' (باب موجبات الکفر انواع)

اس سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ نوکری یا ویزے کے حصول، کسی اچھے اسکول یا کالج یا یونیورسٹی میں داخلے ..یا.. بینک اکاؤنٹ سے کٹنے والی زکوٰۃ کو بچانے کے لئے خود کو کافر کہنے یا لکھوانے کا ارتکاب، دائرہ اسلام سے خارج کروادے گا۔

✡ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

Marfat.com

''اگر ایک مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو بغیر کسی وجہِ صحیح کے کافر کہہ دے اور نیت اسے کافر قرار دینے کی ہی ہو، برا بھلا یا بطورِ گالی کہنا مقصود نہ ہو تو، ایسا کہنے والا کافر ہو جائے گا۔''

شفیع محشر (ﷺ) کا فرمان عالیشان ہے،

اَیُّمَا امْرِءٍ قَالَ لِاَخِیْہِ یَا کَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِھَا اَحَدُھُمَا اِنْ کَانَ کَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلَیْہِ۔ یعنی جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو کافر کہے، تو یہ کفران دونوں میں سے کسی ایک کی طرف ضرور لوٹے گا، اگر سامنے والا اسی طرح ہو جیسے اس نے کہا (تو اس کی طرف) ورنہ اس کہنے والے کی جانب لوٹے گا۔''

(مسلم۔کتاب الایمان)

درمختار میں ہے،

عُزِّرَ الشاتم بیا کافر وھل یکفران اعتقد المسلم کافرا نعم والالا بہ یفتی ۔یعنی کسی مسلمان کو یا کافر کے ساتھ گالی دینے والے کو تعزیراً سزا دی جائے گی اور کیا اپنے مسلمان بھائی کو اعتقاداً کافر کہنے والا کافر ہوگا؟ تو ہاں (وہ کافر ہوگا) اور اگر اس اعتقاد کے ساتھ نہیں کہا، تو نہ ہوگا۔ اسی پر فتویٰ ہے۔'' (باب التعزیر)

اعتقاداً کافر کہنے سے کافر ہونے کی علت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے علامہ ابن عابدین شامی (قدس سرہ) لکھتے ہیں،

''لانہ لما اعتقد المسلم کافرا فقد اعتقد دین الاسلام کفرا۔ یعنی کیونکہ جب اس نے مسلمان کو کافر جانا، تو اس نے (معاذ اللہ) دین اسلام کے کفر

Marfat.com

ہونے کا اعتقاد کیا۔'' (ردالمحتار۔ باب التعزیر)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ

''المختار للفتوی فی جنس هذه المسائل ان القائل فی هذه المسائل ان القائل بمثل هذه المقالات ان اراد الشتم ولا یعتقده کافرا لا یکفر ان کان یعتقده کافرا فخاطبه بهذا بناء علی اعتقاده انه کافر یکفر۔ یعنی ایسے مسائل میں فتویٰ کے لئے مختار یہ ہے کہ اگر ایسے کلمات سے مراد گالی دینا اور فقط برا کہنا ہو اور اس کے کافر ہونے کا اعتقاد نہ ہو، تو کہنے والا کافر نہ ہوگا اور اگر اسے کافر اعتقاد کر کے مخاطب کیا، تو اب کافر ہو جائے گا۔''

(الباب التاسع فی احکام المرتدین)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''کلمہ کفر صادر ہونے پر توبہ کے بعد دوبارہ نکاح کے لئے دو گواہ ضروری ہیں، یہ عام ہے کہ وہ اجنبی ہوں.. یا.. اپنے جوان بیٹا بیٹی، بہن بھائی اور نوکر چاکر میں سے کوئی۔''

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت (قدس سرہ) ارشاد فرماتے ہیں،

''معاذ اللہ جس سے کلمہ کفر صادر ہو، اسے توبہ کے بعد تجدید نکاح کا حکم لازم ہے اور نکاح دو گواہوں کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ وہ دو مرد ہوں .. یا.. ایک مرد اور دو عورتیں۔ عاقل، بالغ، آزاد اور مسلمان عورت کے نکاح میں ان کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ گواہ نکاح کے ایجاب وقبول کو ایک سلسلہ میں سنیں

Marfat.com

اور یہ سمجھ رہے ہوں کہ نکاح ہو رہا ہے کہ بغیر اس کے نکاح نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ کچھ ضروری نہیں کہ وہ غیر ہی ہوں، بلکہ اپنا بیٹا بیٹی، بھائی بہن یا نوکر چاکر میں کسی دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ایجاب وقبول کر لیں، کافی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ۔ جدید ۱۲۔ صفحہ ۳۱۶)

✡ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"اللہ تعالیٰ کے لئے جگہ و مکان.. یا.. سمت و جہت ثابت کرنا کفر ہے۔"

یعنی اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ کسی مکان (یعنی جگہ) میں ہے .. یا.. خاص سمت مقرر کرنا کہ وہ اوپر یا نیچے ہے، ہر طرح کفر ہے۔ ہاں اگر مکان یا جہت ثابت کرنا مقصود نہیں، نہ ہی اس کا عقیدہ رکھتا ہو، بلکہ احادیثِ کریمہ کے ظاہری مضامین کو حکایت کرنا مقصود ہو، تو اب کافر نہ ہوگا، لیکن عوام کے سامنے اس سے بھی بچا جائے۔

البحر الرائق میں ہے کہ

"ان قال اللہ تعالیٰ فی السماء فان قصد حکایۃ ماجاء فی ظاھر الاخبار لایکفر وان اراد المکان کفر وان لم یکن نیۃ کفر عند الاکثر وھو الاصح وعلیہ الفتوی۔ یعنی اگر کسی نے کہا "اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے"، پھر اس سے اس مضمون کو بعینہٖ بیان کرنے کا ارادہ کیا، جو ظاہراً احادیثِ کریمہ سے حاصل ہوتا ہے، تو کافر نہیں اور اگر اس نے مکان مراد لیا، تو کافر

Marfat.com

ہوگا اور اگر کوئی ارادہ نہ کیا، تو اکثر کے نزدیک کافر ہے اور یہی اصح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔'' (باب احکام المرتدین)

فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ

''یکون کفرا لان اللہ تعالیٰ منزہ عن مکان۔ یعنی یہ کفر ہوگا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے۔'' (کتاب السیر۔ باب یکون کفرا و مالا یکون کفرا)

خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے کہ

''یکفر لانہ اثبت المکان للہ تعالیٰ۔ یعنی وہ کافر ہے، کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کیا ہے۔'' (فصل الثانی فی الفاظ الکفر)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ

''یکفر باثبات المکان للہ تعالیٰ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرنے کے سبب کافر قرار دیا جائے گا۔'' (فصل الثانی فی الفاظ الکفر)

ابن حجر مکی (قدس سرہ)، علماء اسلام کے نزدیک متفقہ طور پر کفریہ کلمات کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

''او قال اللہ تعالیٰ فی السماء عالم او علی العرش وعنی بہ المکان او لیس لہ نیۃ او قال لیس لہ نیۃ او قال ینظر الینا و یبصرنا من العرش او قال ہو فی السماء او علی الارض او قال لا یخلو منہ مکان او قال اللہ تعالیٰ فوق وانت تحتہ۔ یعنی یا کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں عالم ہے یا عرش پر اور اس سے مراد مکان لیتا ہے یا اس کی کوئی نیت نہیں یا کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عرش سے دیکھتا ہے یا کہتا ہے کہ وہ آسمان میں ہے یا زمین پر ہے یا کہتا ہے

Marfat.com

کہ اس سے کوئی جگہ خالی نہیں یا کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے اور تو نیچے ہے (تو ان سب صورتوں میں کافر ہو جائے گا)۔'' (اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ۔ مقدمہ کتاب)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''جو اللہ عزوجل کے لئے ایسا وصف ذکر کرے، جو اس کی شان کے لائق نہیں.. یا.. اسے جہالت، عجز یا نقص کی جانب منسوب کرے، کافر ہے۔''

فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

''یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بمالایلیق بہ او نسبہ الی الجھل او العجز او النقص۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ کو کسی ایسے وصف سے متصف کرے، جو اس کی شان کے لائق نہیں یا اسے جہل، عجز یا نقص کی جانب منسوب کرے، تو اسے کافر قرار دیا جائے گا۔'' (الباب التاسع فی احکام المرتدین)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''جو اللہ تعالیٰ کی خاص صفات مثلاً قدوس، رحمٰن یا قیوم وغیرہ کو کسی مخلوق کے لئے ثابت کرے، کافر ہے۔''

مجمع الانھار میں ہے،

''اذا اطلق علی المخلوق من الاسماء المختصۃ بالخالق نحو القدوس والقیوم والرحمن وغیرھا یکفر۔ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے اسمائے مختصہ میں کسی اسم کا اطلاق مخلوق پر کرے، مثلاً اسے قدوس یا قیوم یا رحمٰن کہے، تو وہ کافر ہو جائے گا۔'' (باب المرتد)

Marfat.com

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بے ادبی کے کلمات کہے، چاہے مصیبت و پریشانی میں ہی کیوں نہ ہوں، کافر ہے۔''

جامع الفصولین میں ہے،

''ابتلی بمصیبات متنوعة فقال اخذت مالی وولدی واخذت کذا وکذا فماذا تفعل ایضاً وماذا بقی لم تفعله وماشبهه من الالفاظ کفر۔ ایک شخص نے مختلف مصائب میں گرفتار ہو کر کہا (اے اللہ!) تو نے میرا مال، میری اولاد اور میرا یہ یہ چھین لیا، اس کے بعد اور کیا کرے گا اور باقی رہ ہی کیا گیا ہے، جو تو نے نہیں کیا اور اس کی مثل دیگر الفاظ کہے، تو یہ کفر ہے۔''

(فصل فی مسائل کلمات الکفر)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''جو وعظ و تقریر گستاخی رسول (ﷺ) پر مشتمل ہو، اس کا کرنے والا اور اسے سن کر پسند کرنے والے، سب کے سب کافر ہو جائیں گے۔''

امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) سے ایک شخص کے بارے میں سوال ہوا جس نے دوران بیان یوں کہا تھا کہ

''حضور (ﷺ) نے خیال فرمایا کہ میرے دانت ایسے روشن ہیں کہ آج تک کسی کے ایسے نہ ہوئے۔ (معاذ اللہ) اس تکبر کی بناء پر حضور کا دندان اقدس جنگِ احد میں شہید ہو گیا تھا۔''

Marfat.com

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا،

''اس نے حضور اقدس (ﷺ) کے بارے میں معاذ اللہ ''تکبر'' کا لفظ کہا، یہ صریح کفر ہے۔ وہ ایمان سے نکل گیا، اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس نے جیسے یہ کلمہ مجمع میں کہا، اسی قسم کے مجمع میں توبہ کرے اور اسلام لائے۔ اگر نئے سرے سے اسلام نہ لائے، تو مسلمانوں کو اس سے سلام وکلام حرام، اس کے پاس بیٹھنا حرام، اس کی شادی غمی میں شریک ہونا حرام، بیمار پڑے، تو اسے پوچھنے جانا حرام، مرجائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام، اسے غسل وکفن دینا حرام، اس کے جنازے کی نماز حرام، اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام، اسے مرنے کے بعد کوئی ثواب پہنچانا حرام، بلکہ اس کے کفر پر مطلع ہو کر جو اسے مسلمان سمجھتا رہے اور اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کرے، بلکہ اس کے کفر میں شک بھی کرے، تو وہ خود بھی کافر جائے گا۔ اور اگر اس روایت کو سن کر پسند کیا، تو وہ سب پسند کرنے والے اس کی مثل کافر ہو گئے اور انکی عورتیں ان کے نکاح سے نکل گئیں۔''

(فتاوی رضویہ (جدید)۔ جلد ۱۴۔ صفحہ ۶۴۷)

خیال رہے کہ گستاخوں کے ساتھ اس قسم کا رویہ اختیار کرنے کا حکم، خود رحمتِ کونین (ﷺ) کے حکم مبارک کی روشنی میں اخذ کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمان رسول (ﷺ) ہے،

''لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَاِنَّهٗ یَجِیْءُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَاِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا تُوَارِثُوْهُمْ وَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَیْهِمْ وَلَا

Marfat.com

تَسُبُّوا اَصْحَابِیْ فَاِنَّهُ یَجِیْءُ قَوْمٌ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَاِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تُصَلُّوْا عَلَیْهِمْ وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا تُوَارِثُوْهُمْ وَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَیْهِمْ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَیْهِمْ

تَصَلُّوْا عَلَیْهِمْ ۔ یعنی میرے اصحاب کو گالی مت دو، کیونکہ آخر زمانے میں ایک قوم آئے گی، جو میرے اصحاب کو گالی دے گی، پس اگر وہ بیمار ہو جائیں، تو ان کی عیادت نہ کرنا، اگر مر جائیں، تو ان کی نمازِ جنازہ نہ پڑھنا، ان سے ایک دوسرے کا نکاح نہ کرنا، نہ انہیں وراثت میں سے حصہ عطا کرنا، نہ انہیں سلام کرنا اور نہ ہی ان کے لئے رحمت کی دعا کرنا۔'' (کنز العمال۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۳۲۵۲۹)

وجہِ استدلال واضح ہے کہ جب صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو گالی دینے والے کے بارے میں یہ حکم فرمایا گیا، تو خود سید الانبیاء (علیہم السلام) کی بارگاہ میں گستاخی کرنے والے سے اجتناب کس قدر فرض ہو گا؟.... یقیناً ایک صاحبِ ایمان اور زندہ دل ذی شعور پر یہ امر ہرگز مخفی نہیں رہ سکتا۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''اگر کوئی حبیبِ کبریا (علیہ السلام) کی طرف سے حاصل ہونے والی نعمتوں کا انکار کرے.. یا.. سیدہ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر کسی برے کام کی تہمت لگائے.. یا.. سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی صحابیت کا انکار کرے، تو وہ کافر ہو جائے گا۔''

شرح ملتقی الابحار میں ہے،

یکفر بقوله ما کان علینا نعمة النبی صلی الله علیه وسلم لان البعثة من اعظم النعم وبقذفه عائشة رضی الله تعالیٰ عنها وانکاره صحبة ابی بکر رضی الله عنه ۔ یعنی وہ شخص کافر ہو جائے گا، جو یہ کہے کہ ہم پر

Marfat.com

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کوئی نعمت نہیں، کیونکہ آپ کی بعثتِ مبارکہ سب سے بڑی نعمت ہے.. یا.. سیدہ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر تہمت لگاتا ہے.. یا.. سیدنا ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی صحابیت کا انکار کرتا ہے۔" (مجمع الانھار شرح ملتقی الابحار۔ باب المرتد)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"جو شخص ایسی تحریر لکھے، جس میں سید الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں گستاخی کی گئی ہو، جو اس پر نظر ثانی کر کے برقرار رکھے، جس کی نگرانی میں ایسا مضمون تیار ہوا، جو اس کا دیگر زبان میں بخوشی ترجمہ کرے اور جو اسے پڑھ کر اپنے نبی کی توہین پر راضی رہے.. یا.. اسے معمولی تصور کرے، یہ سب اشخاص کافر و مرتد ہیں، چاہے بالغ ہوں یا نابالغ۔"

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) سے ایک امتحانی پرچے میں گستاخیٔ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر مشتمل مواد شامل کرنے والے ممتحن، اس کا انگریزی سے عربی میں ترجمہ کرنے پر مامور دو اشخاص، اس پر نظر ثانی کرنے والوں اور ان مسلمان طلباء کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جنہوں نے نمبر حاصل کرنے کے لالچ میں اسے حل کیا۔

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا،

"وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ یعنی اور جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایذاء دیتے ہیں، ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (پ۱۰۔ توبہ۔ ۶۱)

Marfat.com

☆اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۔یعنی بے شک جو ایذاء دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے، دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔" (پ۲۲۔الاحزاب۔۵۷)

ان نام کے مسلمان کہلانے والوں میں جس شخص نے وہ ملعون پرچہ مرتب کیا، وہ کافر و مرتد ہے۔جس جس نے اس پر نظر ثانی کر کے برقرار رکھا، وہ بھی کافر و مرتد۔جس جس کی نگرانی میں تیار ہوا وہ بھی اور طلباء میں سے جو کلمہ گو تھے اور انہوں نے بخوشی اس ملعون عبارت کا ترجمہ کیا، اپنے نبی کی توہین پر راضی رہے۔۔یا۔اسے ہلکا جانا۔۔یا۔اسے اپنے نمبر گھٹنے یا پاس نہ ہونے سے آسان سمجھا، وہ سب بھی کافر و مرتد ہو گئے۔بالغ ہوں خواہ نابالغ۔ان چاروں فریق میں سے ہر ایک سے مسلمانوں کو سلام و کلام حرام، میل جول حرام، نشست و برخاست حرام، بیمار پڑے، تو اس کی عیادت کو جانا حرام، مر جائے تو اس کے جنازے میں شرکت حرام، اسے غسل دینا حرام، کفن دینا حرام، اس پر نماز پڑھنا حرام، اس کا جنازہ اٹھانا حرام، اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام، مسلمانوں کی طرح اس کی قبر بنانا حرام، اسے مٹی دینا حرام، اس پر فاتحہ حرام، اسے کوئی ثواب پہنچانا حرام، بلکہ یہ فعل خود کفر اور تعلق اسلام کو قطع کرنے والا ہے۔یہ احکام ان سب کے لئے عام ہیں۔اور ان میں جو شادی شدہ تھے، ان کی بیویاں ان کے نکاح سے نکل گئیں، اب اگر قربت ہوگی، تو حرام اور زنائے خالص ہوگی اور اس سے جو اولاد پیدا ہوگی، ولد الزناء ہوگی۔ان کی بیویوں کو شرعاً

Marfat.com

اختیار ہے کہ عدت گزر جانے پر جس سے چاہیں نکاح کر لیں۔

پھر ان میں سے جسے ہدایت نصیب ہو اور وہ توبہ کرے اور اپنے کفر کا اقرار کرتا ہوا مسلمان ہو، تو جتنے احکام اس کی موت سے متعلق ذکر ہوئے، ان پر عمل نہ کیا جائے گا۔ لیکن اس سے میل جول کی ممانعت پھر بھی باقی رہے گی۔ یہاں تک اس کے حال سے صدق وندامت وخلوص توبہ وصحتِ اسلام ظاہر وروشن ہو۔ مگر عورتیں اب بھی نکاح میں واپس نہیں آسکتیں، انہیں اب بھی اختیار ہوگا کہ چاہیں دوسرے سے نکاح کر لیں.. یا.. کسی سے نہ کریں، ان پر کوئی جبر نہیں پہنچتا۔ ہاں اگر ان کی مرضی ہو، تو ان کے اسلام لانے کے بعد ان سے بھی نکاح کر سکتی ہیں۔

شفاء شریف میں ہے کہ

"**اجمع العلماء ان شاتم النبی ﷺ المتنقص له کافر والوعید جار علیه بعذاب الله تعالیٰ له وحکمه عندالامة القتل ومن شک فی کفره وعذابه فقد کفر**۔ یعنی علماء اسلام نے اس پر اتفاق کیا کہ رسول اللہ (ﷺ) کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذابِ الٰہی کی وعید جاری ہے۔ اور وہ امت کے نزدیک واجب القتل ہے۔ اور جو اس کے کافر ومستحق عذاب ہونے میں شک کرے، بے شک وہ بھی کافر ہو گیا۔"

(القسم الرابع فی وجوہ الاحکام.......)

فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ

"**لو ارتدوالعیاذبالله تعالیٰ تحرم امراته ویجدد النکاح بعد اسلامه والمولود بینهماقبل تجدیدالنکاح بالوطیء بعد التکلم بکلمة**

Marfat.com

الکفر ولدزنا ثم ان اتی بکلمة الشهادة علی العادة لایجدیه مالم یرجع عما قاله لان باتیانهما علی العادة لایرتفع الکفر الااذاسب الرسول ﷺ او واحدامن الانبیاء علیهم الصلوة والسلام فلا توبة له واذاشتمه علیه الصلوة والسلام سکران لایعفی واجمع العلماء ان شاتمه کافر ومن شک فی عذابه وکفره کفر۔ یعنی جو شخص معاذ اللہ مرتد ہو جائے، اس کی بیوی (اس پر) حرام ہو جاتی ہے، پھر اگر وہ اسلام لائے، تو اس سے نکاح جدید کیا جائے۔ اور کلمہ کفر کے کہنے کے بعد اور اسلام لانے سے قبل وطی سے جو بھی بچہ پیدا ہوگا، حرام کا ہوگا۔ پھر اگر ایسے شخص نے کلمہ شہادت کو بطورِ عادت پڑھا، تو اسے کچھ فائدہ نہ پہنچے گا، جب تک کہ اس سے توبہ نہ کرے کہ جو اس نے کہا تھا۔ کیونکہ کلمہ شہادت کو عادۃً پڑھ لینے سے کفر نہیں اٹھے گا۔ جو شخص رسول اللہ (ﷺ) یا انبیاء (علیہم السلام) میں سے کسی نبی کی گستاخی کرے، دنیا میں توبہ کے بعد بھی اسے قتل کی سزا دی جائے۔ یہاں تک کہ اگر نشے میں گستاخی کی، جب بھی معاف نہ کیا جائے گا۔ اور تمام علماءِ اسلام کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور جو اس کے عذاب وکفر میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔"

(فتاویٰ بزازیہ علی حاشیہ فتاویٰ ہندیہ۔ الفصل الثانی)

فتح القدیر میں ہے کہ

"کل من ابغض رسول اللہ ﷺ بقلبه کان مرتدافالساب بطریق الاولی وان سب سکران لایعفی عنه۔ یعنی ہر وہ شخص جو رسول اللہ (ﷺ) سے بغض رکھتا ہو، مرتد ہے، تو گستاخی کرنے والا بدرجہ اولیٰ مرتد وکافر

Marfat.com

ہوگا اور اگر نشے میں گستاخی کی، تب بھی معاف نہ کیا جائے گا۔" (باب احکام المرتدین)

البحر الرائق میں ہے کہ

"سب واحد من الانبیاء کذلک فلایفید الانکار مع البینة لانا نجعل انکار الردة توبة ان کانت مقبولة ۔یعنی کسی بھی نبی کی شان میں گستاخی کرے، یہی حکم ہے (یعنی اسے معافی نہ دی جائے گی) اور بعدِ ثبوت، گستاخ کا انکار کوئی فائدہ نہ دے گا، کیونکہ مرتد کا ارتداد سے انکار (دفع سزا کے لئے) وہاں توبہ قرار دیں گے کہ جہاں توبہ مقبول ہو (اور انبیاء (علیہم السلام) کی شان میں گستاخی دیگر کفروں کی مثل نہیں، چنانچہ معافی نہ دی جائے گی)۔" (باب احکام المرتدین)

الاشباہ والنظائر میں ہے کہ

"لا تصح ردة السکران الاالردة بسب النبی ﷺ فانه لایعفی عنه کذافی البزازیة وحکم الردة بینونة امراته مطلقاً (ای سواء رجع اولم یرجع غمزالعیون) واذا مات علی ردته لم یدفن فی مقابر المسلمین ولااهل ملة وانمایلقی فی حفرة کالکلب والمرتداقبح کفرامن الکافرالاصلی واذاشهدوعلی مسلم بالردة وهومنکرلایتعرض له لالتکذیب الشهودالعدول بل لان انکاره توبة ورجوع فتثبت الاحکام للمرتدلوتاب من حبط الاعمال وبینونة الزوجة وقوله لایتعرض له انما هوفی مرتد تقبل توبته فی الدنیاالاالردة بسب النبی ﷺ ۔یعنی (کفر صادر ہونے کی صورت میں) کسی کو نشے کی حالت میں مرتد قرار دینا صحیح نہیں، لیکن نبی کریم (ﷺ) کی گستاخی کے سبب کافر

Marfat.com

ہونے والے کو نشے کی حالت میں بھی معاف نہ کیا جائے گا، جیسا کہ بزازیہ میں ہے اور مرتد ہونے کا حکم یہ ہے کہ اس کی عورت فوراً اس کے نکاح سے نکل جائے گی (یہ عام ہے کہ وہ توبہ کرے یا نہ کرے۔ غمز العیون) اور اگر وہ حالتِ ارتداد میں ہی مر گیا، تو نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور نہ کسی اہل کتاب کے، بلکہ محض اسے ایک گڑھے میں کتے کی مثل ڈال دیں گے۔ اور مرتد اپنے کفر کے اعتبار سے کافر اصلی سے زیادہ برا ہے۔ اور جب کچھ لوگ کسی مسلمان کے مرتد ہو جانے کی گواہی دیں اور وہ انکار کر دے، تو اس سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے گا، اس وجہ سے نہیں کہ عادل گواہوں کی تکذیب مقصود ہے، بلکہ اس لئے کہ اس کا انکار، توبہ اور ارتداد سے رجوع ہے۔ پس وہ احکام ثابت ہوں گے، جو مرتد تائب کے لئے ہیں یعنی اس کے تمام اعمال کا ضائع ہو جانا اور زوجہ کا فوراً نکاح سے نکل جانا۔ اور انکار کی صورت میں اس سے تعرض نہ کرنے کا قول اس وقت ہے کہ جب اس کی توبہ دنیا میں مقبول ہو، نہ کہ وہ ارتداد جو رسول اللہ (ﷺ) کی گستاخی کے سبب ہو (کہ اس میں بعد توبہ بھی معافی نہیں)۔'' (باب احکام المرتدین)

ذخیرۃ العقبیٰ میں ہے کہ

''**قد اجمعت الامة علی ان الاستخفاف بنبینا ﷺ وبای نبی کان علیهم الصلوۃ والسلام کفر سواء فعله علی ذلک مستحلا ام فعله معتقد الحرمة ولیس بین العلماء خلاف فی ذلک ومن شک فی کفره وعذابه کفر** ۔ یعنی بے شک تمام امت مرحومہ کا اجماع ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) خواہ کسی بھی نبی کی توہین کرنا کفر ہے، حلال جان کر اس کا مرتکب

Marfat.com

ہوا.. یا.. حرام سمجھ کر، دونوں طرح کافر ہے اور اس میں علماء کا بالکل اختلاف نہیں ہے اور جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔"

(کتاب الجہاد۔ باب الجزیہ)

اسی میں ہے کہ

"**لایغسل ولایصلی علیه ولایکفن اما اذا تاب وتبرأ عن الارتداد ودخل فی دین الاسلام ثم مات غسل و کفن وصلی علیه ودفن فی مقابر المسلمین** ۔یعنی گستاخی کرنے والا جب مرجائے، تو نہ اسے غسل دیں، نہ کفن دیں، نہ ان پر نماز پڑھیں۔ ہاں اگر وہ توبہ کرے اور اپنے اس کفر سے بیزاری کا اظہار کرے اور دین اسلام میں داخل ہو، اس کے بعد مرجائے، تو غسل، کفن، نماز، مقابر مسلمین میں دفن، سب کچھ ہوگا۔" (کتاب الجہاد۔ باب الجزیہ)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"**انبیاء (علیہ السلام) کا ذکر ان کے پیشوں مثلاً کپڑا بُننا یا زرہیں بنانا وغیرہ کے ساتھ، توہین کی نیت سے کرنا، کفر ہے اور توہین وتحقیر کی نیت نہیں، تو نہیں۔"**

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) فرماتے ہیں،

"اگر انبیاء (علیہم السلام) کا ان کے پیشوں کے ساتھ ذکر، محل توہین میں کیا، تو کافر ومرتد ہے اور اگر کسی محل صحیح میں نیتِ صحیح کے ساتھ کیا، تو حرج نہیں اور اگر نہ کوئی نیتِ فاسدہ تھی اور نہ صحیحہ، ویسے ہی بے معنی حکایات کے طور پر بیان کیا، تو بے

Marfat.com

ادب ہے اور قابل سزا۔" (فتاویٰ رضویہ (جدید)۔جلد ۱۴۔صفحہ ۶۴۵)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"غیر نبی کو انبیاء (علیہم السلام) سے افضل ماننا، علماء اسلام کے نزدیک بالاتفاق کفر ہے۔"

شرح مقاصد میں ہے،

ان الاجماع منعقد علی ان الانبیاء افضل من الاولیاء ۔ بے شک مسلمانوں کا اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ انبیاء (علیہم السلام)، اولیاء (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے افضل ہیں۔" (جلد۲۔صفحہ ۳۰۵)

الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ میں ہے،

(تفضیل الولی علی النبی) مرسلا کان اولا (کفر وضلال کیف وھو تحقیر للنبی) بالنسبۃ الی الولی (وخرق الاجماع) حیث اجمع المسلمون علی فضیلۃ النبی علی الولی ۔یعنی ولی کو کسی بھی نبی پر، خواہ وہ نبی مرسل ہو یا غیر مرسل، افضلیت دینا کفر و گمراہی ہے۔اور ایسا کیوں نہ ہو کہ اس میں ولی کے مقابلے میں نبی کی تحقیر اور اجماع کی مخالفت ہے، کیونکہ نبی کے ولی سے افضل ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے۔" (باب الاستخفاف بالشریعۃ کفر)

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے،

النبی افضل من الولی وھو امر مقطوع بہ والقائل بخلافہ کافر لانہ معلوم من الشرع بالضرورۃ ۔یعنی نبی، ولی سے افضل ہے اور یہ امر

Marfat.com

یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ ضروریاتِ دین سے ہے۔"
(کتاب العلم۔ باب ما یستحب للعالم اذا سئل ای الناس اعلم)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"جو شخص کسی بھی نبی (علیہ السلام) کی شان میں گستاخی کرے، اس کی توبہ مقبول نہیں، ہاں اللہ عزوجل کی شان میں گستاخی کرے، تو توبہ مقبول ہے اور جو اس کے عذاب وکفر میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔"

اولاً یاد رکھا جائے کہ "جہاں کہیں کہا گیا ہے کہ گستاخِ رسول (ﷺ)، مرتد کی توبہ قبول نہیں اس کا معنی یہ ہے کہ توبہ کے باوجود، حاکم اسلام اسے موت کی سزا دے گا۔" (کمافی الفتاویٰ الرضویہ۔ ج ۱۴۔ صفحہ ۳۰۴)

درمختار میں ہے،

الکافر بسب نبی من الانبیاء لایقبل توبته مطلقاً ولو سب الله تعالیٰ قبلت لانه حق الله تعالیٰ والاول حق عبدلایزول بالتوبة ومن شک فی عذابه و کفره کفر۔ یعنی جو کسی نبی کی گستاخی کے سبب کافر ہوا، اس کی توبہ کسی حال میں قبول نہیں اور اگر اللہ عزوجل کی شان میں گستاخی کی تو، توبہ قبول ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے، جب کہ پہلا بندے کا حق تھا، جو (فقط) توبہ سے زائل نہیں ہوتا (بلکہ صاحبِ معاملہ سے معافی طلب کرنا بھی ضروری ہے) اور جس نے بھی اس کے عذاب وکفر میں شک کیا، وہ بھی کافر ہو جائے گا۔" (باب المرتد)

Marfat.com

✿ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''جو شخص قرآن کریم میں زیادتی، کمی یا تبدیلی یعنی کسی بھی طرح بشری تصرف کا دخل مانے .. یا .. یوں کہے کہ ان تمام امور کا احتمال ہے، تو وہ کافر ومرتد ہو جائے گا۔''

اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن میں کسی بھی قسم کی تبدیلی وکمی وزیادتی کے نہ ہونے کا قائل ہونا ضروریاتِ دین میں سے ہے، اب جو ان امور کا اعتقاد رکھے، تو اس نے ضروریاتِ دین میں سے ایک مسئلے کا انکار کیا اور یہ ماقبل واضح ہو چکا کہ ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا انکار کفر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔یعنی بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔'' (پ۱۴۔الحجر۔۹)

بیضاوی شریف میں ہے،

لحافظون ای من التحریف والزیادة والنقص ۔ہم خود اس کے نگہبان ہیں یعنی تبدیلی وزیادتی وکمی سے حفاظت کرنے والے ہیں۔''

حاشیہ جمل میں ہے،

بخلاف سائر الکتب المنزلة فقد دخل فیها التحریف والتبدیل بخلاف القرآن فانه محفوظ عن ذلک لایقدر احد من جمیع الخلق الانس والجن ان یزید فیه اوینقص منه حرفا واحدااو

Marfat.com

کلمة واحدة۔ یعنی برخلاف دوسری آسمانی کتب کے کہ ان میں تبدیل وتحریف نے دخل پایا، بخلاف قرآن کے، کیونکہ یہ اس سے محفوظ ہے۔ تمام انسانوں اور جنوں میں سے کوئی اس پر قادر نہیں کہ اس میں ایک حرف یا ایک کلمے کی بھی زیادتی یا کمی کر سکے۔"

اللہ تعالیٰ نے مزید ارشاد فرمایا،

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ☆ لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۔ (اور وہ بے شک عزت والی کتاب ہے، باطل کو اس کی طرف راہ نہیں، نہ اس کے آگے سے، نہ اس کے پیچھے سے، اتارا ہوا ہے، حکمت والے سب خوبیوں والے سراہے کا)۔" (پ ۲۴۔ حم السجدہ۔ ۴۱، ۴۲)

تفسیر معالم التنزیل میں ہے،

قال قتادة والسدی الباطل هو الشيطان لايستطيع ان يغير او يزيد فيه اوينقص منه قال الزجاج معناه انه محفوظ من ان ينقص منه فياتيه الباطل بين يديه اويزاد فيه فياتيه الباطل من خلفه وعلى هذاالمعنى الباطل الزيادة والنقصان ۔ یعنی قتادہ اور سدی مفسرین نے کہا باطل کہ شیطان ہی ہے، قرآن میں تبدیلی، زیادتی یا کمی کی استطاعت نہیں رکھتا۔ زجاج نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن اس سے محفوظ ہے کہ اس میں کوئی کمی کی جائے تو باطل سامنے سے آئے یا کوئی زیادتی کی جائے، تو باطل پیچھے سے آئے۔ پس اس معنی کے مطابق باطل، زیادتی اور نقصان ہی ہے۔"

امام قاضی عیاض (قدس سرہ) یقینی اجماعی کفر کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

Marfat.com

وکذلک ومن انکر القرآن اوحرفا منہ اوغیّر شیئا منہ اوزاد فیہ ۔یعنی اسی طرح وہ بھی قطعاً اجماعاً کافر ہے، جو قرآن عظیم یا اس کے کسی حرف کا انکار کرے یا اس میں سے کچھ بدلے یا قرآن کچھ زیادتی کرے۔"

(کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ۔فصل فی بیان ما ھو من مقالات.....)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"علمائے اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم کی بے ادبی کفر ہے۔"

مثلاً اس کی یا اس کے کسی حرف کی گستاخی.. یا.. اس کا انکار.. یا.. اس کی کسی خبر کو جھوٹا قرار دینا.. یا.. اس میں کسی قسم کا شک کرنا۔

شفاء شریف میں ہے،

من استخف بالقرآن اوبشیء منہ اوجحدہ او کذب بشیء منہ او اثبت مانفاہ اونفی مااثبتہ علی علم منہ بذلک اوشک فی شیء من ذلک فھو کافر عنداھل العلم بالاجماع ۔جو شخص قرآن مجید یا اس کے کسی حرف کی گستاخی.. یا.. اس کا انکار کرے.. یا.. اس کی کسی بات کو جھٹلائے .. یا.. جس بات کی قرآن نے نفی فرمائی اس کا اثبات.. یا.. جس کا اثبات فرمایا، اس کی دانستہ نفی کرے.. یا.. اس میں سے کسی چیز میں شک کرے، تو وہ اہل اجماع کے نزدیک بالاتفاق کافر ہے۔" (فصل وعلم ان من استخف بالقرآن الخ)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"جو شخص حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو تمام صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)، بلکہ فقط

Marfat.com

ابوبکر و عمر و عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے بھی افضل جانے، تو گمراہ اور اگر خلافت صدیق اکبر و عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا انکار کرے، تو کافر ہے۔ ایسے شخص کو رافضی کہا جاتا ہے۔''

خزانۃ المفتین میں ہے،

الرافضی ان فضل علیا علی غیرہ فھو مبتدع ولو انکر خلافۃ الصدیق رضی اللہ عنہ فھو کافر۔ یعنی اگر رافضی حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو باقی صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے افضل جانے تو گمراہ ہے اور اگر خلافتِ صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا انکار کرے، تو کافر ہے۔

(کتاب الصلوۃ۔ فصل فی من یصح الاقتداء بہ ومن لایصح)

حاشیہ تبیین میں ہے،

فی الروافض من فضل علیا علی الثلاثۃ فمبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق او عمر رضی اللہ عنھما فھو کافر۔ یعنی رافضیوں میں سے جو شخص حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خلفاءِ ثلاثہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے افضل کہے، تو گمراہ ہے اور اگر خلافتِ صدیق و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا انکار کرے، تو کافر ہے۔''

(کتاب الصلوۃ۔ باب الامامۃ والحدث فی الصلوۃ)

✿ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''جو شخص حضرت ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو گالی بکے.. یا.. ان پر لعنت کرے، تو کافر ہے۔''

Marfat.com

تیسیر المقاصد میں ہے،

الرافضی اذاسب ابابکر وعمر رضی الله عنهما ولعنهما یکون کافر ۔یعنی اگر رافضی، صدیق اکبر وعمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو گالی دے یا ان حضرات پر لعنت کرے، تو کافر ہو جائے گا۔ (کتاب السیر)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''سادات ِکرام اور علماءِ عظام کی توہین کفر ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ط قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ☆ لَاتَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۔یعنی اے محبوب! اگر تم ان سے پوچھو، تو کہیں گے، ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے، تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو، بہانے نہ بناؤ، تم کافر ہو چکے، مسلمان ہو کر۔''

(پ۱۰۔توبہ۔۶۶)

ابن جریر (قدس سرہ) نے حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے حدیث کی تخریج کی کہ''ایک شخص نے غزوۂ تبوک کے موقع پر یوں کہا،''ہم نے اپنے قاریوں کی مثل اور نہ دیکھے، نہ کھانے کے لالچی اور نہ زبان کے جھوٹے اور نہ دشمنوں کے مقابلے میں بزدل۔'' یہ سن کر اس مجلس میں بیٹھے ایک شخص نے کہا،''تو جھوٹا ہے، تو

Marfat.com

منافق معلوم ہوتا ہے، میں ضرور رسول اللہ (ﷺ) کو اس بات کی خبر دوں گا۔'' جب رسول اللہ (ﷺ) کو اس بات کی خبر دی گئی، تو قرآن پاک کا نزول ہوا اور میں نے اس شخص کو رسول اللہ (ﷺ) کی تنگ (یعنی زین کسنے کے چوڑے تسمے) کے ساتھ لٹکا ہوا دیکھا، پتھر اسے زخمی کر رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا ''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! ہم تو دل لگی اور کھیل کود کر رہے تھے۔'' اور رسول اللہ (ﷺ) اس کو جواباً فرما رہے تھے ''کیا تو اللہ عزوجل، اس کی نشانیوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتا ہے؟''

(تفسیر در منثور۔ جلد ۳۔ صفحہ ۲۵۴)

حضرت جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا، ''

ثَلَاثَةٌ لَا يَسْتَخِفُّ بِحَقِّهِمْ اِلَّامُنَافِقٌ بَيِّنَ النِّفَاقِ ذُوالشَّيْبَةِ فِي الْاِسْلَامِ وَالْاِمَامُ الْمُقْسِطُ وَمُعَلِّمُ الْخَيْرِ ۔ یعنی تین افراد کو منافق کے سوا کوئی حقیر نہ سمجھے گا۔ وہ بوڑھا جو حالتِ اسلام میں بوڑھا ہوا، عادل امیر اور خیر کی تعلیم دینے والا۔'' (کنز العمال۔ کتاب التوبیخ)

مجمع الانھار میں ہے،

والاستخفاف بالاشراف والعلماء كفر ومن قال للعالم عُوَيْلَم اولعَلِوى عُلَيْوِى قاصدابه الاستخفاف كفر ۔ سادات اور علماء کی بے عزتی کرنا کفر ہے۔ جو شخص تحقیر کے ارادے سے عالم کو عویلم (یعنی گھٹیا عالم) اور علوی کو علیوی کہے، وہ کافر ہو جاتا ہے۔'' (فصل ان الفاظ الکفر انواع)

لیکن یہاں اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) کی یہ تحقیق ضرور یاد رکھی جائے کہ

Marfat.com

''کسی خاص عالم کو کسی دنیوی وجہ سے گالی دینے سے عورت نکاح سے نہیں نکلتی، ہاں مطلقاً علماء کو۔۔یا۔کسی خاص عالم دین کو بوجہ علم دین برا کہنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے، عورت فوراً نکاح سے نکل جاتی ہے، مگر یہ فسخ نکاح ہوتا ہے، طلاق نہیں۔''

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ (جدید)۔جلد ۱۴۔صفحہ ۶۸۲)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا،

''عالم کی توہین اگر بوجہِ علم دین ہے، تو بلاشبہ کفر ہے اور اگر بلا کسی سبب ظاہر کے ہے، تو خوفِ کفر ہے، ورنہ اشد کبیرہ ہونے میں شک نہیں۔''

(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔جلد ۱۵۔صفحہ ۱۶۳)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''فرشتوں کی جانب غلطی کی نسبت کرنا کفر ہے۔''

مثلاً بسا اوقات کہہ دیا جاتا ہے کہ ''فرشتوں نے روح تو قبض کرنی تھی دادا جان کی غلطی سے پوتے کو لے گئے۔'' وجہ یہ ہے کہ فرشتے معصوم ہیں، ان سے خطاء کا ظہور ہو ہی نہیں سکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،

''وَالْمَلٰٓئِکَةُ وَھُمْ لَایَسْتَکْبِرُوْنَ ☆ یَخَافُوْنَ رَبَّھُمْ مِّنْ فَوْقِھِمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَایُؤْمَرُوْنَ۔ اپنے اوپر اپنے رب کا خوف کرتے ہیں اور وہ وہی کرتے ہیں، جو انہیں حکم ہو۔ (پ۱۴۔النحل۔۴۹،۵۰)

مزید ارشاد فرمایا،

''لَایَسْبِقُوْنَہٗ بِالْقَوْلِ وَھُمْ بِاَمْرِہٖ یَعْمَلُوْنَ۔ اپنے اوپر

Marfat.com

اپنے رب کا خوف کرتے ہیں اور وہ وہی کرتے ہیں، جو انہیں حکم ہو۔

(پ ۱۴۔ النحل۔ ۵۰)

چنانچہ فرشتوں کی جانب غلطی کی نسبت، دراصل اللہ تعالیٰ کی جانب نسبت ہے اور اللہ عزوجل کی طرف کسی غلطی کی نسبت کرنا یقیناً کفر ہے۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''جو شخص شریعت کے لئے توہین آمیز الفاظ کہے، کافر ہے۔''

فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

''اذاقال الرجل لغیرہ حکم الشرع ھذہ الحادثۃ کذا فقال ذلک الغیر ''من بر سم کار می کنم نہ بشرع'' یکفر عند بعض مشائخ۔ یعنی جب کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ اس معاملے میں حکم شرع اس طرح ہے۔ یہ سن کر دوسرا بولا ''میں تو رسم کے مطابق کروں گا، نہ کہ شرع کے مطابق۔'' تو بعض مشائخ کے نزدیک کافر ہو جائے گا۔'' (الباب التاسع فی احکام المرتدین)

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) اس عورت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے کہا تھا کہ ''چولھے میں جائے ایسی شریعت''..یا..''مری پڑے ایسی شریعت۔''

''ایسی عورت مرتدہ کافرہ ہوگئی۔ شوہر پر حرام ہے۔ جب تک توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول نہ کرے، اس سے جماع حرام ہے۔ اگر جماع کیا، تو اس سے جو اولاد ہوگی، ولد الحرام ہوگی، اگرچہ اسے ولد الزنا نہ کہیں گے۔ اس عورت پر فرض ہے

Marfat.com

کہ اس ملعون وناپاک الفاظ سے توبہ کرے اور از سر نو مسلمان ہو، اس کے بعد اس کا شوہر دو گواہوں کے سامنے اس سے دوبارہ نکاح کرے۔"

(فتاوٰی رضویہ (جدید)۔ جلد ۱۴۔ صفحہ ۶۵۱)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"جو شخص نماز کی تحقیر کرے، اللہ تعالیٰ کے عذاب کو ہلکا جانے.. یا.. کسی کافر سے مسلمانوں کا شرعی احکام کے مطابق رویہ دیکھ کر کافر کو مظلوم کہے، کافر ہے۔"

مسلمانوں کے محلے میں ایک قادیانی نیا نیا آکر بسا۔ مسلمانوں نے محلے کے مسلمان مردوں عورتوں کو اس سے کسی بھی قسم کا تعلق قائم رکھنے سے منع کیا۔ اس پر ایک مسلمان عورت نے یوں کہا،

"بڑے نمازیئے پڑھ کر ملا ہوگئے، ہم عذاب ہی بھگت لیں گے، اس بے چارے قادیانی کو دق کر رکھا ہے۔"

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) نے دریافت کرنے پر اس عورت کے بارے میں لکھا،

"یہ عورت نماز کی تحقیر کرنے، عذاب الٰہی کو ہلکا ٹھہرانے، قادیانی کو اس فعل مسلماناں سے مظلوم جاننے اور اس سے میل جول ترک کرنے کو ظلم وناحق سمجھنے کے سبب اسلام سے خارج ہوگئی۔ اپنے شوہر پر حرام ہے، جب تک کہ توبہ کرکے نئے سرے سے اسلام نہ لائے۔" (فتاوٰی رضویہ (جدید)۔ جلد ۱۴۔ صفحہ ۶۵۴)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

Marfat.com

''اذان کے ساتھ مذاق کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔''

اعلیٰ حضرت (رحمہ اللہ تعالیٰ) سے پوچھا گیا کہ ''زید نے مؤذن مسجد کی اذان کے ساتھ تمسخر کیا یعنی لفظ ''حی علی الصلوۃ ''یوں کہا، ''بھیا لٹھ چلا۔''...تو اس کے لئے کیا حکم ہوگا؟....

آپ نے ارشاد فرمایا،

''اذان سے استہزاء ضرور کفر ہے۔ اگر اس کا مقصود اذان سے ہی استہزاء کرنا تھا، تو بلاشبہ کافر ہو گیا، اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اگر یہ مسلمان ہو جائے اور عورت اس سے دوبارہ نکاح کرے، تب وطی جائز ہوگی، ورنہ زنا۔ اور اگر عورت بغیر اسلام و نکاح کے اس سے قربت پر راضی ہوئی، تو وہ بھی زانیہ ہے۔

اور اگر اذان سے استہزاء مقصود نہیں، بلکہ خاص اس مؤذن سے، اس وجہ سے کہ وہ غلط پڑھتا ہے، تو اس حالت میں زید کو (کافر تو قرار نہ دیا جائے گا، ہاں) تجدیدِ اسلام و تجدید نکاح کا حکم ضرور ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۲۱۔ صفحہ ۲۱۵)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''داڑھی شریف کا مذاق اڑانا کفر ہے، چاہے کہا جائے کہ ہمیں مسئلہ معلوم نہ تھا۔''

ایک شخص نے داڑھی کے بارے میں کہا، ''(معاذ اللہ) مجھے ان چمگادڑ پروں کی ضرورت نہیں۔'' بعد میں کہا کہ ''ہم کو مسئلہ معلوم نہ تھا، لھذا ہمارا نکاح باقی ہے۔''

اعلیٰ حضرت (رحمہ اللہ تعالیٰ) سے اس کے بارے میں حکم دریافت کیا گیا، تو آپ

Marfat.com

نے فرمایا،

''داڑھی کے ساتھ استہزاء ضرور کفر ہے۔ زید کا ایمان زائل اور نکاح باطل ہوگیا۔ اور جہالت کا عذر بالکل غلط اور نا قابل قبول ہے کہ یہ شخص نہ کسی دور دراز پہاڑ کا رہنے والا ہے، نہ ابھی تازہ تازہ ہندو سے مسلمان ہوا ہے کہ اسے نہ معلوم ہو کہ داڑھی شعارِ اسلام میں سے ہے اور شعارِ اسلام سے استہزاء، اسلام سے استہزاء ہے۔

ہاں یہ ممکن ہے کہ اس سے نکاح ٹوٹ جانا نہ جانتا ہو، مگر اس کا نہ جاننا، اس کے نکاح کو محفوظ نہ رکھے گا، شیشے پر پتھر پھینکے، تو شیشہ ضرور ٹوٹ جائے گا، چاہے یہ نہ جانتا ہو کہ اس سے ٹوٹ جاتا ہے۔'' (فتاوی رضویہ (جدید)۔ جلد ۲۱۔ صفحہ ۲۱۵)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''کسی جگہ خلافِ شرع فیصلے ہوتے ہوں، تو فقط پہچان کے لئے اسے ''عدالت'' کہنا، کفر نہیں۔ ہاں کسی غلط فیصلہ کرنے والے کو ''عادل'' کہنا کفر ہے۔''

چونکہ پہچان کے لئے ''جرائم کی سزا مقرر کرنے اور باہم لڑائی جھگڑوں کا فیصلے کروانے کے لئے حاضر ہونے والے مقام کو عرفِ عام میں عدالت کہا جاتا ہے، لھذا فقط پہچان کروانے کی نیت سے اسے عدالت کہنے میں حرج نہیں۔ ورنہ اس اعتقاد کے ساتھ اسے عدالت کہنا کہ یہاں جو فیصلہ ہوتا ہے، بالکل شرع کے موافق اور عدل وانصاف کے ساتھ کیا جاتا ہے، ضرور قابل گرفت ہوگا۔ وجہ ذی شعور پر مخفی نہیں۔

Marfat.com

ہاں غلط فیصلہ کرنے والے کو عادل کہنا معروف نہیں، چنانچہ یہاں گرفت ضرور ہوگی۔لیکن چونکہ کبھی کبھی ظلماً فیصلہ کرنے دینے والے کو خوشامد کے طور پر بھی عادل کہہ دیا کرتے ہیں، لھذا اس نیت سے عادل کہنے والے کو تجدید اسلام اور تجدید نکاح کافی ہے۔ہاں اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب (ﷺ) عطا کردہ تعلیمات کے خلاف فیصلہ سن کر اعتقاداً اسے عدل جانا، تو کافر ہو جائے گا۔

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) ارشاد فرماتے ہیں،

''(آج کل نصاریٰ اور دیگر حکام کی عدالتوں کے لئے لفظ) عدالت، بطورِ علم رائج ہے، معنی وضعی مقصود نہیں ہوتے، لھذا تکفیر ناممکن ہے۔البتہ (ان فیصلہ کرنے والوں کو) عادل کہنا ضرور کلمہ کفر ہے۔مگر یہ بروجہِ خوشامد ہوتا ہے، لھذا تجدید اسلام اور تجدید نکاح کافی۔ہاں خِلاَفَ مَااُنْزِلَ (یعنی اللہ عزوجل کی جانب سے نازل کردہ کے برخلاف) کو اعتقاداً عدل جانے، تو قطعاً وہی کافر ہے کہ **من شک فی کفرہ فقد کفر**۔یعنی جس نے اس کے کفر میں شک کیا، وہ بھی کافر ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔جلد ۱۴۔صفحہ ۶۰۷)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''کسی گناہ کبیرہ کے ارتکاب کو درست واچھا کہنا کفر ہے۔''

کسی شخص نے جھوٹ کے بارے میں کہا،

''میں نے جھوٹ بولا تو کیا برا کیا؟''.....

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) نے اسکے بارے میں ارشاد فرمایا،

Marfat.com

''یہاں تک تو گناہ کبیرہ ہی تھا، جو آدمی کی ہلاکت و بربادی کو کافی ہے، آگے اس کا یہ کہنا کہ ''میں نے جھوٹ بولا، تو کیا برا کیا۔'' صریح کفر ہے۔ اس پر لازم ہے کہ تجدید اسلام کرے اور اگر شادی شدہ ہے، تو بعدِ قبول اسلام، دوبارہ نکاح کرنا بھی ضروری ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۱۵۔ صفحہ ۱۵۰)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرانا کفر ہے۔''

لیکن یہاں یہ جاننا بے حد ضروری ہے کہ اس بارے میں علماء کے دو قول ہیں۔

(1) یہ اس وقت ہوگا کہ جب اس شے کی حلت و حرمت کسی دلیل قطعی سے ثابت ہو[۱] اور وہ حرام قرار دی جانے والی شے حَرَام لِعَینِہٖ ہو۔[۲]

(2) یہ اس وقت ہوگا کہ جب اس شے کی حلت و حرمت کسی دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ یعنی اس صورت میں فقط پہلی بات کو شرط قرار دیا گیا ہے۔

خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے،

۱: یعنی کسی ایسی دلیل سے کہ جس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو مثلاً قرآن پاک کی ایسی آیت کہ جس کا معنی بالکل واضح ہو، اس میں کسی تاویل و تفسیر کی حاجت نہ ہو.. یا.. حدیث متواتر۔ (۱۲ منہ) ۲: یعنی اس کا حرام قرار دیا جانا، اس کی ذات میں موجود کسی قباحت کی بناء پر ہو، کسی دوسری چیز پر موقوف نہ ہو، جیسے خنزیر کی حرمت۔ اسے حرام لذاتہ اور حرام بعینہ بھی کہتے ہیں۔ اور اگر وہ چیز بذاتِ خود قبیح نہیں، بلکہ اس میں وصفِ قبح کی موجودگی کسی دوسری چیز پر موقوف ہے، جیسے عید کے دن کا روزہ کہ بذاتِ خود قبیح نہیں، لیکن عید کے دن اللہ تعالیٰ کی جانب سے ضیافت سے روگردانی کرنے کی بناء پر اسے حرام قرار دیا گیا، تو اسے حَرَام لِغَیرِہٖ کہتے ہیں۔ (۱۲ منہ)

Marfat.com

''من اعتقد الحرام حلالا او علی القلب یکفر ھذا اذا کان حراما بعینه والحرمة قامت بدلیل مقطوع به اما اذا کانت باخبار الاحاد لا یکفر۔ یعنی جس نے حرام کو حلال اعتقاد کیا یا برعکس، تو وہ کافر ہو جائے گا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ وہ حرام لذاتہ ہو اور اس کی حرمت کسی دلیل قطعی سے ثابت ہو، اور اگر ثبوت کسی خبر واحد سے ہو، تو کافر نہ ہوگا۔''

(الفصل الثانی فی الفاظ الکفر الخ)

اور ردالمحتار میں ہے،

''حاصله ان شرط الکفر علی القول الاول شیئان قطعیة الدلیل وکونه حراما لعینه وعلی الثانی یشترط الشرط الاول فقط۔ یعنی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قول اول پر کفر کے لئے دو شرائط ہوں گی، دلیل کا قطعی ہونا اور اس کا حرام لعینہ ہونا اور دوسرے قول پر فقط پہلی شے کو شرط قرار دیا جائے گا۔'' (کتاب الزکوۃ۔ باب زکوۃ الغنم)

معلوم ہوا کہ چونکہ خرید و فروخت کی حلت، اللہ تعالیٰ کے فرمان،

''وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ۔ یعنی اور حلال کیا اللہ نے بیع کو۔'' (پ۔ بقرہ۔ ۲۷۵)

..اور..خنزیر کی حرمت ارشاد باری تعالیٰ،

''اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ۔ یعنی اس نے یہی تم پر حرام کیے ہیں، مردار اور خون اور سور کا گوشت۔''

(پ۔ بقرہ۔ ۱۷۳)

Marfat.com

سے ثابت ہے۔

چنانچہ اب اگر کوئی جائز بیع کو حرام.. یا. خنزیر کو بلا عذر حلال قرار دے، تو وہ کافر ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،''

قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۔ یعنی بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لئے رزق اتارا، اس میں تم نے اپنی طرف سے حرام وحلال ٹھہرا لیا، تم فرماؤ کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔'' (پ ۱۱۔ یونس۔ ۵۹)

اللہ تعالیٰ نے مزید ارشاد فرمایا،

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ لَا یُفْلِحُوْنَ ☆ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۔ یعنی اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں، یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو، بے شک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں، ان کا بھلا نہ ہوگا، تھوڑا برتنا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب۔ (پ ۱۴۔ النحل۔ ۱۱۶، ۱۱۷)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

Marfat.com

''حرام کی گئی چیزوں کا حلال جاننا مطلقاً کفر نہیں، جب تک کہ ان کی حرمت، ضروریاتِ دین سے نہ ہو۔''

اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں،

''بلکہ مذہبِ معتمد و محقق میں استحلال بھی علی اطلاقہ کفر نہیں، جب تک کہ زناء یا شربِ خمر یا ترکِ صلوۃ کی طرح اس کی حرمت، ضروریاتِ دین سے نہ ہو۔''

(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۵۔ صفحہ ۱۰۱)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''حدیثِ متواتر کا انکار کفر ہے۔ اور جو شخص حدیثِ پاک کو حدیث ہونے کی حیثیت سے حقیر جانے، اس کی توہین کرے تو اب چاہے، وہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو، کافر ہو جائے گا۔''

اولاً یہ جاننا ضروری ہے کہ حدیثِ متواتر کسے کہتے ہیں۔ چنانچہ ''تیسیر مصطلح الحدیث'' میں ہے،

''ما رواہ عدد کثیر تحیل العادۃ تواطوھم علی الکذب۔ یعنی حدیثِ متواتر وہ حدیث ہے کہ جسے اتنے کثیر راوی روایت کریں کہ جن کا جھوٹ پر متفق ہونا، عادۃً محال ہو۔'' (صفحہ ۱۸)

یعنی اس حدیث پاک کو اس کی سند کے طبقات میں سے ہر طبقے میں اتنے کثیر راویوں نے روایت کیا ہو کہ عقل عادۃً اس بات کے محال ہونے کا حکم کرے کہ یہ تمام رواۃ اس حدیث کو اپنی طرف سے گھڑ لینے پر متفق ہو گئے تھے۔

Marfat.com

پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) متواتر اللفظ۔(۲) متواتر المعنی

(1) متواتر اللفظ:۔

وہ حدیث متواتر ہے کہ جس کے لفظ اور معنی دونوں متواتر ہوں۔جیسے یہ حدیث کہ "مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّداً فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔"

(بخاری۔کتاب العلم)

اس حدیثِ پاک کو ان ہی الفاظ سے تقریباً ستر (70) صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے روایت کیا ہے۔

(2) متواتر المعنی :۔

وہ حدیثِ متواتر کہ جس کا معنی متواتر ہو، لفظ متواتر نہ ہوں۔

جیسے دعا میں ہاتھ اٹھانے کے مضمون پر مشتمل احادیثِ کریمہ۔یہ تقریباً سو (100) احادیثِ مبارکہ ہیں۔ہر ایک میں دعا میں ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے، لیکن واقعات مختلف ہیں۔

اب اس حدیثِ پاک کا حکم یہ ہے کہ اس کا انکار کردینے والا کافر ہو جائے گا، چاہے یہ متواتر اللفظ ہو یا متواتر المعنی۔نیز چونکہ حدیثِ پاک کو سیدِ عالم (ﷺ) سے نسبت ہے، لھذا جو حدیث ہونے کی حیثیت سے اس کی توہین کرے، وہ بھی بے ادبی کی بناء پر دائرہ اسلام سے خارج مانا جائے گا۔

Marfat.com

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت (قدس سرہ) فرماتے ہیں،

''حدیثِ متواتر کے انکار پر تکفیر کی جاتی ہے۔خواہ متواتر اللفظ ہو یا متواتر المعنی۔اور حدیث ٹھہرا کر جو استخفاف کرے، تو یہ مطلقاً کفر ہے، اگر چہ حدیثِ احاد، بلکہ ضعیف، بلکہ فی الواقع اس سے کم درجے کی ہو۔''

(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔جلد ۱۴۔صفحہ ۲۸۰)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''کتب فقہ میں سے کسی کتاب کی تحقیر و توہین، کفر ہے۔''

منح الروض میں ہے کہ

''کفر باستخفاف کتاب الفقه۔یعنی فقہ کی کسی کتاب کی تحقیر سے کافر ہو جائے گا۔'' (منح الروض الازہر شرح فقہ الاکبر۔فصل فی العلم والعلماء)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''اجماع ایک شرعی حجت ہے، اس کا مطلقاً انکار کفر ہے۔''

اولاً اجماع کی تعریف جاننا ضروری ہے، چنانچہ اصول فقہ کی معتبر کتاب ''الحسامی'' میں ہے،

''هو اتفاق جميع المجتهدين الصالحين من امة محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فی عصر علی واقعة۔یعنی اجماع، امتِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک زمانے کے صالح مجتہدین کا کسی امر پر متفق ہو جانا ہے۔'' (باب الاجماع)

چونکہ ابوبصرہ غفاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

کا فرمان عالیشان ہے کہ

''سَأَلْتُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اَلَّا یَجْمَعَ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ فَاَعْطَانِیْھَا۔ یعنی میں نے اللہ عزوجل سے درخواست کی کہ میری امت کسی گمراہی پر متفق نہ ہو، تو اللہ تعالیٰ نے میری اس درخواست کو قبول فرمالیا۔''

(مسند امام احمد بن حنبل۔ مسند قبائل)

لھذا معلوم ہوا کہ اب کسی مسئلے پر امتِ حبیبِ کبریا (ﷺ) کے علماء صالحین کا متفق ہو جانا، گمراہی سے یقیناً یقیناً دور ہے۔

نیز یہ ضروریاتِ دین میں سے ہے، جیسا کہ

شرح مواقف میں ہے کہ

''کون الاجماع حجۃ قطعیۃ معلوم بالضرورۃ من الدین۔ یعنی اجماع کا قطعی حجت ہونا، ضروریاتِ دین سے ہے۔'' (باب المقصد السادس)

اور ماقبل میں گزر چکا کہ جو ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار کرے، وہ کافر ہو جاتا ہے۔

اصول بزدوی میں ہے کہ

''فصار الاجماع کآیۃ من الکتاب او حدیث متواتر فی وجوب العمل والعلم بہ فیکفر جاحدہ فی الاصل۔ یعنی پس اجماع اپنے ساتھ علم و عمل کے وجوب میں آیتِ قرآنیہ یا حدیثِ متواتر کی مثل ہوگیا، چنانچہ قاعدے کی رو سے اس کا منکر کافر قرار دیا جائے گا۔'' (باب حکم الاجماع)

کشف الاسرار میں ہے کہ

Marfat.com

''یحکم بکفر من انکر اصل الاجماع بان قال لیس الاجماع بحجة۔ یعنی جو اجماع کے شرعی دلیل ہونے کا انکار کرے، اس صورت کے ساتھ کہ کہے کہ اجماع حجت نہیں، تو اس کے لئے کفر کا حکم ہوگا۔''

(کشف الاسرار عن اصول البزدوی۔ باب حکم الاجماع الخ...)

ابن الہمام لکھتے ہیں،

''وبالجملة فقد ضم الی التصدیق بالقلب فی تحقق الایمان امور الاخلال بالایمان اتفاقا کترک السجود للصنم وقتل نبی والاستخفاف به ومخالف ما اجمع علیه وانکاره بعد العلم به ۔ یعنی خلاصہ یہ کہ ایمان کے لئے قلبی تصدیق کے ساتھ ساتھ کچھ امور ایسے بھی ہیں کہ، جو بالاتفاق ایمان میں خلل انداز ہوتے ہیں، جن کا ترک ضروری ہے۔ مثلاً بت کو سجدہ کرنا، کسی نبی کا قتل اور ان کی توہین، اجماع کی مخالفت اور اس کا علم ہو جانے کی بعد اس کی مخالفت۔'' (المسایرہ مع المسامرہ۔ الخاتمۃ فی بحث الایمان)

تلویح میں ہے کہ

''الاجماع علی مراتب فالاولی بمنزلة الآیة والخبر المتواتر یکفر جاحده۔ یعنی اجماع کے چند مراتب ہیں، پس پہلا بمنزلہ آیتِ قرآن اور خبر متواتر کی مثل ہے، اس کے منکر کو کافر قرار دیا جائے گا۔''

(تلویح علی التوضیح۔ الامر الرابع فی حکم الاجماع)

مرآۃ الاصول میں ہے کہ

''یکفر منکر حجیة الاجماع مطلقاً هو المختار عند

Marfat.com

مشائخنا ۔یعنی مطلقا اجماع کی حجیت کا منکر کافر ہے، ہمارے مشائخ کے نزدیک یہی مختار ہے۔'' (جلد دوم۔۲۷۱)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''انبیاء (علیھم السلام) کے معجزات کو حق جاننا ضروریاتِ دین میں سے ہے، چنانچہ جو ان کا انکار کرے، انہیں غلط بتائے .. یا.. ان کی الٹی سیدھی تاویل کرے، علماء دین کے نزدیک کافر ہے۔''

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت (قدس سرہ) تحریر فرماتے ہیں،

''جو شخص معجزاتِ انبیاء (علیھم السلام) کو غلط بتائے، کافر و مرتد اور دائمی لعنت کا مستحق ہے۔ اور سیدنا عیسیٰ (علیہ السلام) کے مردوں کو زندہ کرنے کے معجزے کو غلط کہنا اور اس کی تاویل کرتے ہوئے کہنا کہ ار سے قوم کے احوال زندہ کرنا مراد ہیں، اسے کفر و ارتداد سے نہیں بچا سکتا، کیونکہ ضروریاتِ دین میں تاویل نہیں سنی جاتی۔

عقائد نسفی میں ہے کہ

''النصوص تحمل علی ظواھرھا والعدول عنھا الی معان یدعیھا اھل الباطن الحاد ۔یعنی نصوص کو اپنے ظاہر پر ہی محمول کیا جائے گا اور ان سے ایسے معانی کی جانب مائل ہونا، جس کا دعویٰ اہل باطن نے کیا، الحاد ہے۔''

شرح عقائد نسفی میں ہے کہ

''الحاد ای میل وعدول عن الاسلام واتصال والتصاق بالکفر لکونہ تکذیبا للنبی ﷺ فیما علم مجیئہ بہ بالضرورۃ ۔یعنی الحاد

Marfat.com

سے مراد اسلام سے پھرنا اور اعراض کرنا..اور..کفر کے ساتھ اتصال وملاپ ہے، کیونکہ یہ رسول اللہ (ﷺ) کی ان معاملات میں تکذیب پر مشتمل ہے، کہ جن کالانا آپ سے بالضرورۃ ثابت ہے۔''

شفاء شریف میں ہے کہ

''التاویل فی الضروری لایسمع ۔یعنی ضروریاتِ دین میں تاویل نہیں سنی جائے گی۔'' (القسم الرابع فی تصرف وجوہ الاحکام......)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''غیر خدا کو حصول شفاء کی غرض سے بھی پوجنا کفر ہے۔''

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) ''حصول شفاء کی غرض سے غیر خدا کی عبادت کرنے والے کے بارے میں'' ارشاد فرماتے ہیں،

''مسئولہ صورت میں وہ شخص کافر ہے۔اگر کسی نام کے مولوی نے حصول شفاء کے لئے اس کے لئے غیر خدا کی عبادت جائز قرار دے دی ہو، تو وہ بھی کافر ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ (جدید)۔جلد۱۴۔صفحہ۳۶۳)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کو بنیتِ عبادت سجدہ کرنا کفر اور فقط تعظیم کی نیت سے کرنا حرام و گناہِ کبیرہ ہے۔''

فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

''من سجد للسلطان علی وجه التحية لایکفر ولکن یاثم

Marfat.com

لارتکابه الکبیرة وان سجدبنیة العبادة فقد کفر۔یعنی جس نے کسی حاکم کو بطورِ تعظیم سجدہ کیا، تو وہ کافر نہ ہوگا، ہاں گناہِ کبیرہ کے ارتکاب کی وجہ سے گناہ گار ضرور ہوگا اور اگر اس نے بنیت عِبادت سجدہ کیا، تو بے شک اب کافر ہوگیا۔''

(کتاب الکراہیۃ)

تنبیہ خاص:۔

بسا اوقات مزارات پر کسی کو سجدہ کی سی حالت میں دیکھتے ہی شرک وکفر کا فتویٰ جاری کر دیا جاتا ہے۔ یہ حد درجہ جہالت کی علامت ہے۔ کیونکہ اگر بالفرض واقعی وہ سجدے میں مشغول ہے، تب بھی جب تک وہ شخص بذاتِ خود اپنی نیتِ سجدہ ظاہر نہ کرے، کس طرح حکم لگایا جاسکتا ہے کہ اس نے بنیت عِبادت ہی سجدہ کیا ہے؟... کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس کے نزدیک فقط تعظیم صاحبِ مزار مقصود ہو۔

اور اگر نیت جاننا ضروری نہ سمجھا جائے، تو ایسے شخص کے بارے میں کیا کہیں گے کہ جو مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے والے تمام نمازیوں کو کافر ومشرک قرار دے۔ اور جب اس سے وجہ پوچھی جائے، تو کہہ دے کہ یہ فتویٰ اس لئے جاری کیا گیا کہ امام صاحب نے سامنے والی دیوار کو، پہلی صف نے امام کو اور پچھلی ہر صف نے اپنے سے اگلی صف کو سجدہ کیا اور چونکہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا حرام وشرک ہے، لھذا یہ سب مشرک ہوگئے؟.....''

چنانچہ اگر واقعی کسی کو سجدہ ریز دیکھا جائے، تو اولاً اس کے بارے میں یہی حسن ظن رکھنا چاہیئے کہ یہ بنیتِ تعظیم سجدہ کر رہا ہے۔ اس صورت میں مرتکب سجدہ گناہ گار ضرور ہے، لیکن کافر نہیں۔ بلکہ اب اگر کسی نے ایسے شخص کو کافر کہا، تو کفر خود

Marfat.com

کہنے والے کی جانب لوٹے گا۔ کیونکہ

شفیع محشر (ﷺ) کا فرمان عالیشان ہے،

اَیُّمَا امْرِءٍ قَالَ لِاَخِیْہِ یَا کَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِھَا اَحَدُھُمَا اِنْ کَانَ کَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلَیْہِ ۔یعنی جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو کافر کہے، تو یہ کفران دونوں میں سے کسی ایک کی طرف ضرور لوٹے گا، اگر سامنے والا اسی طرح ہو جیسے اس نے کہا (تو اس کی طرف) ورنہ اس کہنے والے کی جانب لوٹے گا۔''

(مسلم۔کتاب الایمان)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ

''**المختار للفتوی فی جنس ھذہ المسائل ان القائل فی ھذہ المسائل ان القائل بمثل ھذہ المقالات ان اراد الشتم ولا یعتقدہ کافرالایکفران کان یعتقدہ کافر افخاطبہ بھذا بناء علی اعتقادہ انہ کافر یکفر** ۔یعنی ایسے مسائل میں فتویٰ کے لئے مختار یہ ہے کہ اگر ایسے کلمات سے مراد گالی دینا اور فقط برا کہنا ہو اور اس کے کافر ہونے کا اعتقاد نہ ہو، تو کہنے والا کافر نہ ہوگا اور اگر اسے کافر اعتقاد کر کے مخاطب کیا، تو اب کافر ہو جائے گا۔''

(الباب التاسع فی احکام المرتدین)

ہاں اگر واقعی کسی طرح ثابت ہو جائے کہ اس نے بنیتِ عبادت ہی سجدہ کیا ہے، تو اس صورت میں اس کے مشرک ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔لیکن صاحبِ مزار کے لئے ایک ذی شعور مسلمان سے اس نیت کے ساتھ سجدے کا ارتکاب، بعید از قیاس ہے۔

Marfat.com

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''جو حبیبِ کبریا (ﷺ) کی تمام امت کو گمراہ کہے، کافر ہے۔''

الشفاء بتعریفِ حقوق المصطفیٰ (ﷺ) میں ہے،

''نقطع بتکفیر کل قائل قال قولا یتوصل به الی تضلیل الامة۔ یعنی جو کوئی ایسی بات کہے کہ جس سے تمام امت کو گمراہ قرار دینے کی راہ نکلتی ہو، ہم قطعی طور پر اس کے کافر ہونے کے قائل ہیں۔'' (فصل فی بیان ما ھو من المقالات)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''جو یہود و نصاریٰ یا ایسے شخص کے کفر میں شک کرے کہ جو ضروریاتِ دین کے انکار کے باعث کافر ہو چکا.. یا.. ان کو کافر نہ کہے، تو خود بھی کافر ہے۔''

قاضی عیاض (قدس سرہ) فرماتے ہیں،

''الاجماع علی کفر من لم یکفر احدا من النصاری والیهود و کل من فارق دین المسلمین اووقف فی تکفیرهم اوشک قال القاضی ابوبکر لان التوقیف والاجماع اتفقا علی کفرهم فمن وقف فی ذلک فقد کذب النص والتوقیف اوشک فیه والتکذیب والشک فیه لایقع الامن کافر۔ یعنی اس شخص کے کافر ہونے پر علمائے اسلام کا اتفاق ہے کہ جو یہود و نصاریٰ یا مسلمانوں کے دین سے جدا ہو جانے والے کو کافر نہ کہے.. یا.. انہیں کافر کہنے میں توقف کرے.. یا.. اس میں شک کرے۔ قاضی ابوبکر

Marfat.com

باقلانی نے فرمایا،''یہ حکم اس لئے ہے کہ قرآن وحدیث اور اجماع علمائے اسلام ان لوگوں کے کفر پر متفق ہیں، تو جوان کے کفر میں توقف کرتا ہے، تو وہ قرآن وحدیث اور اجماع کی تکذیب کرتا ہے یا اس میں شک رکھتا ہے اور یہ امر فقط کافر سے ہی سرزد ہوتا ہے۔''

(شفاء شریف۔ فصل فی بیان ماھومن المقالات کفر)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''کسی کافر کی تعظیم کرنا کفر ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے،

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔(اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔(ترجمہ کنزالایمان۔المنافقون۔۸،پ۲۸)

حبیب کبریا (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرمان ہے،

''**مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلَامِ** ۔یعنی جس نے کسی بدمذہب کی تعظیم کی، اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی۔''

(شعب الایمان۔حدیث ۹۴۶۴)

جب ایک گمراہ کی تعظیم کا یہ معاملہ ہے، تو مشرک کی تعظیم کا حکم کتنا سخت ہوگا؟

......

ابونعیم، جابر بن عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ،

Marfat.com

نَهَى النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يُّصَافِحَ الْمُشْرِكُوْنَ اَوْيُكْنُوْا اَوْيُرَحَّبُ بِهِمْ ۔یعنی رسول اللہ (ﷺ) نے مشرک سے ہاتھ ملانے، اسے کنیت سے ذکر کرنے اور اس کے آتے وقت مرحبا کہنے سے منع فرمایا۔"

(حلیۃ الاولیاء۔ترجمہ ۴۴۶)

درمختار میں ہے،

لوسلم علی الذمی تبجیلا یکفر لان تبجیل الکافر کفر ۔یعنی اگر کسی نے ذمی کو تعظیماً سلام کہہ دیا، تو وہ کافر ہو جائے گا، کیونکہ کافر کی تعظیم، کفر ہے۔"

(کتاب الحظر والاباحۃ۔فصل فی البیع)

اسی میں ہے،

لوقال لمجوسی یااستاذ تبجیلا کفر ۔یعنی اگر کسی نے مجوسی کو تعظیماً یا استاد کہا، تو وہ کافر ہو گیا۔" (ایضاً)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"رسول اللہ (ﷺ) اپنے رب عزوجل کی جانب سے جو کچھ لے کر آئے، ان میں سے بعض کی تکذیب کا نام کفر ہے اور تکذیب، صفت قلب ہے اور اس صفتِ قلب پر جس طرح کفریہ اقوال علامت قرار پاتے ہیں، اسی طرح افعال کفریہ بھی اس کی نشانی ہیں اور حکم کفر کا باعث بنتے ہیں۔"

اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں،

Marfat.com

''اگر چہ کفر، تکذیب النبی (ﷺ) فی بعض ماجاء به من عند ربه جل وعلا '' کا نام ہے اور تکذیب، صفتِ قلب۔ مگر جس طرح اقوال مکفرہ اس تکذیب پر علامت ہوتے اور ان کی بناء پر حکم کفر دیا جاتا ہے، یوں ہی بعض افعال بھی اس کی امارت اور حکم تکفیر کا باعث ہوتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم کو گندگی میں پھینک دینا، بت کے لئے سجدہ کرنا، نبی کو قتل کرنا، اس کے روبروزناء کرنا، اذان سن کر شرم گاہ کو کھول دینا، قرآن کو تحقیر کے انداز میں پڑھنا، اس کے علاوہ ہر وہ عمل جو شریعت کے ساتھ استہزاء واہانت پر دلالت کرے۔''

(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۵۔ صفحہ ۱۰۲)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''ہندوؤں کی ''ہولی، دیوالی'' میں شرکت حرام اور پسند کرنا صریح کفر ہے۔''

اعلیٰحضرت امام اہل سنت (قدس سرہ) ارشاد فرماتے ہیں،

''ہولی دیوالی ہندوؤں کے شیطانی تہوار ہیں۔ جب خلافتِ فاروقی میں ایران فتح ہوا، تو کچھ آتش پرست فرار ہوکر ہندوستان آگئے۔ ان کے یہاں دو عیدیں تھیں۔ (۱) نوروز کہ تحویل حمل ہے۔ (۲) مہرگان، کہ تحویل میزان۔ وہ عیدیں اور ان میں آگ کی پرستش، ہندوؤں نے ان سے سیکھیں اور یہ چاند سورج دونوں کو پوجتے ہیں، لھذا ان کے وقتوں میں یہ ترمیم کی کہ میکھ سنکھرانت کی پورنماشی میں ہولی اور تلاسنکھرانت کی اماوس میں دیوالی۔ یہ سب کفار کی رسمیں ہیں، مسلمانوں کو اس میں

Marfat.com

شرکت حرام اور اگر پسند کریں، تو صریح کفر ہے۔

غمز العیون میں ہے،

"اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسنا فقد کفر حتی قالوا فی رجل قال ترک الکلام عند اکل الطعام حسن من المجوس فھو کافر۔ یعنی ہمارے مشائخ اس پر متفق ہیں کہ اگر کسی نے کفار کے کسی معاملے کو اچھا کہا، تو وہ کافر ہو جائے گا حتی کہ انہوں نے اس شخص کو کافر قرار دیا جو یہ کہے کہ کھانے کے دوران مجوسیوں کے ہاں باتیں نہ کرنا، بہت اچھا عمل ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۱۴۔ صفحہ ۶۸۰)

تنبیہ خاص:۔

غیر مسلموں کی فلموں میں اس قسم کے مناظر دیکھ کر انہیں محبوب رکھنے یا اچھا کہنے والوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"کفار کی کوئی ایسی علامت اختیار کرنا، جو ان کا دینی شعار سمجھا جاتا ہو یعنی جس کو اختیار کرنے والے مسلمان کو، دیکھنے والے کافر سمجھیں، کفر ہے، یونہی بت کی عبادت کرنا بھی دائرہ اسلام سے خارج کروا دیتا ہے۔"

منح الروض الازھر شرح فقہ اکبر میں ہے،

"من تزنر بزنار الیھود والنصاری وان لم یدخل کنیستھم کفر ومن شد علی وسطہ حبلا وقال ھذا زنار کفر وفی الظھیریۃ وحرم

Marfat.com

الزوج وفی المحیط لان هذا تصریح بماهو کفر وفی الظهیریة من وضع قلنسوة المجوس علی راسه فقیل له فقال ینبغی ان یکون القلب سویا کفر ۔یعنی جس نے یہود ونصاری کا زنار پہنا، اگرچہ ان کے عبادت خانے میں نہ گیا، کافر ہے۔ جس نے اپنی کمر میں رسی باندھی اور کہا یہ زنار ہے، اس نے کفر کیا ۔ظہیریہ میں ہے اس پر اس کی زوجہ حرام ہوگئی۔ محیط میں ہے، کیونکہ یہ صراحۃ کفر ہے۔ ظہیریہ میں ہے، جس نے مجوس کی ٹوپی سر پر رکھی، اسے بتایا گیا، تو کہنے لگا ''بس دل ٹھیک ہونا چاہیئے'' وہ کافر ہے۔''

(فصل فی العلم والعلماء)

الاشباہ والنظائر میں ہے،

''عبادة الصنم کفر ولا اعتبار بمافی قلبه ۔یعنی بت کی عبادت کفر ہے اور دل میں جو کچھ ہے، اس کا اعتبار نہیں۔''

(کتاب السیر ۔باب الردۃ)

مجمع الانہار میں ہے،

''یکفر بخروجه الی نیروز المجوس والموافقة معهم فیما یفعلون فی ذلک الیوم وبشرائه یوم النیروز شیئا لم یکن یشتریه قبل ذلک تعظیما للنیروز لا للاکل والشرب وباهدائه ذلک الیوم للمشرکین ولو بیضة تعظیما لذلک الیوم ۔یعنی اس شخص کو کافر قرار دیا جائے گا کہ جو نیروز کے دن مجوسیوں کے ساتھ اس لئے نکلے کہ جو یہ کریں گے، یہ ان کی موافقت کرے گا۔ اور جو شخص اس دن، اس دن کی تعظیم کی نیت سے کوئی چیز خریدے

Marfat.com

جو پہلے نہ خریدی تھی، نہ ہی کھانے پینے کے لئے، تو بھی کافر ہوگا اور اسی طرح جس نے اس دن کی تعظیم کی نیت سے مشرکین کو تحفہ دینے کے لئے کوئی چیز خریدی، اگرچہ انڈہ ہی کیوں نہ ہو، کافر ہو جائے گا۔"

(باب ان الالفاظ الکفر انواع)

اس پوری تفصیل کے پیش نظر اگر فی زمانہ کوئی مسلمان، اپنے گلے میں عیسائیوں کی صلیب ڈال لے.. یا.. ہندوؤں کی مثل ماتھے پر واضح ٹیکہ لگا لے، تو حکم کفر اس کی جانب بھی متوجہ ہوگا۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"گھر، گھوڑے یا عورت کو منحوس تصور کرنا، باطل اور ہندوؤں کے خیالات ہیں۔"

اعلیٰحضرت امام اہل سنت (قدس سرہ) سے پوچھا گیا،

"یہ جو مشہور ہے کہ گھر، گھوڑا اور عورت منحوس ہوتے ہیں، اس کی کیا اصل ہے؟"....

آپ نے ارشاد فرمایا،

"یہ سب محض باطل و مردود، ہندوؤں کے خیالات ہیں۔ شریعتِ مطہرہ میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ شرعاً گھر کی نحوست یہ ہے کہ تنگ ہو، ہمسائے برے ہوں۔ گھوڑے کی نحوست یہ کہ شریر، بدلگام و بدرکاب ہو اور عورت کی نحوست یہ ہے کہ بدزبان و بدرویہ ہو۔ باقی وہ خیال کہ عورت کے پھیرے سے یہ ہوا، فلاں کے پھیرے

Marfat.com

سے یہ، یہ سب باطل اور کافروں کے خیال ہیں۔'' (فتاویٰ رضویہ (جدید)۔جلد ۲۱۔صفحہ ۲۲۰)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''بدعت عقیدہ مطلقاً کفر ہے۔''

اعلیٰحضرت امام اہل سنت (قدس سرہ) فرماتے ہیں،

''بدعت عقیدہ کا مطلقاً کفر ہونا لازم کہ اس کی تعریف ہی یہ ہے کہ ''ماا حدث علی خلاف الحق الملتقی عن رسول الله ﷺ وجعل دینا قویما و صراطا مستقیما کمافی البحر الرائق ۔یعنی ہر وہ عقیدہ جو رسول اللہ (ﷺ) کی جانب سے (بطور یقین) حاصل ہونے والے حق کے خلاف ایجاد کیا جائے اور اسے دین قویم اور صراطِ مستقیم (سیدھا راستہ) قرار دے دیا جائے۔جیسا کہ البحرالرائق میں ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ (جدید)۔جلد ۲۱۔صفحہ ۲۲۱)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''تعزیہ ناجائز و بدعت ہے،کفر نہیں۔''

اعلیٰحضرت امام اہل سنت (قدس سرہ) سے پوچھا گیا،

''جو شخص تعزیہ،ثواب وعبادت جان کر خود بنائے..یا..اور لوگوں کو بنانے کی ترغیب دے اور تعزیہ دیکھ کر تعظیماً کھڑا ہو جائے اور اس پر فاتحہ پڑھے اور تعزیے کے ساتھ ننگے پیر تعظیماً چلے اور مرثیہ بھی پڑھوا تا جائے۔شاہ مولانا عبدالعزیز صاحب نے اپنے فتاویٰ کی جلد اول میں لکھا ہے،''جو بدعت کو عبادت سمجھ کر کرے،وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''اور اس پر ابن ماجہ کی ایک حدیث لائے ہیں۔اس کا مضمون یہ ہے

Marfat.com

کہ

''فرمایا رسول اللہ (ﷺ) نے کہ ''بدعتی اسلام سے ایسا صاف نکل جاتا ہے، جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال۔''

تو شاہ صاحب کے قول ''اسلام سے خارج ہے'' سے کیا مطلب ہے؟... یعنی ایسا شخص کافر و مرتد ہے یا گمراہ و رافضی ہے۔ ہر صورت میں اس کا ذبیحہ حرام ہے یا حلال؟... کیا ایسے شخص کی نماز جنازہ درست ہے؟''..... جو لوگ ایسے تعزیہ پرست کے مرید ہوں، ان کا کیا حکم ہے؟''... ایسے تعزیہ پرست اور بت پرست میں کیا فرق ہے؟''...

آپ نے جواباً فرمایا،

''تعزیہ ناجائز و بدعت ضرور ہے، لیکن کفر ہرگز نہیں کہ اس کا نمازِ جنازہ ناجائز.. یا.. ذبیحہ مردار.. یا.. اسے بت پرستوں میں شمار کیا جائے۔ افراط و تفریط یعنی کمی، زیادتی دونوں قابل مذمت ہیں۔

ابن ماجہ کی پیش کردہ حدیثِ پاک اگرچہ شدید ضعیف ہے، لیکن اس کے ضعف سے قطع نظر، اسی طرح کے مضمون کی حامل دیگر احادیث پر قیاس کرتے ہوئے اس کے بارے میں بھی یہی کہا جائے گا کہ یا تو اس میں مرتکب بدعت کے اسلام کے کامل ہونے کی نفی کی گئی ہے.. یا پھر.. یہاں بدعت سے مراد، وہ بدعت ہے کہ جسے کفر قرار دیا جائے[1]، ورنہ لازم آئے گا کہ ہر بدعتِ سیئہ کفر ہو جائے، جب کہ اس کا مرتکب اسے اچھا سمجھے اور یہی غالب ہے۔ اور بدعتِ عقیدہ کا مطلقاً کفر

[1]: جیسے قرآن و حدیث کی تعلیمات کے برخلاف نیا عقیدہ ایجاد کر لینا۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

ہو جانا لازم کہ اس کی تعریف ہی یہ ہے،

''ماحدث علی خلاف الحق الملتقی عن رسول اللہ ﷺ وجعل دینا قویما وصراطا مستقیما کمافی البحر الرائق۔ یعنی ہر وہ عقیدہ جو رسول اللہ (ﷺ) کی جانب سے (بطورِ یقین) حاصل ہونے والے حق کے خلاف ایجاد کیا جائے اور اسے دین قویم اور صراطِ مستقیم قرار دے دیا جائے۔ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے۔''

حالانکہ امت کا اجماع ہے کہ بعض بد مذہبیاں کفر نہیں۔ خلاصہ میں ہے،

''اذاقال ان اللہ یدا اور جلا کماللعباد فھو کافر وان قال جسم لا کاجسام فھو مبتدع۔ یعنی جب کوئی کہے کہ اللہ عزوجل کے لئے بندوں کی مثل ہاتھ اور پیر ہیں، تو وہ کافر ہے اور اگر کہے کہ اس کا جسم ہے، لیکن دوسرے اجسام کی مثل نہیں، تو وہ بدعتی ہے (کافر نہیں)۔'' (خلاصۃ الفتاویٰ۔ کتاب الصلوۃ۔ الفصل الخامس عشر)

ہزار ہا مسائل اس پر بطورِ دلیل پیش کیے جا سکتے ہیں، تو ایسے شخص پر مطلقاً حکم کفر کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟... ہاں سوال میں مذکورہ افعال کا مرتکب قابل بیعت نہیں کہ پیر کی شرائط میں سے ہے کہ ایسا شخص سنی العقیدہ اور غیر فاسق معلن ہونا چاہیے (جب کہ یہ شخص ایسا نہیں)۔'' (فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۲۱۔ صفحہ ۲۲۱)

تنبیہ خاص:۔

خیال رہے کہ مذکورہ سوال ایسے شخص کے بارے میں ہے کہ جو اہل سنت سے تعلق رکھنے کے باوجود ذکر کردہ افعال کا مرتکب تھا۔ العاقل تکفیہ الاشارۃ

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

Marfat.com

''آسمانی ستاروں کے سعد (مبارک) اور نحس (نامبارک) اثرات پر یقین کرنا ناجائز اور کبھی شرک ہے۔ نیز تعویذات میں عامل کوان کی رعایت کرنا بعض صورتوں میں خلافِ توکل اور بعض میں مکروہ وحرام ہے۔''

اعلیٰ حضرت (رحمہ اللہ تعالیٰ) سے پوچھا گیا،

''کواکبِ فلکی کے سعد ونحس پر عقیدت رکھنا کیسا ہے؟...اور تعویذات میں عامل کوان کی رعایت کہاں تک درست ہے؟...

آپ نے جواب ارشاد فرمایا،

''مطیع وفرمانبردار مسلمان پر کوئی چیز نحس نہیں اور کافر پر کوئی چیز سعد نہیں اور نافرمان وگناہ گار مسلمان کے لئے اس کا اسلام سعد ہے۔ طاعت وعبادت سعد ہے ، بشرطیکہ کہ بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوجائے۔ گناہ ومعصیت بذاتِ خود نحس ہے، بشرطیکہ رحمت وشفاعت اس کی نحوست سے نہ بچالیں، بلکہ نحوست کو سعادت کردیں۔

فَاُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۔یعنی تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔'' (پ۱۹۔الفرقان۔۷۰)

بلکہ کبھی گناہ بھی باعثِ سعادت ہوجاتا ہے، اس طرح کہ بندہ اس کے ارتکاب کی بناء پر نادم وخوف زدہ رہتا ہے، نیز اس سے توبہ میں لگا رہتا ہے، یوں وہ دھل جاتا ہے اور بہت سی نیکیاں حاصل ہوجاتی ہیں۔

باقی ستاروں میں کوئی سعادت ونحوست نہیں۔ اگر انہیں (بغیر عطائے الٰہی) خود مؤثر جانے ،تو مشرک ہے۔ ان سے مدد مانگے تو حرام ،ورنہ ان کی رعایت کم از کم

Marfat.com

خلافِ توکل تو ضرور ہے۔ اشعۃ اللمعات میں ہے،

''آنچہ اہل عزائم وتکسیر میکنند مثل تبخیر و تلوین و حفظ ساعات نیز مکروہ وحرام است نزد اہل دیانت و تقوی۔ یعنی جو کچھ اہل عزائم اور اصحابِ تکسیر کرتے ہیں، جیسے تبخیر وتلوین اور ان کی ساعات کی حفاظت کرنا، پس یہ بھی اہل دیانت اور احبابِ تقوی کے نزدیک مکروہ وحرام ہے۔'' (کتاب الطب والرقی)

تبخیر سے مراد ''وقت سے مناسبت رکھنے والے ستاروں کی رعایت کرتے ہوئے خاص بخورات [1] کا استعمال کرنا''، ورنہ تعظیم ذکر وتلاوت کے لئے عود ولوبان سلگانا مستحب ہے۔ اور تلوین سے مراد ''مصلے وغیرہ کو ستاروں کے خصوصی رنگوں کی مثل رنگوں سے رنگین کرنا۔''

فقیر نے اس پر حاشیہ لکھا کہ

''چونکہ اصل مقصود، ستاروں سے طلب امداد ہے، اس لئے حرام ہے۔ اس لئے کہ ان اشیاء سے مدد لینا جائز نہیں کہ جن کا ''مدد کرنے کے سلسلے میں (اللہ عزوجل سمیت) کسی کا محتاج نہ ہونا'' مشرکین کے خیال میں پختہ ہو چکا ہے۔ اور اگر ایسی اشیاء نہ ہوں، تو ان سے طلبِ امداد مکروہ اور ترکِ اولیٰ ہے۔ اس لئے کہ یہ اربابِ توکل کے اعمال میں سے نہیں، بلکہ ان دوسرے لوگوں کے اعمال سے مشابہہ ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ اگر طلب امداد ستاروں سے نہ ہو اور نیک اہل تجربہ اپنے تجربے سے جانتے ہوں کہ ان کی رعایت کرنا بالکل اسی طرح ہے کہ جس طرح مقصودہ دواؤں میں اوزان اور بے شمار تخصیصات کی رعایت کرنا اور وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے موافق واقع ہو، تو

[1]: یعنی وہ چیزیں جن کے جلانے سے خوشبو نکلتی ہے، جیسے عود ولوبان وغیرہ۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

اس میں کچھ حرج نہیں۔ (بلکہ) خود امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) نے، جو کہ اللہ تعالیٰ کے معاملات میں بہت سخت گیر تھے، طلبِ بارش کی دعا کرنے کے سلسلے میں منزلِ قمر کی رعایت کا حکم فرمایا۔" (فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۲۱۔ صفحہ ۲۲۱)

تنبیہ خاص:۔

اخبارات میں شائع ہونے والے مضامین بنام "یہ ہفتہ کیسا رہے گا" سے دلچسپی رکھنے والے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کے لئے، مذکورہ مسئلے کی روشنی میں اپنی نیتوں کا احتساب بے حد ضروری ہے۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"حرام کام پر خوش ہونا بھی حرام ہے۔"

طحطاوی علی الدر المختار میں ہے،

"التفرج علی المحرم حرام۔ یعنی حرام کام پر خوش ہونا حرام ہے۔" (مقدمۃ الکتاب)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

"محرم الحرام میں سبیل لگانی جائز، جب کہ گھوڑا نکالنا، بزرگوں کی نقل بنانے کی بناء پر ممنوع ہے۔"

فتاویٰ رضویہ میں ہے،

"سبیل لگانا ضرور جائز ہے، البتہ تعزیہ ناجائز ہے اور گھوڑا نکالنا نقل بنانا ہے اور اکابر کی نقل بنانی بے ادبی ہے۔" (جلد ۲۱ (جدید)۔ صفحہ ۲۴۷)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

Marfat.com

''اگر دینی مدارس کو گورنمنٹ کی جانب سے ''کسی ناجائز مطالبے کے بغیر'' مالی امداد حاصل ہو رہی ہو، تو اسے منع کرنا حماقت اور حرام کہنا شریعت پر افتراء ہے۔''

اعلیٰ حضرت (رحمہ اللہ تعالیٰ) سے سوال ہوا کہ،

''(کیا) ایسے مدارس ومکاتب کے لئے (گورنمنٹ کی امداد لینا جائز ہے کہ) جو کامل اسلامی اہتمام کے ماتحت جاری ہیں اور جن کے دینی ومذہبی شعبہ تعلیم پر اربابِ حکومت ہرگز کسی نہج معترض نہیں ہوتے اور جن کے نصابِ تعلیم کا سرکاری حصہ مُروجہ تعلیم بھی ممنوعاتِ شرعیہ میں سے کسی خفیف سے خفیف شائبہ سے بھی مکمل طور پر پاک ہے۔ اس امداد سے نفع اٹھانا شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟''

آپ نے ارشاد فرمایا،

''ایسے مدارس کے لئے گورنمنٹ اگر اپنے پاس سے امداد کرتی ہے، تو بلاشبہ اس کا لینا جائز اور اس کا قطع کرنا حماقت ہے، خصوصاً جب کہ اس کے قطع سے مدرسہ نہ چلے کہ اب یہ خیر کا دروازہ بند کرنا ہے۔''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا،

''(گورنمنٹ کی) جو امداد، نہ کسی خلافِ شرع کام کے ساتھ مشروط ہو اور نہ ہی اس کی جانب مائل کرنے والی ہو، اس میں حرج نہیں، خصوصاً جب کہ ہمارا ہی پیسہ ہم کو دیا جاتا ہے، اسے حرام کہنا شریعت پر افتراء ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۲۱۔ صفحہ ۲۵۱۔ ۲۵۵)

Marfat.com

کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''جو چیز سید الانبیاء، حبیبِ کبریا (ﷺ) کی نسبت سے مشہور ہو جائے، اس کی تعظیم، صحابہ کرام (رضی اللہ عنھم) کی سنتِ کریمہ اور شعارِ دین سے ہے، چاہے اس کے نبی کریم (ﷺ) سے تعلق رکھنے پر کوئی سندِ صحیح بھی موجود نہ ہو۔''

اعلیٰ حضرت (رحمہ اللہ تعالیٰ) سے سوال ہوا کہ،

''جو لوگ تبرکاتِ شریف بلا سند لاتے ہیں، ان کی زیارت کرنا چاہیئے یا نہیں؟...اور اکثر لوگ کہتے ہیں کہ آج کل مصنوعی تبرکات زیادہ لئے پھرتے ہیں، یہ ان کا کہنا کیسا ہے؟''...

آپ نے ارشاد فرمایا،

''سرکارِ مدینہ (ﷺ) کے آثار و تبرکاتِ شریفہ کی تعظیم، دینِ مسلمان کا فرض عظیم ہے۔ تابوتِ سکینہ جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے، جس کی برکت سے بنی اسرائیل ہمیشہ کافروں پر فتح پاتے تھے، اس میں کیا تھا، **بقیۃ مما ترک ال موسی وال ھرون** ۔یعنی موسیٰ و ہارون (علیھما السلام) کے چھوڑے ہوئے تبرکات میں سے کچھ بقیہ تھا۔ یعنی موسیٰ (علیہ السلام) کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون (علیہ السلام) کا عمامہ وغیرہ۔ اور اسی سبب سے تواتر سے ثابت ہے کہ جس چیز کو کسی طرح سے رسول اللہ (ﷺ) کے بدن مبارک سے چھونے کا تعلق ظاہر ہوا، صحابہ و تابعین و ائمہ دین (رضی اللہ عنھم) ہمیشہ اس کی تعظیم و حرمت اور اس سے طلبِ برکت فرماتے آئے

Marfat.com

اور دین حق کے اماموں نے صاف ارشاد فرمایا کہ اس کے لئے کسی سند کی حاجت نہیں، بلکہ جو چیز حضورِ اقدس (ﷺ) کے نام پاک سے مشہور ہو جائے، اس کی تعظیم، شعائر دین سے ہے۔ شفاء شریف و مواہب لدنیہ و مدارج نبوت وغیرھا میں ہے،

''من اعظامہ ﷺ اعظام جمیع اسبابہ و مالمسہ او عرف بہ ﷺ۔ یعنی جن چیزوں کو رسول اللہ (ﷺ) سے کچھ تعلق رہا ہو اور جنہیں آپ نے چھوا ہو یا جو آپ کی نسبت سے مشہور ہو گئی ہوں، ان کی تعظیم، رسول اللہ (ﷺ) کی تعظیم سے ہی ہے۔'' (کتاب الشفاء للقاضی۔ فصل و من اعظامہ... الخ)

اور اس قسم کے مسائل میں بغیر سند پائے، وہی تعظیم سے دور رہے گا کہ جس کا دل بیمار ہوگا، جس میں نہ تو عظمتِ شان محمد (ﷺ) مکمل طور پر موجود ہوگی اور نہ ایمان کامل۔

اور یہ کہنا کہ ''آج کل اکثر لوگ مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں'' اگر کسی مخصوص شخص کی تعیین کئے بغیر ہو یعنی کسی شخص معین پر اس کی وجہ سے الزام یا بدگمانی مقصود نہ ہو، تو اس میں کچھ گناہ نہیں۔ ہاں بغیر ثبوتِ شرعی کسی خاص شخص پر یہ حکم لگانا کہ یہ انہیں میں سے ہے، جو مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں، ضرور ناجائز و گناہ و حرام ہے کہ اس قسم کی بات پر ابھارنے والی چیز فقط بدگمانی ہے اور بدگمانی سے بڑھ کر کوئی جھوٹی بات نہیں۔ رسول اللہ (ﷺ) ارشاد فرماتے ہیں،

''اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ۔ یعنی بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔'' (بخاری۔ کتاب الوصایا)

Marfat.com

ائمہ دین فرماتے ہیں،

''انما ینشوء الظن الخبیث من القلب الخبیث۔ یعنی خبیث گمان، خبیث دل سے ہی پیدا ہوتا ہے۔'' (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر۔ تحت حدیث ۲۹۰۱)

(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۲۱۔ صفحہ ۲۱۴۔ ۲۱۶)

۞ کیا آپ کو معلوم ہے کہ

''شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت میں باہم کوئی تضاد نہیں، جو اس کا دعویٰ کرے، جاہل ہے.. یا.. گمراہ و بددین۔''

فتاویٰ رضویہ میں ہے،

''شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت میں باہم کوئی تخالف نہیں۔ جو اس کا دعویٰ کرے، اگر بے سمجھے کیا، تو نرا جاہل ہے اور سمجھ کر کرے، تو گمراہ بددین۔ شریعت، حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اقوال، طریقت، آپ کے افعال، حقیقت، آپ کے احوال اور معرفت، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علوم بے مثال ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ (جدید)۔ جلد ۲۱۔ صفحہ ۴۶۰)

تمت بالخیر

والحمدللہ رب العالمین

Marfat.com

مکتبہ اعلیٰ حضرت

انوار الحدیث
نورانی واقعات
سیرت صدر الشریعہ
زلف و زنجیر
زلزلہ در تبلیغی جماعت
قرآنی بیانات
غیر اللہ سے مدد مانگنا کیسا؟

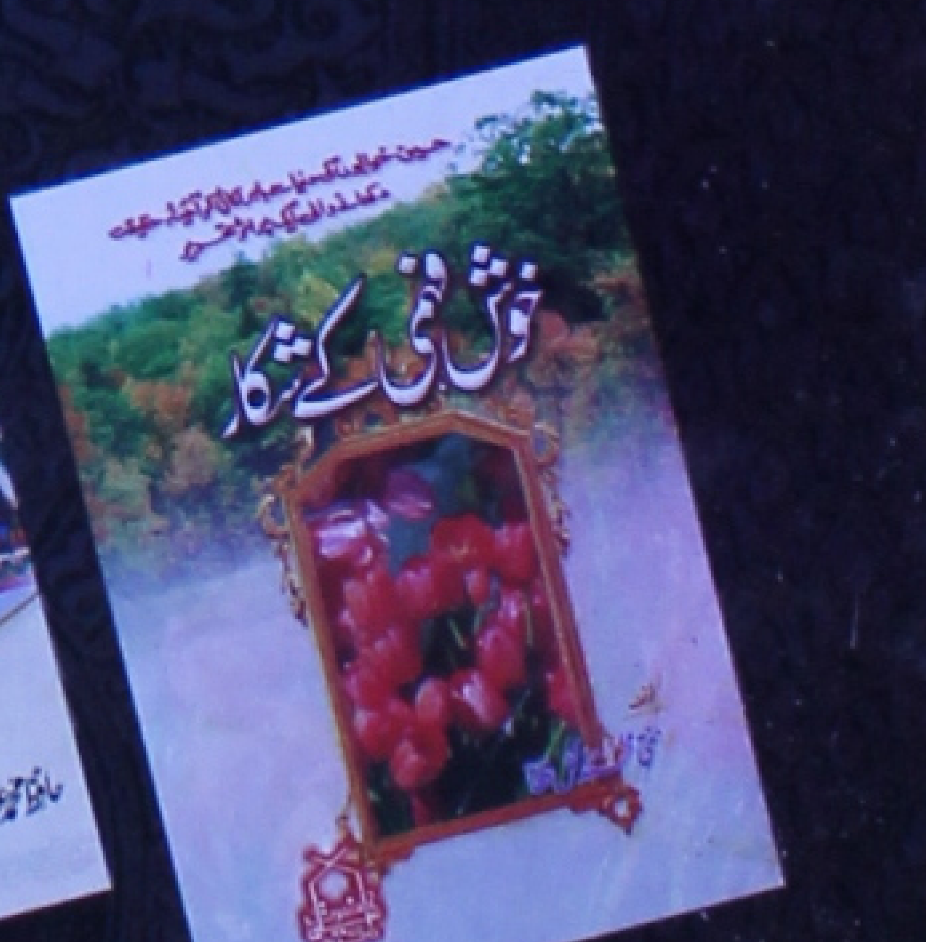

SHOP No.4, SASTA HOTEL, DARBAR MARKET, LAHORE.
Voice 092-042-7247301 E-mail: ajmalattari20@hotmail.com